

UTL AT DOWNSVIEW



D RANGE BAY SHLF POS ITEM C  
39 09 01 05 07 001 1

PLEASE DO NOT REMOVE  
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

---

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

---

K            Thānvī, Ashraf 'Alī  
              Havādis al-fatāwā  
T3678H3  
v.1

"HAWĀDIS-UL-FATĀWĀ"

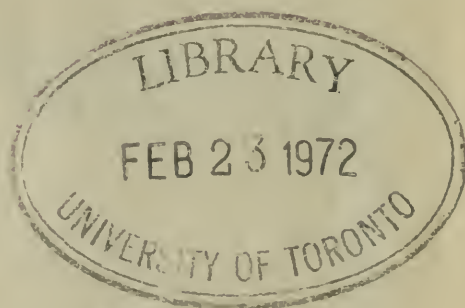
Thambi, Ashraf Ali

Ha vali al-fatāva

K

T3678 H3

V. 1





رسالہ مفید

# حوادث الفتاویٰ

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی مد فیوضہ  
حوادث الفتاویٰ رسالہ ضیاء الاسلام میں باسط شایع گریو کے بعد  
معہ ٹیٹل کتابی صورت میں بغرض فائدہ برادران دین  
شایع کیا جاتا ہے

خاکسار

ابوالافضال محمد فضل حسین مالک ڈیڑھ ضیاء الاسلام مرد آباد

اپنے

مطبع الفضل المطامیر آباد چھاپا گیا

فیجلد

قیمت

# التماس شائع کنندہ

مسلمانان ہند واقف ہیں کہ اونکو اصلاح اخلاق و درستی اعمال کے مسائل حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تہا نازی، مظلہ العالی کے کستدر رہنمائی رہیں۔ مولانا نے یوں تو عموماً مگر عقاید اخلاق اور اعمال کی اصلاح میں خصوصیت سے جو توجہ فرمائی ہو اوسکے سپاس گزار نہ صرف ہم بلکہ ہماری آنے والی نسلیں رہیں گی۔ میری دلی خواہش ہمیشہ یہ رہی ہو کہ مولینا کی تصانیف متعلقہ اخلاق و اعمال کی اشاعت بکثرت ہو اور اس شعبہ میں جس قدر خدمت کر سکیں اوسکو اپنی واسطے باعث سعادت و فلاح تصور کرتا ہوں۔ مگر مالی موانعات اس شعبہ میں مجھے میرے حسب خواہ خدمات انجام نہیں دینے دیتے۔ اس لئے میں مولینا کی اکثر تصانیف کو ضیاء الاسلام کے ہمراہ طبع کرنے میں کوشاں رہا ہوں۔ جس کے ذریعہ سے اشاعت میں سہولت ہوتی ہے۔ اوسیکو ساتھ مولینا کی ہر تصنیف کچھ زائد طبع کرالینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ بعد میں جو شایقین طلب فرمائیں ان سے انکار نہ کرنا پڑے اسی ضمن میں رسالہ حوادث الفتاویٰ بھی ضیاء الاسلام میں شائع کیا گیا اور اسی وقت کچھ کاغذ زائد طبع کر لئے گئے تھے جنکو اب ماہ اپریل ۱۹۱۶ء میں یکجا کر کے اور ٹائٹل طبع کر کے پیش کش شایقین کرتا ہوں۔ مجھے اعتراض ہو کہ اسکی چھپائی میں شایقین بہت کچھ کمیاب پائینگے۔ لیکن اگر شایقین کی فرمائشات نے مجھے اسکے دوبارہ طبع کرنے کا موقع دیا تو انشاء اللہ یہ تمام کمیاب پوری کر کے عمدہ کاغذ اچھی لکھائی و چھپائی اور تصحیح کتابت کیساتھ پیش کش ناظرین کرونگا۔

ارض

خاکسار محمد فضل حسین ڈویٹر ضیاء الاسلام و اشیر مراد آباد۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حوادث الفتاویٰ

الحمد لله الذی اذن لنا فی کسب الحلال بقوله هو الذی  
جعل لكم الارض ذلولا فامشوا فی مناكبها وکلوا من رزقه  
وسرد عنا عن الحرام بقوله کلوا من الطیبات واعلموا اصالحا  
والصلوة والسلام علی سوله محمد الذی رغبتنا فی طلب  
الحلال بقوله طلب الحلال فریضه بعد الفریضه ونفرتنا  
عن الحرام بقوله ان الله طیب لا یقبل الا طیبا الحدیث  
وعلی آله الا برار المتقین واصحابه الاخیار المتوسر عین  
بعد اس کے ضروری عرض یہ ہے کہ مدت سے میرا یہ خیال تھا کہ ہندوستان  
میں جتنی صورتیں آمدنی اور کسب معاش کی ہیں خواہ ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک  
وہ کسی قبیل سے ہوں انکے احکام جواز و عدم جواز کے قلمبند کیے جاویں اور  
اُس میں چند مصلحتیں معلوم ہوئیں اول سب سے بڑھکر یہ کہ احکام کے نہ جاننے سے  
اکثر حرام معاملات کو بہت لوگ حلال سمجھ رہے ہیں اور ممکن ہے کہ بعض معاملات  
میں اس کا عکس بھی ہو تو یہ عقیدہ کا فساد ہوا کہین قطعی کا کہین ظنی ثابت باللیل  
المعتبر کا تو احکام کے جاننے سے عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے گی جو اہم المقاصد ہیں  
دوسرے بہت سے نیکل لوگ حرام سے بچنا چاہتے ہیں مگر بوجہ بیخبری  
کے مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اگر احکام معلوم ہو جاویں گے تو وہ حرام  
سے بچ سکیں گے۔ تیسرے اس وقت بعض حرام سے بچنے کا اسلئے قصد



نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ مالی معاملات مفقود ہی ہیں جب ان کو ان  
 ابواب کا علم ہوگا اور ان میں خواہش دیکھیں گے تو ممکن ہو کہ حرام سے بچنے  
 کی کوشش کریں تو یہ عملی فائدہ ہوا۔ چوتھے جب بہت سے معاملات کا جواز  
 معلوم ہوگا تو بہت لوگوں کا یہ گمان بھی غلط ہو جائے گا کہ علماء کے پاس بحر لایحوز  
 کے فتوے کے اور کوئی مضمون نہیں اور اسی وجہ سے یہ لوگ علماء سے کسی  
 معاملہ کے متعلق سوال نہیں کرتے بلکہ دلیل سوچ لیتے ہیں کہ جو فتوے ملے گا وہ  
 پہلے سے معلوم ہی یعنی لایحوز پھر پوچھنے سے کیا فائدہ۔

اور اس خیال کی بناء پر بعضے خود شریعت غرا پر گمان کر لیتے ہیں کہ بہت تنگ  
 قانون ہے۔ حالانکہ یہ شبہ محض لغو ہے کیونکہ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ شریعت یا  
 علمائے شریعت نے اصل قانون ہی میں اسباب مفیشت میں تنگی رکھی ہے تب نہ  
 یہ بدایت بلکہ حس کے خلاف ہے فقہ کا کوئی متن یا شرح یا فتاویٰ اٹھا کر اسکی  
 کتاب المعاملات کو ایک طرف سے دیکھنا شروع کیجیے معلوم ہو جائیگا کہ جائز  
 طرق بتلانے میں کس قدر توسع کیا گیا ہے۔ بیع مباحہ۔ تولیہ۔ مضاربہ۔ سلم۔ اجارہ  
 مزارعہ وغیرہ اصول کے پیشہ فصول کیا کچھ کم ابواب ہیں۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ موجودہ و مروجہ معاملات میں سے جب کسی کی نسبت استفتاء  
 کیا گیا تو لایحوز ہی جواب ملا تو اسکے متعلق یہ امر قابل غور ہو کہ منشاء اس ضیق کا آیا  
 شریعت ہے یا خود معاملات مروجہ سوا پر ابھی شریعت کا توسع تو معلوم ہو چکا ہے  
 اسلیئے احتمال اول تو یقیناً باطل و منافی ہو پس احتمال ثانی ہی متعین ہو گیا تفصیل اور  
 حقیقت اسکی ایک مثال سے سمجھ میں آسکتی ہے ایک مریض نے کسی طبیب سے  
 رجوع کیا اس نے تشخیص مرض کے بعد اسکو ادویہ و اغذیہ نافذ و مسفرہ سے  
 آگاہ کر کے نفعات کا استعمال اور مضرات سے تحریر تجویز کیا مگر اتفاق سے وہ  
 مریض ایک ایسے کوردہ میں رہتا ہے جہاں کوئی دوائی نافع اور کوئی غذا  
 مناسب میسر نہیں ہوتی اور جہ کچھ وہاں ملتا ہے وہ سب مضرات ہیں اب جس

چیز کو طبیب بتلاتا ہو وہ تو دانا میسر نہیں اور جس چیز کو مریض پوچھتا ہو اور میرے  
 لایجوز کا جواب ملتا ہو سو اس صورت میں مریض کا یہ کہنا کہ فن طب یا تجویز  
 طبیب میں تنگی ہو کیا کسی درجہ میں صحیح کہا جاسکتا ہو۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ منشا  
 اس تنگی کا اسکی بستی کا عرف و عادت غیر معتدلہ ہو کہ نافع اشیاء کی تجارت کو متروک  
 کر کے مضرات کی تجارت اختیار رکھی ہے۔

فن اور تجویز میں ہرگز ضیق نہیں پس اسی طرح معاملات مروجہ میں سمجھے کہ  
 لوگوں نے خود بے احتیاطی کر کے کثرت سے اُن معاملات کو رواج دیا جو ممنوع  
 و ناجائز ہیں تو جب اُن کو شریعت پر پیش کیا جاوے گا لا محالہ لایجوز جواب ملے گا  
 سونشمار اس ضیق کا انہی لوگوں کا رسم و رواج ہوا نہ کہ شریعت اور فتوے  
 سوا اگر بالفرض علماء کے جواب میں کہیں بھی بھرتہ نہ ہوتا تب بھی علم یا علماء پر کوئی  
 شبہ وارد نہیں ہو سکتا تھا لیکن چونکہ اتفاق سے بعض صورتیں مروج معاملات  
 میں جائز بھی ہیں اس لیے ہر سوال کے جواب میں لایجوز آنا ایک غلط واقعہ بھی ہے  
 پس ان احکام کے جمع کرنے میں یہ مصلحت بھی حاصل ہو جاوے گی کہ اس گمان  
 کو بھی غلط سمجھیں گے اور علماء سے رجوع بھی کریں گے اس میں ایک عقیدہ  
 کی اصلاح ہوئی اور ایک عمل کی پانچویں مصلحت خاص اس زمانہ کے رنگ  
 کے اعتبار سے جو تعلیم جدید کے اثر سے غالب ہو گیا ہو یہ ہو کہ بعضے اس مذاق  
 کے لوگ یہ سمجھ گئے ہیں اور کہ بھی اُٹھتے ہیں کہ پرانا فقہ اس زمانہ سے واقف  
 جدیدہ کے حکم بتلانے کے لیے کافی نہیں ایک نیا فقہ علماء کو اجتہاد کر کے بنانا  
 چاہیے اور یہ ایسی ہی رائے فاسدہ ہے جس طرح علم کلام جدید بنائیںکی ضرورت  
 کے متعلق بھی ایسی ہی رائے دیجاتی ہو جسکی تحقیق الا متباہات المفیدہ  
 کے خطبہ میں کی جا چکی ہو سو جب ان معاملات جدیدہ کے احکام کا انہی قواعد فقہ  
 منقول کی طرف مستند ہونا دکھلا دیا جاوے گا تو وہ خیال عدم کفایت فقہ منقول



و ضرورت اجتہاد کا مندرجہ ہو جاوے گا۔ غرض ان مصالح پر نظر کر کے ان احکام کے جمع کرنے کا قصد مرکوز خاطر رہا مگر چونکہ اسکے لیے اول اُن واقعات کا منقبض ہونا ضروری تھا جنکے متعلق یہ احکام ہونگے اور ظاہر ہے کہ ان واقعات کے علم اور تعین میں احکام کے لکھنے والے کو اہل تجربہ و اہل خبرت کی طرف ضرور اختیار ہوگی اس لیے میں نے ایسے صاحبوں سے درخواست کی کہ معاملات کی صورتیں قلمبند کر کے مجھ کو دیدیں مگر بحر معدودے چند حضرات کے جنکا میں خصوصاً کے ساتھ شکر گزار ہوں کسی نے باوجود وعدہ کے اس طرف توجہ نہیں فرمائی ایک مدت اسی انتظار میں گزر گئی پھر یہ خیال آیا کہ نقد راہ سبب گذشتن کار خردمندان نیست بہ جتنا کچھ معلوم ہو چکا ہو اسکے متعلق لکھ دیا جاوے پھر وقتاً فوقتاً اور جو معلوم ہوتا رہیگا اُس کو اس مجموعہ کا دوسرا سیر حصہ کر دیا جاوے گا یا کم از کم جو سوالات نئی صورتوں کے متعلق آتے رہیں گے انکے جواب کو اس مجموعہ کا جزو بنانے کا سلسلہ جاری رہیگا اس لیے بنام خدا معاملات معلومہ الی لآن کے احکام اس ترتیب سے کہ اول صورت واقعہ کی پھر اسپر حکم شرعی بعنوان جواب لکھنا شروع کرتا ہوں واللہ الموفق۔

اس مجموعہ میں یہ بھی رعایت کی گئی ہے کہ اگر کسی ایسی صورت کا جس میں عام لوگ مبتلا ہوں اور جس سے تحریز کی قید و دشوار ہو (جواز روایت ضعیفہ یا دوسرے مجتہد کے قول سے بھی ثابت معلوم ہوا تو اُسی کو اختیار کر لیا جاوے گا اور احتیاط کے لیے وہاں اسکی تصریح بھی کر دی جاوے گی تاکہ غلط نہ ہو نہ پاؤں اور ابتلا عام کا ضرورت شدیدہ میں داخل ہونا جس میں دوسرے امام کے مذاہب پر عمل کرنے کی اجازت کا مفسد و مبین مصرح ہو ظاہر ہے اور احقر نے اپنے بعض حضرات اکابر سے بالخصوص اس بارہ میں اسکی اجازت بھی لے لی تھی

۱۔ ایسے معاملات کے متعلق امداد الفتاویٰ میں بھی بعضے ایسی سوال و جواب مذکور ہیں انکو بھی لیا مگر نقل کر دیا جاوے گا تاکہ یکجا جمع مل سکیں مثلاً ۲۔ المراد بہ مولانا الگنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ



اور ظاہر ہو کہ اپنے مجتہد کے اصول پر منطبق ہونے والی ضعیف روایت بھی دوسرے  
مجتہد کے قول کی نسبت اقرب الی المذہبِ اِحق بجاوِ اِحل علیہ ہو سکتی ہے اور مقصود  
اس رعایت سے توسع ہے احکام معاملات میں جس میں میرے نزدیک علاوہ سہولت  
کے ایک شرعی مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ بجائے توسع کے اگر تنگی کی جادے تو اکثر  
اوقات اسپر عمل دشوار ہوتا ہے اور عمل نہ ہو سکے کے وقت نفس کتنا ہے کہ جب  
حرام میں مبتلا ہوئے تو حرام حرام سب برابر پس اس سے مطلق العنان ہو جاتا ہے  
اور توسع میں جب گنجائش پاتا ہے گو اختلافی ہی ہو اور گو ضعیف ہی ہو تو ہمت  
برہتی ہے اور اس مخدور سے محفوظ رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ اختلافی اور مشتبہ کو اختیار  
کرنا حرام ہیں اور خالص میں واقع ہونے سے ہزار درجہ اہون و اسهل ہے البتہ اِجلا  
کے خلاف فتویٰ یا عمل کی جرأت کرنا بلا کام خلاف دین ہے۔ اور دیانات محضہ  
میں ایسے توسع کا استعمال کرنا تدین سے اسلئے بعید ہے کہ اُس کا تعلق صرف اپنی  
ذات سے ہے وہاں عزیمت اور قول قوی پر عمل کرنے میں صرف نفس ہی کی مخالفت  
ہے جو کہ تدین کا سرِ اعظم ہے بخلاف معاملات کے کہ بوجہ اُسکے دوسروں کے ساتھ  
متعلق ہونے کے بعض اوقات اُس کا باب مسدود ہونے سے معاش میں حرج  
ہوتا ہے۔ پس ایک کا قیاس دوسرے پر مع الفارق ہے۔ اور اصل مقصود جمع  
کرنے سے معاملات کے احکام میں لیکن تبعاً و استنظاراً بعض احکام مطلق اشیاء  
جاریہ کے بھی گو وہ غیر معاملات ہوں لکھ دیے گئے ہیں بنا بر مصلحت پیغم۔  
اب تمہید کے بعد مقاصد کے بیان کا وقت ہے۔ واللہ مستعان و علیہ التکلیان۔

## نقل تحریر قاضی جلیل احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جسقدر انگریزی گورنمنٹ کی ملازمتوں کی خدمات اس ناچیز کو معلوم ہوئیں عرض کرتا ہے۔

### محکمہ چوکی

اس محکمہ میں افسر سکریٹری و ماتحت افسران سپرنٹنڈنٹ و مہران و چہر سپیان ہوتے ہیں کام اس محکمہ کا یہ ہے کہ عموماً باہر سے تجارت پیشہ لوگ یا اور لوگ لائین ان پر وہ محصول جو گورنمنٹ کی طرف سے لگایا گیا ہو لگا کر وصول کیا جاوے محرر تہنہ کر کے محصول لگا کر وصول کرتے ہیں سپرنٹنڈنٹ جانچتا ہے سکریٹری بعضے وقت جانچتا ہی ہے اور احکامات جاری کرتا ہے چہر سپیان تجارت وغیرہ کو محصول کے لیے روکتے ہیں وہ سپاہ تولتے ہیں چہر محصول لگایا جائیگا محصول کارڈ صدر کو لیجاتے ہیں غرض اس محکمہ کے سب لوگ محصول کے متعلق کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ آیا اس محکمہ میں کسی قسم کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

### الجواب

جو قواعد شریعت نے اموال پر محصول لینے کے مقرر فرمائے ہیں جن کو فقہاء نے باب العاکثر میں ضبط کیا ہے چونکہ محکمہ مذکور کے قواعد انہیں منطبق نہیں ہیں اس لیے بوجہ خلاف ما انزل اللہ ہونے کے غیر مشروع ہوئے اور حسب ارشاد الہی

لے یہ تحریر بہت سے اجزاء پر مشتمل ہے ایک ایک جز کو نقل کر کے ہر جز کے ساتھ اسکا حکم لکھا جاوے گا جیسا تہذیب میں معلوم ہوا اس طرح جس تحریر میں متعدد اجزاء ہوں گے وہ ان ایسا کیا جاوے گا اور ایسی تحریرات کثیر الاجزاء کے ختم پر خلاصے سے پہنچنے کے لیے یہ بھی لکھ دیا جاوے گا کہ فلان صاحب کی تحریر ختم ہوئی۔ ۱۲ ص



لا تعادوا علی الاشرار والعدوان۔ اسکی اعانت بھی محصیت ہوئی لہذا محکمہ  
 مذکور کی ملازمت ناجائز ہی مگر جو تنخواہ ملتی ہو وہ بوجہ اسکے کہ حاکم غیر مومن کا استیفاء  
 اموال پر موجب تکلف ہو جاتا ہے اور حاکم غیر مومن جو مال برضائے خود کسی مومن کو  
 دین خواہ کسی عنوان سے جو وہ مباح ہو ایسے وہ تنخواہ حلال ہے۔ غرض خدمت  
 غیر مشروع اور مین وجہ مشروع۔ پس عامل کو صرف عمل کا گناہ ہوگا اور غیر عامل جو  
 اس تنخواہ سے نفع ہو مثلاً اسکے اہل و عیال یا اضعیاف و احمباب ان کو کوئی  
 گناہ نہیں۔

## سوال

برہا کے علاقہ کو دیات میں بہر پچاش یا زائد گھروں کے اوپر ایک شخص سرکار  
 گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے جس کو روٹا سو گری کہتے ہیں روٹا محلہ سو شخص  
 گری ٹرا۔ یعنی محلہ کا ٹرا آدمی۔ ایسے لوگوں کو اس قدر اقتدار و حکومت دگئی ہے  
 کہ مختصر چند وفات فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ کریں فقط پانچ روپیہ تک  
 جرمانہ کریں۔ اور ایک شبانہ روز تک قید کریں۔ اور بعض سیاست بھی کریں  
 فریادی سے فقط ایک روپیہ فیس کا روٹا سو گری اپنے نفس کے لیے وصول  
 کرے۔ خواہ آئندہ وہ مقدمہ میں کامیاب ہو یا ہار جاوے۔ مگر در صورت میا  
 یعنی جب فریادی جیتتا ہے تو وہ علاوہ جرمانہ یا تعزیرات کے ایک روپیہ فیس کا  
 مدعا علیہ سے وصول کر کے فریادی کو دلاتے ہیں۔ بحجز یہ ایک روپیہ فیس کے  
 اور کوئی تنخواہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں ہے۔ اس روپیہ کا نام گوارنٹیڈ روپیہ  
 ہے یعنی پان خرچ کا روپیہ۔ یعنی پان کھا کر یہ کام کوئی انجام کرے۔ اور یہ ایک  
 روپیہ جب جبکہ مقدمہ دائر ہوگا روٹا سو گریوں کو ملتا رہیگا خواہ بعد میں صلح ہی  
 کریں۔ اسکے متعلق سرکار سے چند جہش بھی (دفتر) دیے جاتے ہیں۔ جرمانہ  
 سرکار کو ملتا ہے۔ ایک روپیہ فی مقدمہ روٹا سو گری کو ملتا ہے گویا یہ روپیہ اسکی  
 تنخواہ ہے چنانچہ کچھ یوں میں گورٹ فیس اسٹامپ لگا کر درخواست کرنا ہوتا ہے

وہ سرکار میں جمع ہوتا ہے۔ تنخواہ حکام کی علیحدہ دیتے ہیں اور یہاں فقط دفتر میں مرقوم ہوتا ہے اور نقد وصول کر کے رو اسو گری سب لے لیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ نمبر (۱) یہ کہ ایک روپیہ فیس کا فریادی سے وصول کرنا بطور تنخواہ رو اسو گری کے لیے حلال ہوگا یا نہیں

نمبر (۲) اور یہ جرمانہ اور قید کرنا درست ہے یا نہیں اسکے لیے عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔ نمبر (۳) اگر کوئی فیس نہ لے اور حکومت جاری رکھے مواخذہ سے بچ سکتا ہے یا نہیں۔ نمبر (۴) اگر فیس لیلے اور آپس میں صلح کرادے جواز کی گنجائش ہے یا نہیں۔ نمبر (۵) یہ عہدہ کیسا ہے۔

(۲) اسی طرح اگر طرفین کے جھگڑے چکانے کے واسطے مثلاً ایک روپیہ مختنا ظاہر باہر دیکر کسی کو ثالث مقرر کریں۔ حکم بنادین (بلا اجازت سرکاری) اور وہ حسب شرع حکم کرے وہ ایک روپیہ مختنا مثلاً لے سکتا ہے یا نہیں۔

اب بیت المال نہیں ہے۔ مفت کام کرنے والے کم ہیں اسکے ترک میں مفاسد کی زیادتی بیشک ہوگی۔ المسائل منشی احمد ضلع اکیاب پوسٹ راسیدنگ موضع چاٹگانہ۔

## الجواب

یہ نوکری اور فیس جس حد تک کہ سوال میں لکھی ہے ایک تاویل سے جائز ہے بشرطیکہ اسکو کسی اور مفسدہ کا ذریعہ نہ بنالیا جاوے۔ باقی تقویٰ یہ ہے کہ اس سے بچے واللہ اعلم بالصواب۔

## سوال (۳)

(۱) کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ہزار روپیہ کے نوٹ گیارہ سو روپیہ کے بدلے فروخت کیے اور عمرو مشتری نے زید بائع سے کم دیا کہ ان نوٹوں کا زر ثمن یعنی گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد ادا کرونگا۔ تو ارشاد فرمائیے کہ یہ بیع جائز ہے یا نہیں



اور زید کے لیے سنوار دپیہ زائد سود ہونگے یا نہیں اور یہ بیع باطل ہی یا فاسد یا جائز۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ جنس بدل گئی اسلئے یہ معاملہ جائز ہے اور زید کو عمر و سے گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد لینا جائز ہی عنایت فرما کر مفصل بحوالہ کتب جواب باصواب تحریر فرمائیے۔ فقط بنیوا توجروا۔  
(۲) اگر سنوار دپیہ کے نوٹ کو لی شخص یا امید کسی کے ہاتھ تنو سے کم یا زیادہ کو بدلے یا فروخت کرے تو کیسا ہے۔ بنیوا توجروا۔

## الجواب

معاملہ نوٹ حوالہ ہی بیع نہیں۔ اسلئے یہ دونوں صورتیں حرام اور سود ہیں کئی مثنوی جائز نہیں اور یہ بہت ہی ظاہر ہے۔

## سوال

(۱) دستور دہی بھوسہ۔ لکڑی کنڈے۔ بھٹان کی کے گدی گندم کی کیاری سنگ کیاری گاجر۔ تنباکو۔ خرپوزہ۔ وغیرہ وغیرہ بھیت بیگار علاوہ لگان ارہنی کے اس لواح میں رعایا سے لیتے ہیں۔

## الجواب

اگر یہ سب پٹے سے لکھا جاوے یا زبانی معاہدہ ہو جائے تو جائز ہی بیگار میں بھی مندرجہ تقرر ہونا شرط ہے۔

(۲) جب کسی رعایا کے بیٹی یا بیٹے کی شادی ہوتی ہے تو مبلغ پندرہ نقد اور کچھ آٹا یا کھانا جو اسکے بیان ہوتا ہے لیتے ہیں۔

## الجواب

یہ چونکہ گناہ ہے ہوتا ہے اور گناہ نہیں ہوتا ہے اسلئے درست نہیں البتہ اگر یہ معاہدہ ہو جائے کہ ہر سال پندرہ اور اتنا آٹا بھی لیں گے اور پھر یوں کرے کہ اگر شادی ہو

لیلے ورنہ معاف کر دے۔ یہ درست ہے۔

(۳) اور جب کوئی رائے عورت اپنا دوسرا نکاح جس کو انکی اصطلاح میں گراؤ کہتے ہیں۔ کرتی ہو تو مبلغ عا نقد زمیندار لیتے ہیں اسی کو دستور دہی کہتے ہیں۔

## الجواب

اس میں بھی مثل بالا تفصیل ہے۔

(۴) اس نواح میں اور نیز اس موضع میں نیاز مند رہتا ہے ایک آراضی ہر جنس پوکہ جس جس سے چمچر وغیرہ بندھتے ہیں پیدا ہوتا ہے اسکی حفاظت منجانب زمیندار کی جاتی ہے جب تیار ہوتا ہے فروخت کر دیا جاتا ہے۔

## الجواب۔ جائز ہے۔

جز نمبر (۵) یا قبل تیاری مویشی چرانے کی اجازت دی جاتی ہے تو فی مویشی عداۃہ رلیتے ہیں۔ اس میں تخم ریزی یا آبپاشی وغیرہ کا اہتمام نہیں ہوتا ہے خود روہی

## الجواب۔ جائز نہیں۔

سوال (۵) اس مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ زیر مثلاً عمر سے ایک آراضی خریدنا چاہتا ہے اور عمر و بالغ آراضی کو ان شرائط پر بیع کرنا چاہتا ہے کہ فی بیگہ قیمت مبلغ ایک سو روپیہ لونگا اور ہر سال کے بعد ہمیشہ کے واسطے بمقابل فی بیگہ آراضی کے مبلغ عا حق مالکانہ لیتا رہونگا تا حال حیات زیر مشتری کے میرا قبہ آراضی سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن زیر مشتری کو آراضی کے بیع کرنے کا اختیار نہ ہوگا البتہ عقد میں کا اختیار نہ ہوگا بعد مرنے زیر مشتری کے۔ اگر اولاد ذکور ہوگی تو وہ آراضی پر قابض مثل زیر کے سمجھی جاوے گی اور اگر اولاد اُنات ہوگی تو وقت عقد نکاح تک آراضی انکے پاس بہ دستور رہیگی بعد نکاح ہو جانے کے میں قابض ہونگا اور اگر اولاد نہ ہوگی تو زیر مشتری کی زوجہ تا حیات قابض رہے گی اگر نہ اولاد ہو نہ زوجہ تو بھی میں آراضی کا مالک سمجھا جاوونگا۔ عمر و بالغ اس عقد کو بیع موردی نام رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کا یہ قانون ہے میں اسکے



خلاف نہ کرونگا۔ فی الحال بیع کے وقت اگرچہ عمر و بالغ یہ شرط مفصل ذکر نہیں کرتا صرف اس عبارت کے ساتھ بیع کرتا ہو کہ میں فلان اراضی اتنی قیمت سے بیع صورتی کرتا ہوں اور علاوہ قیمت اراضی کے اتنا مال تمام حق مالکانہ لیتا رہوں جسکی تفصیل بالا مذکور ہے۔ گریسرکاری قانون میں شرط مذکورہ لفظ بیع صورتی میں ملحوظ ہوتے ہیں اس واسطے بیع کے وقت انکی تفصیل کی ضرورت نہیں ہوتی شرط مذکورہ کے ساتھ بیع شرعاً جائز بھی یا نہیں۔ اور اگر شرط مذکورہ صلب عقد میں نہ ہوں قبل عقد یا بعد عقد ہوں تو عقد جائز ہوگا یا نہیں۔ اگر جائز ہوگا تو باوجود تسلیم کر لینے زیر مشتری کے شرط مذکورہ کو عمر و بالغ شرط مذکورہ کا مستثنیٰ ہوگا شرعاً یا نہیں اور زیر مشتری پر ایفاء واجب ہوگا یا نہیں۔ جواب مفصل سے مسرور فرمائیں چونکہ زیر مشتری کے علاقہ میں بغیر ان شرط کے جو کہ اوپر مذکور ہیں اراضی کی بیع نہیں ہوتی اور زید کو اراضی کی ضرورت ہے تو اس صورت میں بوجہ ضرورت بیع جائز ہوگی یا نہیں۔

## الجواب

۱۔ جائز نہیں ۲۔ المعروف کا بشرط کے قاعدہ سے قبل اور بعد بھی مثل صلب عقد کے ہوگا۔ اور ناجائز ہوگا۔ ۳۔ ہوس کی ضرورت شرعاً معتبر نہیں۔ کیا بدو زمین کے مالک ہونے کوئی ضروری حاجت بند ہے۔

## سوال

ٹیکہ مولشی خانہ جیسا کہ جلد سوم امداد الفتاویٰ کے صفحہ دہم میں لکھا گیا ہے وہ بعینہ ضلع چٹگرام میں مروج ہے اس کا حکم تو امداد الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ بیع حرم اور باطل اور سود آور قمار میں داخل ہے۔ لیکن ضلع اکیاب میں اسکی صورت دیگر ہے وہ یہ ہے کہ گاؤں کے بڑے آدمی جس کو ہیٹھ میں رداسو گری کہتے ہیں پانچویں جرمانہ اور چوبیس گھنٹہ کی قید کرنے کا اختیار رکھتا ہے بعض ایسے شخص کو سرکاری

طرف سے یہ پروانہ دیا جاتا ہو کہ تم کو کھڑ دیا گیا پس تم کو چاہیے کہ جو شخص کسی مویشی کو اسکی زراعت کا نقصان کرنے سے تمھارے پاس لاوے تم اس کو بند رکھو سات دن تک اگر نہ چھڑا لیا دے اس کو رپورٹ کر کے نیلام کر دو فیس حسب بل وصول کرنا۔

(۱) ہاتھی کا جرمانہ دو روپیہ۔ گھوڑے کا ایک روپیہ۔ بھینس کے آٹھ آنے گائے کے چار آنے۔ بکری کا ایک آنہ۔ گائے کے بچے کے دو آنے۔

(۲) پہلے روز سے جب تک بند رہیگا فی روز بمقدار جرمانہ چرائی بھی وصول کرو۔ جرمانہ تو فقط وہی مقدار مقرر ہو۔ اور چرائی ہر روز کا جدا گانہ ہے۔ حکم سرکاری ہو کہ (۱) چرانے کی بابت جس قدر وصول ہو وہ تو صاحب کھڑ کا حق ہے وہ خود چرا دے یا دوسرے سے جس طرح چاہے چروائے۔

(۲) جرمانہ کی بابت جس قدر وصول ہو وہ اگر پانچ روپیہ تک ایک ماہ میں نہ پہنچے بلکہ پانچ روپیہ سے کم رہے وہ بھی صاحب کھڑ کھالیوے اس میں سرکار کا کوئی حق نہیں۔ ہاں البتہ اگر ایک مہینہ کے اندر پانچ روپیہ یا زیادہ جرمانہ میں آمدنی ہو وہ مقدار زر سرکاری میں داخل کر دے۔ پس بیع کی صورت بالکل نہیں ہو فقط سرکاری آمدنی وصول کرنے کا گویا یہ تحصیلدار ہے۔ اور اس تحصیلدار کی تنخواہ یا فیس حسب مرقوم بالا تحصیلدار کو ملتا ہو اپنی طرف سے کچھ نقد پیشگی یا بعد میں یا یہ تعیین قسط دینا نہیں ہوتا ہے۔

نیلام کرنے کی وجہ سے جو قیمت جمع ہوتی ہو یعنی ہر مویشی ہر جانور کی قیمت علیحدہ ہوتی ہو۔ کھڑ کے مجوزہ حق پورے ہو کر اگر کچھ مقدار بچت میں جمع رہے وہ صاحب جانور کو بوقت طلب واپس دیا جاتا ہو۔ اب سوال یہ ہو کہ (۱) اس کھڑ کی آمدنی جائز ہو یا نہیں اگر تفصیل ہو تو تفصیل وار جواب عنایت ہو۔

(۲) اس نیلام میں جانور فروخت ہونے سے مالک جانور کا حق منقطع ہوگا یا نہیں۔ خریدار مالک ہوگا یا نہیں۔



## الجواب

جو کچھ ان مدت میں وصول ہوتا ہو وہ استیلا سے سرکار کی ملک ہو جاتا ہو اگرچہ وہ استیلا بواسطہ نائب کے ہو۔ پس سرکار اپنے ملک روپیہ سے اس تحصیلہ کو دیتی ہو جو کہ بوجہ رضا کے مباح ہو۔ اور بعینہ اسی دلیل سے نیلا ہونے سے حق مالک کا اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔

## سوال

گھر کے بعض تعلقات پھر سرکاری بھی کس قدر تعلقات ہیں۔ جو کہ حکومت کا معاملہ ہے پانچ روپیہ تک جرمانہ کرنا اور ایک شبانہ روز قید کرنے کی اقتدار ہے۔ اس میں ہر مقدمہ میں ایک روپیہ فریادی سے لیا جاتا ہو جو کہ بحکم سرکار ہے اسکے حکم شرعی حضور سے بذریعہ مولوی محمد دریافت کیا تھا حضور نے یہ جواب لکھا تھا کہ یہ عہدہ اور فیس ایک تاویل سے درست ہو مگر اسکی تصریح نہیں فرمائی گئی تھی۔ مولوی محمد نے جو سمجھا تھا وہ بیان کیا تھا لیکن حضور کی طرف سے اگر اس تاویل کی تصریح فرمائی جاوے تو اطمینان کی صورت میں وہ عہدہ رکھا جائے

## الجواب

وہ تاویل وہی ہو جو آج کے فتوے میں لکھی ہو کہ استیلا بواسطہ نائب کے ہے

## سوال

اس طرف یہ رواج ہو کہ لوگ کپڑاؤں طریقے سے خریدتے ہیں ایک یہ کہ اسکی قیمت میں نقد روپیہ دیتے ہیں دوم یہ کہ روپیہ بھی دیتے ہیں اور سونے بھی بازار کے نرخ سے ذرا زیادہ قیمت کے حساب سے دیتے ہیں تو جس صورت میں

صرف روپیہ دیتے ہیں تو ایک تھان مثلاً چودہ آنہ کو لیتے ہیں اور اگر روپیہ و  
سوت دونوں دیتے ہیں تو ساڑھے چودہ آنہ کو لیتے ہیں تو کیا حکم ہے پس جس  
شخص نے کہ کپڑا روپیہ و سوت دونوں دیکر خریدا ہو اس سے اگر کوئی کپڑا ہی  
تھان مثلاً ایک آنہ منافع دیکر خریدے تو وہ منافع چودہ آنے پر لیکھا یا ساڑھے  
چودہ آنہ پر اور اصل قیمت لون معتبر ہوگی۔

## الجواب

یہ بیع مراہتہ ہے یہ اسبوقت صحیح ہو جب تمام شے نقد یا مثلی ہو اور دوسرا مشتری  
وہی دیتا ہو پس جس صورت میں کچھ نقد اور کچھ سوت کی عوض تھان لیا ہو اور  
دوسرا مشتری سب نقد دیتا ہو نفع پر بیچنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ  
اعلم و علمہ انم و احکم۔

## سوال

زید اور عمرو میں منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھینچنے میں گفتگو ہو۔ زید کہتا ہے کہ  
منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھینچنا جائز ہے اور جواز کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ  
ہر چیز میں اصل اباحتہ ہو عمرو کہتا ہے کہ چونکہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھینچنا  
کسی معاملہ شرعی کے تحت میں داخل نہیں۔ اس لیے ناجائز ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ معاملہ  
شرعی کے تحت میں داخل ہے اور داخل ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اگر  
کوئی کسی حال سے کام لے اور اجرت پیشگی دیدے تو جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے  
کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھینچنے میں اور حال سے کام لینے میں اور پیشگی  
اجرت دینے میں فرق ہے۔ پہلی صورت کو دوسری صورت پر قیاس کرنا  
صحیح نہیں کیونکہ منی آرڈر میں تو شرط ہے کہ روپیہ پہنچانے کی اجرت پیشگی لے لیا جائے  
اور حال کو پیشگی اجرت دینا شرط نہیں بلکہ دینے والے کا احسان ہے اگر پیشگی  
اجرت نہ دے تو حال شرعاً یا عرفاً تقاضہ نہیں کر سکتا اور منی آرڈر تو اس وقت



روانہ ہی نہیں ہو سکتا جب تک پیشگی اجرت نہ دے۔ اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ سے ایک اور بھی بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہو وہ اُس کا امین ہو اگر حمال سے وہ بوجھ کھو جاوے تو نادان نہ لیا جاوے گا جیسا امین سے نہیں لیا جاتا اور منی آرڈر کا روپیہ اگر ڈاکخانہ والوں کے پاس سے کھو جائے تو اُس کا نادان لیا جاتا ہے اور ڈاکخانہ سے گویا شرط ہے کہ اگر روپیہ کھو جاوے تو وہ نادان دیگا اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ سے ایک اور بھی بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کو پاس جب تک وہ بوجھ ہو وہ اُس کا امین ہو اور امین پر واجب ہے کہ جو چیز امانت میں دی جاوے بعینہ وہی واپس کرے اور منی آرڈر میں سب جانتے ہیں کہ وہ ہی روپیہ بعینہ نہیں ملتا بلکہ اسکی مثل دوسرا روپیہ ملتا ہے زید کہتا ہے کہ عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحا کی وجہ سے بعض ناجائز چیزیں بھی جائز ہوتی ہیں اور یہ تو مباح الاصل ہے یہ کیونکر نہ جائز ہوگا مثلاً غلہ کی بالیوں کو بلیوں سے پامال کراتے ہیں اور بیل اُس میں قبول و برآ کرتے ہیں اسکو سب جانتے ہیں پھر عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحا و یا تعامل خلایق کی وجہ سے اس کو سب حلال جانتے ہیں اور اس غلہ کا سب استعمال کرتے ہیں اسی طرح اگر منی آرڈر بھی بالفرض ناجائز ہو تو ناجائز ہوگا اب زروئے شرع شریف اس گفتگو کا فیصلہ فرمائیے اور قول فیصل ارشاد فرمائیے تاکہ قلب کو تسکین ہو۔

### الجواب

قاعدہ کلیہ ہے الا قراض تقضی بامثالھا اور منصوص ہے کہ قرض میں کمی بیشی کی شرط رہو ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ منی آرڈر کا روپیہ جو ڈاکخانہ میں داخل کیا جاتا ہے آیا وہ امانت ہے اور اہل ڈاک اجیر یا قرض ہے اور اہل ڈاک مستقرض ہو چو کہ

یقیناً معلوم ہو کہ وہ روپیہ بعینہ نہیں بھیجا جاتا اور نیز قانون ہو کہ اگر ڈاکخانہ سے وہ روپیہ الٹا خاصاً مع ہو جائے تو اہل ڈاک اس کا ضمان دیتے ہیں ان دونوں امر سے معلوم ہوا کہ وہ امانت نہیں بلکہ قرض ہی جو دوسری جگہ ادا کیا جاتا ہو پس فیس جس پر قرض ہوا اور مقام وصول پر چونکہ بوضع فیس ادا کیا جاتا ہو اس لیے قرض میں کمی بیشی لازم آئی یہ وجہ اُسکے ممنوع ہونے کی ہو بلکہ اگر یہ فیس بھی نہ ہوتی بھی حسب قاعدہ کلیہ کل قرض جے بقعا فصوصاً بوجہ منفعت سقوط خطر طریق کے داخل سفتجہ ہو کر مکر وہ ہو۔ فی الدر المختار کتاب الحوالۃ وکرمیت السفتجہ اور چونکہ یہ عقد اجارہ نہیں ہے لہذا پرمذکور ہوا لہذا مسئلہ حمال سے اُس کو کوئی مس نہیں کہا ہو ظاہر اور عموم بلوی طہارت و نجاسات میں مؤثر ہے نہ طہت اور حرمت میں اور تعامل اس کو نہیں کہتے بلکہ وہ ایک قسم ہے اجماع کی اور اس میں شرائط اجماع کا پایا جانا ضروری ہو منجملہ اُسکے یہ بھی کہ علماء عصر واحد بلا تکلیف اُس کو قبول کر لیں متنازع فیہ میں یہ امر مفقود ہو اس لیے یہ تعامل نہیں ہو۔ ایک رواج عامیانہ ہے جو شراً حاجت نہیں۔ اس سے سب نظائر مذکورہ زید کا جواب نکل آیا واللہ اعلم۔ البتہ بہت عرق ریزی سے اس قدر تاویل کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ فیس کو اجرت کتابت و برواشی فارم کی کہا جاوے اس سے حرمت تقلیل تو دفع ہو جائے گی مگر کراہت سفتجہ کی باقی رہیگی۔ واللہ اعلم۔

## سوال

زید اور عمر دین ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنے کی نسبت گفتگو ہو زید کہتا ہے کہ محض بغرض حفاظت ڈاکخانہ میں جمع کر دینا جائز ہے۔ عمر کہتا ہے کہ یہ روپیہ سودی تجارتوں میں لگایا جاتا ہو اور اس جمع کرنے میں سودی تجارت کی امانت ہو لہذا ناجائز ہے۔ زید کہتا ہے کہ سب کا روپیہ تجارت میں نہیں لگایا جاتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنا روپیہ برآمد کرنا چاہے روپیہ برآمد ہو جائیگا البتہ بعض کا روپیہ



تجارت میں لگایا جاتا ہوگا یا ٹھوڑا ٹھوڑا سب کا لگایا جاتا ہوگا بہر حال یہ معلوم ہونا  
مشکل ہے بلکہ عادتاً ناممکن ہے کہ سب کا روپیہ تجارت میں لگایا گیا کسکانہیں لگایا  
گیا یا کس نسبت سے روپیہ لگایا گیا کیونکہ سب کا روپیہ ملا کر رکھا جاتا ہے اور بالغین  
اگر سب روپیہ تجارت میں لگایا جاتا ہے جب بھی اعانت علی المعصیت کا الزام نہیں  
کیونکہ اس قسم کی اعانت علی المعصیت کو اعانت علی المعصیت ہی نہیں خیال کیا  
گیا مثلاً ولایت کی ہزاروں چیزیں کپڑے - برتن - گھڑیاں - دیاسلانی وغیرہ ہندو  
میں فروخت ہوتی ہیں اور یہ کو قیماً معلوم ہے کہ انکے بنانے والے انگریز ہیں جو سودی  
لیں دین اور سودی تجارت کے عادی ہیں اور یہی کلکتہ وغیرہ میں جو مال لیا گیا ہے وہ  
بھی ناجائز طریقہ تجارت سے لیا گیا ہے - پھر ہم تمام مسلمان کیا عوام کیا علماء و صلحاء  
سب ہی چیزوں کو خریدتے اور کام میں لاتے ہیں - مسلمان کا خرید کرنا سودی تجارت کو  
ترویج دینا ہے یا نہیں اگر پوری ترویج نہیں تو مسلمان ٹھوڑی ترویج ضرور دیتے ہیں  
مگر سودی تجارت کی ٹھوڑی ترویج بھی تو آخر حرام ہی ہوگی اور اعانت علی المعصیت کے  
تحت میں داخل ہوگی جس طرح ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنے سے اعانت علی المعصیت ہی  
اوی طرح بلکہ غور سے دیکھو تو اس سے کہیں زائد دلائی چیزوں کے خرید کرنے میں اعانت  
علی المعصیت ہی پھر کیا وجہ ہے کہ عمرو اسکو جائز کہے اور اوسکو ناجائز اسکے علاوہ  
ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر چادر کا ایک کونہ ناپاک ہو گیا ہو اور یاد نہ آتا ہو کہ  
کونسا کونہ ناپاک ہو گیا تھا تو جس کونہ کو وہو ڈالے گا چادر پاک ہو جائیگی - اس جزئی  
کو یاد رکھو اور دیکھو کہ چادر کیوں پاک ہو جائیگی بظاہر چادر کو پاک نہ ہونا چاہئے کیونکہ  
ممکن ہے اسے وہ کونہ نہ دھویا ہو جو ناپاک تھا بلکہ وہ کونہ دھویا ہو جو پہلے سے پاک  
تھا مگر پھر بھی شریعت نے چادر کو پاک کہا - اس پاک کہنے کی وجہ ہو سکتی ہیں ایک تو  
دفع ہرج دوسرے یہ کہ جب شبہ ہو گیا کہ معلوم نہیں وہ کونسا پاک ہی معلوم  
نہیں یہ کونسا پاک ہو تو فرض ہے کہ وہ کونسا پاک نہیں کہتے اسکی ایک نظیر کتب فقہ میں اور  
بھی موجود ہے وہ یہ ہے کہ جب غلہ کی بالوں کو بیلوں سے پامال کر کے ہین تولی

ان پر بول و براز کرتے ہیں۔ اس غلہ کے پاک ہونے کو فقہاء نے لکھا ہے کہ جب غلہ  
 محتاجون کو دیدیا جاوے یا حصہ داروں میں تقسیم کر دیا جاوے تو کل غلہ پاک ہو جائیگا  
 اور وجہ یہ کہتے ہیں کہ شبہ ہو گیا کہ شاید ناپاک غلہ دوسرے کے حصہ میں چلا گیا ہو  
 ہمارے حصہ میں نہ رہا ہو اس میں شک نہیں کہ یہ وجہ یا اسکے مثل جوار و جوہات  
 ہوں سب کمزور ہیں اور سب کا حاصل یہ ہے کہ عموم بلوی دفع حرج تعالٰی علماء  
 و صلحاء یا تعالیٰ خلائق کی وجہ سے یہ پھرین حلال اور پاک اور جائز ہیں انہیں دونوں  
 صورتوں پر ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنے کو خیال کرو جس طرح کہ شبہوں سے وہاں  
 ناپاک چادر اور ناپاک غلہ پاک اور حلال ہو جاتا ہے اسی طرح شبہوں سے یہاں ڈاکخانہ  
 کا حرام اور ناپاک روپیہ بھی حلال اور پاک ہو جائیگا (حرام اور ناپاک علی سبیل الفرض  
 کہا گیا ورنہ وہ ایسا نہیں ہے) اور اگر اس قسم کے شبہوں سے قطع نظر کر کے وہاں عموم  
 بلوی دفع حرج تعالٰی علماء و صلحاء سے حرام و ناپاک کو حلال و پاک بنایا جاتا ہے تو وہاں  
 بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ دونوں میں فرق کرنے کی کوئی وجہ نہیں اگر یہ کہا جائے کہ  
 جب ڈاکخانہ نہ تھے تو صرف حفاظت کی غرض سے لوگ روپیہ کہاں رکھتے تھے جہاں  
 پہلے رکھتے ہوں وہیں اب بھی رکھا کریں۔ کہا جائیگا جب ڈاکخانہ نہ تھے اور نہ ہی ڈاک  
 کے ذریعہ سے روپیہ نہیں بھیجا جاتا تھا تو لوگ کس طرح روپیہ بھیجتے تھے جس طرح پہلے بھیجتے  
 تھے اسی طرح اب بھی بھیجیں۔ اگر وہ جائز تو یہ کیوں ناجائز دونوں میں کیا فرق ہے  
 اگر وہاں کوئی وجہ جواز کی ہے تو یہاں بھی کوئی وجہ جواز کی ہے

## الجواب

قاعدہ کلیہ ہے کہ امانت اگر مالک کی اجازت سے دوسرے اموال میں مخلوط کر دیا  
 جائے تو مجموعہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ فی الدر المختار کتاب الایمان وان باذنه اشتراک  
 شریکت المال کما لو اختلطت بنیر صنعة فان اشتق الکلیس اعدم التقدی پس جب جب  
 بیان سائل وہ روپیہ ملا کر رکھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خلط لازم ہے تو جب قدر روپیہ



تجارت ناجائز میں لگے گا اس میں سب کا حق و انصاف اور پیہ ضرور ہوگا۔ پس ہر شخص بقدر اسی حصہ شریک کے معین اس تجارت کا چوگا اور مصیبت کی اعانت ضرور مصیبت ہے اور خرید است یا کو سودی تجارت کی اعانت نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نے جب کوئی شے خرید کر اس کی قیمت او اگر وہی تو وہ قیمت اس ساجر کی ملک ہوگئی ہمارا روپیہ مصیبت میں صرف نہیں ہوا اور یہاں تو خود ہمارا ہی روپیہ تجارت حرام میں لگایا گیا ہے اور جو نظائر فقہیہ سوال میں مذکور ہیں ان سب کا جواب یہ ہے کہ ان نظائر میں بعض اجزاء واقع ہیں اجزاء جو سے متمیز و منفرد ہیں تو دفع حرج کے لئے اس کا اعتبار کر لیا گیا اور یہاں بالیقین ہر جزو میں بوجہ اشتراک اعانت علی المعصیۃ ہو رہی ہے اور عموم بلوی کا جواب مسئلہ منی آرڈر میں مذکور ہو چکا ہے اور منی آرڈر اور اس میں جو فرق دریافت کیا ہے اول تو فرق ہونا ضرر نہیں کیونکہ اس کو بھی منع کیا جاتا ہے جیسا مفصلاً مذکور ہوا۔ پھر تاویل اخیر کے اعتبار سے فرق بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں ایسی تاویل اتناک نہیں ہوگی فاقہ البتہ اگر یقیناً تحقیق ہو جائے کہ اس روپیہ سے ناجائز کام نہیں ہوتا تو بدون سوچ لینے کے جمع کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

## سوال

زید نے بعض کچھ اپنے گزشتہ حساب کتاب کے مثلاً چار سو پچاس روپیہ نقد کے دلا جانے کی ڈگری ایک انگریز عدالت سے باقاعدہ حاصل کر لی ہے انگریز چند ماہ میں بالاقساط مبلغان مذکور کو ادا کر لیا زید چونکہ کسی دور دراز جگہ کا باشندہ ہے یہاں سقیم نہیں رہ سکتا لہذا وہ کسی دوسرے شخص مثلاً خالہ کو جو یہاں کا مقیم ہے وہ ڈگری مذکور بدین شرط حوالہ کرتا ہے کہ خالہ اس کو مثلاً دو صد روپیہ نقد یکمشت ابھی ادا کر دے اور بعد میں وہ چار صد پانچا روپیہ بالاقساط وصول کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لاوے زید کو اس رقم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا آیا خالہ جو یہاں کا مقیم

علا کہ انی استقل عندہ علم کا

جواب سوال اول فقہ البتہ

ہے زید کی شرط مذکورہ بالا کو شرعاً کر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔ اس کا دوسرا  
کارروائی میں کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہے۔؟

## الجواب

یہ تو جائز نہیں مگر یوں کرے کہ خالد کو وکیل بنا دی کہ تم اس انگیز سے تقاضا کرے  
وصول کرو اور اڑھائی سو روپیہ اس کام پر تمہاری اجرت ہے اور دوسو روپیہ عظیم  
ہم کو قرض دیدو وہ بھی وصول کر کے اپنے قرضہ میں رکھ لیتا۔

## سوال

زید نے اپنے کسی مال کا مارک معین کر کے مثلاً شمشیر مارک یا متراض مارک مقرر کر کے  
جب سٹری کرادیا یا خیال تحفظ مارک کے تاکہ کوئی دوسرا شخص میرے اس مارک حربہ  
شدہ کو نہ بناوے۔ اگر بکری بھی اپنے مال پر اسی مارک کا چھاپ بناوے تو درست  
ہے یا نہیں؟

## الجواب

زید کی تو اس میں شرعاً کوئی تنقیہ نہیں مگر بوجہ تلبیس کے یہ جائز نہیں کہ دیکھنے والے کو  
دھوکہ ہوگا۔

## سوال

زید انٹیم ٹیکس اور کرنے کی حیثیت رکھتا ہے تاہم معافی کے خیال سے اپنے مال تجارت کو  
تشخیص کنندہ کے سے چھپا کر اپنے کو ناقابل ثبوت کرنا ہی آیا یہ فعل زید کا از روے  
شرع شریف کیسا ہے مینوالو جواب۔

## الجواب

تاہم تو نہیں بلکہ خطرہ میں پڑنا بھی شرعاً پسند نہیں۔

## سوال

زید نے اپنے مال کا مارک معین کر کے مثلاً شمشیر مارک یا متراض مارک مقرر کر کے جب سٹری کرادیا یا خیال تحفظ مارک کے تاکہ کوئی دوسرا شخص میرے اس مارک حربہ شدہ کو نہ بناوے۔ اگر بکری بھی اپنے مال پر اسی مارک کا چھاپ بناوے تو درست ہے یا نہیں؟

عدم جواز اس حق مارک غیر

خطرہ و اباحت



**سوال** - زید چندہ بلیقان کا خراجی ہے اگر وہ کسی اپنے کام میں اوسمین سے کوئی روپیہ صرف کر دے اور بجائے اوسکے دوسرے وقت اپنے پاس سے اوسکو پورا کر دے تو وہ عند اللہ گنہگار ہوگا یا نہیں لیکن جب اوس روپیہ کا منی آرڈر یا اوسکو بذریعہ تار روانہ کیا جائے تو اصل روپیہ تو پہونچے گا نہیں بلکہ ڈانچانہ سے ایک کاغذ چائے گا اور دوسرا ڈانچانہ روپیہ دیدیگا۔ ایسی صورت میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں جواب یا صواب سے مطلع فرمائے۔

## الجواب

اپنے کام میں اوسکا صرف کرنا جائز نہیں اور قیاس اسکا منی آرڈر یا تار پر بھیج نہیں کیونکہ یہ تصرف تو باذن معطین ہے اور اپنے صرف میں لانا بلا اذن ہے اور ظاہر ہے کہ ایک کا قیاس دوسرے پر نہیں ہو سکتا۔

## سوال

در مراسل این دیار از طالبان فیس گرفتہ میشود آیا از طفلان نابالغ کہ یتیمان نیز  
موجودند بشرط اجازت ولی فیس گرفتن جائز است یا نہ

## الجواب

فیس اجرت است اجرت عمل کہ نفقش بہ نابالغ عائد باشد از مال او گرفتن جائز است یا ون ولی۔

## سوال

حسب قانون انگریزی اگر از متعلین خطائی مثلاً غیر فاضلی و غیرہ رونمایہ جرمانہ کر دہ  
میشود این معاملہ درست است یا نہ

## الجواب

بلا تاویل جائز نیست عند الحنفیہ مگر تا ویشش بدین سان توانہ شد کہ دران ماہ اجرت

در صرف اور دن از چندہ بطریق

در فیس مدارس

در جرمانہ

عمل بمقدار جرمانہ زائد سقر گفتمہ شود۔

## سوال

بعض اہل مطالع اشتہار دیتی ہیں کہ فلاں کتاب کے طبع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے جو صاحب اس قدر قیمت پیشگی ہیجورینگے وہ اس رعایت کے مستحق ہونگے۔ یہ معاملہ کیا ہے؟

## جواب

متاخرین نے جائز رکھا ہے اور اسکی تفصیل بیع استجار میں صاحب ردالمحتار نے ذکر کی ہے۔ ج ۴۔ ص ۱۸ و بعض عبارت ہذا و ہذا (اسے دفع در اہم الی الخ باز و الاخذ کل یوم خمستہ امتاء) حلال و ان کان نیتہ وقت الدفع الشراء لانه یجوز النیتہ لا ینتقد البیع و انما ینتقد البیع الان بالتعاطى و الآن البیع معلوم فینتقد البیع صحیحاً احد قلت کذا یقال فی ہذا ان البیع لما وجب العقد البیع علم بقرض بیع معلوم

## سوال

بعض مالک اخبار کی جانب سے اشتہار ہوتا ہے کہ اس قدر روپیہ داخل کر دینے سے تمام عمر کے واسطے اخبار جاری کر دیا جاوے گا یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

جائز نہیں کیونکہ بیع مجہول ہے۔

## سوال

بعض اخبار والے ایسا بھی کرتے ہیں کہ اس قدر روپیہ و فترین جمع کر دینے سے جب تک وہ روپیہ و فترین جمع رہے گا مالک روپیہ کے نام اخبار جاری رہے گا اور جب وہ روپیہ و فترین لکھنے کے جسکے سنگا نے کا ہر وقت اختیار ہی اخبار بند کر دیا جاوے گا یہ صورت معاملہ جائز ہے یا نہیں۔

## الجواب

یہ روپیہ دینا فرض کے طور پر ہے اور اخبار اس کے نفع میں پس ظاہر ہے کہ حرام اور سود ہے۔

پیشگی ادراک قیمت

عدم جواز جاری کردن اخبار بر یک شخص معلوم نہیں

جاری کردن اخبار بر بعض اشخاص حرام



## سوال

وردازہ مدرسہ اسلامیہ جبل پر ایک تختہ پر مدرسہ کا نام لکھا گیا ہے وہ ٹرک ریل پر واقع ہے تختہ اس واسطے لگایا گیا ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ لے کہ یہ مدرسہ ہی شاید کچھ نفع ہو۔ بعض صاحبان کی یہ رائے ہے کہ یہ کام مدرسہ کا نہیں ہے اس واسطے اسکی قیمت مدرسہ کی آمدنی سے دینا جائز نہیں ہے جناب والا کیا ارشاد ہے؟

## الجواب

فقہانے ایک قاعدہ لکھا ہے کہ مسجد کا نقش و نگار مال وقف سے جائز نہیں لیکن استحکام جائز ہے۔ پس اسی نظیر پر صورت مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس تختہ کی تخلیق سے مدرسہ کو کوئی بین نفع ہو تو مال مدرسہ کا لگانا اس میں جائز ہے اور اگر کوئی معتد بہ مصلحت نہیں ہے محض ہاتھ مال ہی کا درجہ ہے تو اپنے پاس سے اسے دام دینا چاہئے

## سوال

انگریزی قانون کے مطابق جو زمین بارہ برس تک کسی کاشتکار کے قبضہ میں رہے تو اس زمین پر کاشتکار کا حق مقابلہ صحت ثابت ہو جاتا ہے یعنی زمیندار کو نہ اس زمین سے بچنے کا حق ہے نہ مالکداری معینہ کے بڑھانے کا بلکہ بچنے کا مجاز کاشتکار کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ حق شرعاً کاشتکار کو حاصل ہے یا نہیں بعد میں میں شہری کی ملک ہوگی یا نہیں؟

## الجواب

اس کاشتکار کو کوئی حق شرعی حاصل نہیں ہوتا اگر ایسے کاشتکار سے کوئی خرید لے گا تو وہ شہری بھی مالک نہ ہوگا۔

## سوال

زمیندار اپنی زمینداروں پر چکر رعیت کہتے ہیں خصوصاً چوٹی قوم پر

ماہنامہ سیدین اور دارالعلوم

ماہنامہ سیدین اور دارالعلوم

ماہنامہ سیدین اور دارالعلوم

عدول لکھی یا اونکے باہم تکرار کے موقع پر جرمانہ کرتے اور اپنے مصرف میں لاسے  
ہیں کچھ اوس قانون کے پیادہ کو بھی دیتے ہیں لیکن انگریزی قانون اسکی اجازت  
نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں یہ فعل زمیندار کا جائز ہے یا نہیں ؟ بر تقدیر جواز  
مصرف اوسکا مصرف مذکور ہے یا کچھ اور ؟

## اجواب

اسکا لینا اور مصارف مذکورہ میں صرف کرنا سبب ناجائز ہے۔

## سوال

بجور اور تار کے درختوں کو ٹھیکہ میں دینا جائز ہے یا نہیں۔ بر تقدیر عیادم  
بجور باہن جیلہ کہ ان درختوں کے ساتھ وہ زمین جس میں یہ درخت واقع ہیں جیلہ  
میں (وہ زمین) دی جاوے ایسی حالت میں یہ آمدنی شرعاً جائز ہوگی یا نہیں ؟

## اجواب

اس جیلہ سے بھی جائز نہیں کیونکہ یہ جیلہ کسی قاعدہ شرعیہ پر منطبق نہیں۔

## سوال

افیون کی کاشت جائز ہے یا نہیں ؟

## اجواب

جائز ہے۔

## سوال

افیون کی زکوٰۃ میں افیون مثل فلک سے دینا چاہئے یا قیمت پر ؟ اگر قیمت پر دینا  
چاہئے تو کس حساب سے واضح اسے عالی رہے کہ افیون کا فروخت گورنمنٹ میں ہوتا  
ہے کسی کو افیون دینا بطریق زکوٰۃ ملک اودہ میں بوجہ جرم ممکن نہیں۔

## اجواب

قیمت ہی دینا جائز ہے۔

بجور اور تار

بجور اور تار

بجور اور تار



مس ایک مہاجن اود ہارنال دیتا ہے حق آڑہت عد ایک روپیہ فی سیکڑہ مقرر ہے اگر دوسرے ماہ روپیہ ادا نہ ہو تو اصل پر سود لگاتا ہے مسلمان سود نہیں دینا چاہتا اور یہ کہتا ہے کہ بجائے سود کے حق آڑہت نر ہالو بجائے عد ایک روپیہ کے دو باتین روپیہ سیکڑہ لو یہ جائز ہے یا نہیں۔

ج۔ جائز ہے۔ ۱۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

مس کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مدارس کی طرف سے جو لوگ تحصیل چندہ ہیں اونکو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔

ج۔ نہیں۔ ۲۰۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

مس جسے کہ عالمین صدقات کے دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور یہ قائم مقام عالمین سمجھے جاسکتے ہیں یا وہ مال زکوٰۃ جتنا کہ ہتھم یا بانی مدرسہ فزئین کی طرف سے بطور نیابت کے مستحقین پر خرچ نہ کرے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

الجواب۔ ہاں یہی دوسری بات ہی۔

سوال۔ زین عسری کی مالگذاری سرکاری ادا کرنے سے جیسے کہ جناب لوی قاری عبد الرحمن صاحب محدث پانی پتی اور حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تہاوی رحمۃ اللہ علیہما کی تحقیق تھی عشر ادا ہو جاتا ہے یا نہ معاملہ احتیاط تو ظاہر ہے کہ مستحقین کو علیحدہ دے مگر قول مضبوط آپ کے نزدیک کونسا ہے

الجواب۔ ہکو تو بھی معلوم ہے کہ اس سے ادا نہیں ہوا جیسے انکم شکس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی باقی ان حضرات کے ارشاد کا مینی معلوم نہیں۔

سوال۔ جو مدرس مدرسہ بادیہ تقرر اوقات تعلیم و تعلم میں وقت پورا نہ کری یا بانی یا ہتھم یا سرپرست مدرسہ چشم پوشی کرے تو شرعاً کتنا گناہ ہے۔

الجواب۔ متعارف چشم پوشی جائز ہے۔ زیادہ ناجائز ہے۔

سوال۔ چونکہ جدید طریقہ ہو میو پتہ تک بہت زیادہ سریع التاثر اور سہل لاصول ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی ایسے دیہات میں جہاں ہر وقت کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہ

حاجہ  
زیادت محمد ابراہیم  
بجائے سود

حاجہ  
عدم ادا سے زکوٰۃ  
جہاں تحصیل چندہ

حاجہ  
عدم سقوط شرط بادیہ  
محمول سرکاری

حاجہ  
رعایت ہتھم مدرسہ

حاجہ  
حقین بادیہ لطیف  
ہو پتہ تک

میسر نہ آسکتا ہو اس طریقہ علاج کو دوسرے مرضی پر بہتے تو اوس معالج کے لئے شریعاً جائز ہو گا یا نہیں۔

الجواب یہ حالت ضرورت کی ہی اور ضرورت میں متاخرین نے تداوی  
بغیر الطیب کی اجازت دی ہے اگر کوئی ادویہ عمل کرے گنہائش ہے  
۲۴ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ

سوال عدالت جو خرچہ قانون (یا کبھی ایسا نہ رقم خرچہ) فریق ناکام سے کامیاب کو دلاتی ہے شرعاً لینا جائز ہے یا نہیں اگرچہ کل مصارف مقدمہ کا صرف قانونی خرچہ ملتا ہے اور اکثر خرچہ نہیں ملتا ہمارے مقدمہ کی جو صورت ہے کہ مجبوراً اپنے حق کی حفاظت کے لئے نالش کرنا پڑی۔ اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل فحاشانہ کارروائیوں کی وجہ سے بہت سے ہکو مصارف برداشت کرنا پڑیں۔ یہ کل مصارف اونٹ کے اس واقعی شرعی حق سے جو بعد کامیابی ہکو ادا کرنا چاہئے اگر ہم منہا کر لیں تو جائز ہو گا یا ناجائز نیز یہ کہ مکان متنازعہ بدون ہمارے کسی قسم کی کوشش کے (صاف ہے) کو مثلاً نیلام ہو گیا (مگر ہے کہ خریدار نے کم بولی پر چڑھ لیا ہو) لیکن آٹھ روز تک بولی ہوئی۔ ایک دن خود مکان پر عند الموعود ہوئی لیکن اس سے زائد قیمت نہ لگی دیوں نے عذر دیا کہ مالیت دوہرا کی ہے کم پر دیدی گئی۔ مگر عدالت نے یہ عذر تسلیم نہ کیا خارج کر دیا۔ پھر عذر دہری کی کہ انہیں رقم مطالبہ اب لیلی جئے اور نیلام جو کم کو ہو گیا ہے منسوخ کیا جائے۔ وہ بھی خارج ہوئی گویا عدالت نے قطعاً (صاف ہے) ہی کا مکان قرار دیا۔ اگر ہماری طرف سے مقدمہ نہ لڑا جائے تو اتنی ہی رقم میں غیر کے ہاتھ قطعی بیع ہو چکا ہے۔ ایک جتہ بھی دیوں کو زائد نہ ملے گا۔ تو ہمارے کامیابی کی صورت میں ہم اس قدر قیمت مکان میں ہی فریق مخالف کا حق شرعاً ادا کر سکے یا بند ہونگے یا اس کی قیمت مطلوبہ کے۔

الجواب جب سیکو اپنے حق کی حفاظت کے لئے مجبوری مانا لیں گے تاثر



اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل فحاشانہ کارروائیوں کی وجہ سے بہت سی مصارف برداشت کرنا پڑیں تو اس صورت میں خرچہ کار و پیہ لینا بہت سے علماء کے نزدیک (و منہم مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ) جائز ہے۔ یا اگر کسی حساب میں منہا ہو سکیں تو ان علماء کے نزدیک یہ بھی جائز ہو گا۔ اور عدالت کا نیلام گو بلار ضار مدیون ہو جاوے۔ پس سب حسابوں میں اسی قیمت کا اعتبار ہو گا جس پر وہ حکم عدالت نیلام ہو رہا ہے۔ ۲۷۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰

**سوال** کتمان شہادت سخت گناہ ہے لیکن عدالت انگریزی میں سچی شہادت میں بھی شاید سے جرح وغیرہ میں گہبہ کر چھوٹ کہلا لیتے ہیں اور ناجائز یہ کار سید ہی ملان کو اسکا زیادہ اندیشہ ہے اس اندیشہ سے آکار کرے جائز ہے یا نہیں۔  
**الجواب** اگر اوس واقعہ کے ثبوت کا مدار اسکی شہادت پر ہو تو کتمان وغیرہ ناجائز ہے اور جرح میں سچا آدمی جسکو کسی شق کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ یہ نیت رکھے کہ خواہ مقدمہ بگڑے یا سنورے بخر سچ کے کچھ نہ کہو گا۔ ایسا شخص جرح میں کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰

**سوال** جن مسائل میں قضا و قاضی کی ضرورت ہو ان میں انگریزی عدالت کا حکم و فیصلہ وہی حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** اگر صاحب اجلاس سلم ہو وہ شرعاً قاضی ہے۔ تاریخ صدر **سوال** ترکہ کی تقسیم میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی وارث نہ ہو تو بیت المال میں داخل کر دیا جائے آجکل ایسی صورت میں کہاں صرف کیا جائے اور علی الزوہین آجکل جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** مورخہ میں صرف کرنا قائم مقام بیت المال کے ہے اور رو علی الزوہین اس وقت جائز ہے جبکہ زوجین مصارف بیت المال میں سے ہوں۔ تاریخ صدر

**سوال** گہی عبر مشک وغیرہ مصنوعی طیار کیا جاوے اور یہ کہہ کر کہ یہ اصلی

کتمان شہادت بخلاف جرح و کلام خاص

بودن مالک مسلم انگریزی بجائے مالک

بودن امور خیرہ بجا بیت المال ورد علی الزوہین

نہیں مصنوعی ہے کم قیمت پر اسکو فروخت کیا جاوے کیا یہ بھی دہوکہ و خداع  
دنا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** یہ دہوکہ نہیں ہے جائز ہے البتہ وبع کے خلاف اس لئے  
ہے کہ مشتری سے خداع کا احتمال ہے اور اسکی بیع ایک درجہ میں اور سبب سے  
**سوال** کسی کتاب کار عایتی اشتہار شائع کر دینے کے بعد ایسے شخص سے  
جسکو وہ اشتہار نہیں ملا اور بدین وجہ وہ سابق پوری قیمت پر کتاب کی فریض  
کرتا ہے پوری قیمت لے لینا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** ایسا اشتہار ایک وعدہ عام ہے جس میں کسی اطلاع و عدم اطلاع  
برابر ہے پس جو حکم اشتہار دیکھنے والے کا ہے وہی نہ دیکھنے والے کا یعنی دونوں  
صورتوں میں بیع حلال ہے اور خلف وعدہ کی کراہت لازم ہے۔

**سوال** دفتر کے اندر عام لوگوں کو آئینگی اجازت نہیں مگر عالم نے اجازت دیدی  
ہے کہ جمعہ کے روز صرف نماز پڑھنے کے واسطے جبکاجی چلتے ہیں وہ چلا آوے گا  
نہیں ہے اس حالت میں نماز جمعہ دفتر کے اندر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** جب اذن عام ہے درست ہے ورنہ باہر نکلکر میدان میں پڑھ  
لیں :- ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۰ھ

**سوال** انگریزی قانون کے موافق کرایہ نامہ اسٹامپ پر لکھا جاتا ہے ۸  
کا ہو یا کہ ۴ کا اور یہاں یہ قاعدہ رواج پکڑ رہا ہے کہ جب کوئی مکان کرایہ پر دیا  
جاتا ہے تو کرایہ پر لینے والا اسٹامپ خرید کر مالک کو دیدیتا ہے کہ لکھوا لیتا  
یہاں وقت انتخاب بہت سے اسٹامپ ایسے پہلے کہ جواب تک سادہ ہیں  
جہاں تک تہ چلے گا مالکان کو واپس کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جو آٹھ  
یرونی ہیں یا امر کے ہیں یا اونکا تہ نہیں اونکی بابت کیا کرنا چاہئے ان اشخاص میں اہل اسلام  
اور ہندو دونوں ہیں۔

**الجواب** جن مالکان اسٹامپ کا کچھ تہ نہ چلے ان اسٹامپ کو فروخت

حکم بنی قضاۃ  
اسٹامپ کو لکھنا  
معلوم ہوتا ہے

نہیں  
نہیں  
نہیں

نہیں  
نہیں  
نہیں

نہیں  
نہیں  
نہیں



کر کے وہ دامنِ نجابت مالکون کے مصارفِ خیر میں صرف کر دیئے جادیں۔  
**سوال** کس مقدار کے نفقہ ان پر فریضہ یا نوافل یا سن کی نیت توڑ دینی  
 چاہئے اور اگر بعد نیت کر لینے کے ریل سینی دیوے روٹگی کی تو کیا کرنا چاہئے  
**الجواب** ۴۴ کے نفقہ ان پر نماز کی نیت توڑ دینا درست ہے اور ریل  
 کی سینی پر بھی نماز توڑ دینا درست ہے اگر سفر نہ کرنے سے کچھ حج ہو۔

**سوال** جو مال تجارت بیٹی یا کلکتہ سے ریل کے اندر آتا ہے ریلواری مالک  
 نے ہر ایک مال کی انگ انگ کلاس اپنے ہاں رکھتی ہیں کسی مال کا کلاس چار روپہ  
 من ہے اور کسی مال کا دو روپہ من کا ہے کسی کا ایک روپہ من کا ہے اور کسی کا  
 گیارہ آنہ من کا ہے مگر مال سب کلاس کا ایک ہی گاڑی کے اندر لاتا ہے کوئی  
 خاص درجہ کسی مال کا نہیں ہے چار روپہ من کا مال ہے چار روپہ من کا مال ایک  
 ہی گاڑی میں آتا ہے اب سودا گردن نے یہ کفایت نکالی ہے کہ جو مال چار روپہ من کا ہے  
 اس مال کو اس من کی چیز لکھوا کر منگاتے ہیں اور کچھ تو ممبئی میں خرچ کرتے ہیں اور کچھ دہلی  
 میں غرض لے دیکر مال اپنا لے آتے ہیں ریلواری مالک نے اپنے ہاں یہ قانون مقرر  
 کر رکھا ہے کہ جو اس قسم کی کارروائی کرے یعنی چار روپہ من کی چیز کو اس من کی لکھوا کر  
 تو ہم اس سے آٹھ روپہ من کا بہاؤ یونیکے اگر ہم کو خبر ملے گی اب یہ صورت ہے کہ جو  
 ریلواری نے ہندوستان میں سب سے بڑا فسر مقرر کیا ہے بلکہ اس کو تمام باتوں  
 کا اختیار دیا ہے وہ خود روپہ من کہا کر اور مال کم کی کلاس میں بھیجتا ہے اس کو سب  
 ضرر ہے کہ یہ مال چار روپہ من کا ہے اور اس میں جا رہا ہے اب آپ فرمادیں کہ اگر  
 چار روپہ من کا مال اس میں منگادین تو ٹھیک ہے یا نہیں سب دوکاندار ایسا کرتے  
 ہیں اگر ہم چار روپہ من کا بہاؤ دیتے ہیں تو نفقہ ان ہوتا ہے۔

**الجواب** اسلام علیکم ورحمۃ اللہ زیادہ محصول کا مال کم محصول میں اس طرح لجانا بہ  
 سوال میں مذکور ہے حرام ہے اور بڑے فسر کی رضا یا اذن اس لئے مقبوض  
 کہ وہ ریلوے کا مالک نہیں دالسلام۔ ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

بیس یہ غلط فہمی تین سال پہلے

**سوال** مدرسہ میں طلبہ سے خوراک کی جو لیجاتی ہے یہ کس عقد میں داخل ہے آیا بیع ہے تو بیسگی معاوضہ لینا کراہت سے خالی نہ ہو گیا کہ یہ استصناع ہے کسی اور عقد میں تو داخل ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے نیز گہری بنوانا یا چارپائی بنوانا جن میں بیع اور عمل دونوں شامل ہیں آیا ان کے جواز کی گنجائش ہے کہ استصناع میں داخل کر کے جائز کہہ دیا جاوے اور بلا تکیب کا کرنا تعامل سمجھا جاوے گا یا عقد فی عقد کے سبب سے منع کیا جاوے آجکل بکثرت ایسے معاملات ہیں جنہیں عقد فی عقد یا کہ بیع اور عمل دونوں شامل ہوتے ہیں۔

**الجواب** طلبہ کی خوراک بیع استعجار میں داخل ہے۔ شامی نے اس کے جواز میں مبسوط بحث لکھی ہے اور فقہاء نے بیع اور عمل کے جمع کرنے کی بعض صورتیں متعارف لکھ کر اجازت دی ہے یہ بھی اسی میں داخل ہے جیسے خیاط کہ عمل اور تاکہ دونوں اس کے ذمہ ہوں یا صباغ کہ عمل اور صیغہ دونوں اس کے ذمہ ہوں =  
۱۔ ارجحادی الاخری مسئلہ

**سوال** ایک رقم ہوتی ہے وصولی کے وقت مہتر دار اپنے زمینداروں سے فیہ ربیہ کچھ رقم یعنی پیسے یا ادھنا جمع سے زیادہ وصول کرتے ہیں اور اس کے وصول کرنے کی تمام زمینداران سے اور سرکار سے اجازت ہے وہ طلبہ تمیز دار حسب مرضی زمینداران مفصل ذیل کاموں پر خسر چ کر سکتا ہے۔

- (۱) کوئی مولوی صاحب وعظ کے لئے آئے اونکو نذرانہ دیا۔
- (۲) کوئی فقیر سادہ ہو آیا اوکو دیدیا۔
- (۳) کوئی سرکاری سپاہیوں کا خرچ اوٹھا وہ طلبہ میں سے پورا ہوا۔
- (۴) کوئی سرکاری حیراسی آیا اوکو خوراک دیدی۔
- (۵) کوئی ناگہانی خسر چ گائون میں درپیش ہوا اس میں دیدیا۔
- (۶) مہتر دار تحصیل میں جمع سمجھے گئے وہاں سرکارے میں ردیوں پر اور آمدورفت میں جو خرچ ہوا اس میں طلبہ میں سے رقم دیدی سو جنابن اس میں طلبہ سے فدیو



ممبر دار دیتا ہے کہ یہ رقم ہم تمکو دیتے ہیں دراصل ایک لکڑی میں نے خریدی ہے  
اوسکی قیمت مجھ سے نہیں دلانا چاہتے وہ ممبر دار وغیرہ کہتے ہیں کہ یا تو ملبہ سے یہ رقم  
دیدین یا ہم خود اپنے پاس سے دیدین تو یہ فرماوین کہ ملبہ سے لینا جائز ہے  
یا کیا۔

**الجواب** بالغون سے جبکہ وہ برضا مندی دین اور برضا مندی خرچ

کی اجازت دین اس کا لینا جائز ہے اور نابالغ کی رقم سے جائز نہیں اور اگر  
لکڑی کی قیمت کوئی زمیندار اپنے پاس سے دے تو اذن میں بھی اسی بشرط میں  
اجازت ہے کہ وہ رقم بالغ دے اور برضا مندی سے دے۔ ۱۴۔ جمادی الاخریٰ

## سوال

آیا جواز منی آرڈر کی یہ تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں کہ اس معاملہ کو جاریہ اوفیس کو روپہ  
پہونچانے کی اجرت کہا جائے اور اس پر جو دو شے ہوتے ہیں ایک یہ کہ روپیہ  
نہیں پہونچایا جاتا دوسرے ہلاک ہو سکا نہ پرمٹ مشروط ہوتا ہے ان کا کیا یہ جواب  
ہو سکتا ہے یا نہیں کہ روپیہ بوجہ نقد ہونیکے یقین سے یقین نہیں ہوتا بلکہ ہر شے کا یہی حکم  
ہے کہ یقین یقین نہیں ہوتی جیسے انڈاکہ خلقنا مشلی ہے اور چھتری کہ صفتا مشلی ہے اور ضمان  
اجیر مشرک پر اسی صورت میں کہ ہلاک بغفل اجیر نہ ہو گو وہ ہلاک ممکن الاضرار ہو صاحبین  
کے نزدیک شروع ہے مینو اتوجروا۔

**الجواب** یہ تاویل صحیح نہیں انہیں دو شہوں کی وجہ سے جو سوال میں مذکور ہیں اور

اونکی جو جواب دیئے گئے ہیں انہیں سوا دل کا جواب تو بالا جماع صحیح نہیں کیونکہ یہ عدم  
یقین صرف عقود میں ہی باقی امانات و غصب میں نقد بھی یقین میں ہی وجہ ہے کہ اگر کسی  
کار روپیہ کسی کے پاس امانت ہو تو اسکو بلا اذن مالک کے یہ جائز نہیں کہ اس روپیہ کو خرچ  
کرے کہ دوسرا اس کے عوض دیدون گا البتہ اگر اذن سے ایسا کیا تو پھر وہ قرض ہو جائے  
اسی طرح اگر کسی کار روپیہ غصب کر لیا اور اس کے موجود رہتی ہوئے چاہے کہ یہ واپس نہ دے

بڑے مناسب تھا اس کو اس میں ترجیح دینا ۱۲۔ ایشیہ

۱۵۔ صرف اس سوال کا جواب لانا کہ بعض تلامذہ نے اس سے حاصل کر کے کہ میں بھیج کر کہ مضمون سالہ

اپنے پاس سے دوسرا دیدن تو مالک کو اسکار کر دینے کا اور بعینہ اپنا روپیہ لینے کا حق حاصل ہے اور دوسرے مثلیات غیر نقود میں تو حکم بہت زیادہ ظاہر ہے مثلاً کسی نے کسی کے پاس مرغ کے دس انڈے امانت رکھے یا یہ کہ اس نے اس سے غضب کر لئے اور اُنکے ہوتے ہوئے وہ این یا غاصب بدون رضا مالک کے یہ چاہی کہ میں وہ انڈی ندن بلکہ دوسرے انڈے اپنے پاس سے دیدن تو اسکو یہ حق حاصل نہیں اور اگر رضا سے اسکا ہوا تو وہ رد امانت یا رد مغضوب نہ رہی گا بلکہ مبادلہ اور بیع میں داخل ہو جائے گا اور ذرا فقہی حکم اور بھی زیادہ ظاہر ہے گو نظر ظاہری میں کوئی قیمتی چیز مثلاً معلوم ہوتی ہو مثلاً کسی نے کسی کے پاس کسی خاص نمبر کی چتر امانت رکھی یا اس نے اس سے غضب کر لی یا اس یا غاصب اگر یہ چاہی کہ وہ چتری خود کر کے دوسری چتری اسی نمبر کی دیدن تو یہ حق اُسکو حاصل نہیں جسکی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ سقین ہے بہر حال امانات و مغضوب میں خود نقود بھی سقین ہوتے ہیں تا بغیر نقد مثلاً یا قیمتی چیز رسد فقہانے اس قاعدہ کی تصریح بھی کی ہے اور الفاظ حدیث علی البیضاء ہی اس پر صاف دلائل ہیں یہ جواب مؤول کا صحیح نہوا اور دوسرے شہد کا جواب اول تو امام صاحب کے قول پر صحیح ہی نہیں دوسرے اگر روپیہ بعینہ جاتا تو صاحبین کے قول پر صحیح ہو سکتا تھا اور جب نہیں تو وہ اجارہ ہی نہیں جوڈا خانہ کو اجیر مشترک کہا جائے اس لئے صاحبین کے قول پر بھی یہ جواب نہ چلا تیسرے اگر اس سے قطع نظر ہی کریں لجاے تب بھی پہلا شہدہ تو ہر حال میں باقی ہی سو اس معاملہ کے اجارہ ہونے پر جو دلیلین محققین غایت مافی الباب ایک ملتفی ہو جائیگی مگر جوابانی ہے وہ بھی اثبات دعویٰ کے لئے کافی ہے کیونکہ دعویٰ کے لئے مطلق دلیل کی حاجت ہے نہ کہ دلیل خاص کی یہی وجہ ہے کہ اہل فن نے اسکی تصریح کی ہے کہ نفی دلیل خاص مستلزم نہیں نفی مدلول کو کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہیں آتی خلاصہ یہ ہے کہ جو ازمنی آرڈر کی وہ تاویل جو سائل نے نقل کی ہے صحیح نہیں اور یہ معاملہ اقراض اور استغراض ہی میں داخل ہے اگرچہ متعاقبین کا یہ قصد نہ ہو بلکہ سے کہ امانت کو باذن صرف کر دینے سے وہ فرض ہو جاتا ہے گو اسکا قصد نہوا البتہ عینس کو اجرت کتابت و روانگی فارم کی بکھر حرمت تفاعل کو رفع کیا جاسکتا ہے لیکن کراستہ سفیجہ کے رفع کی کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی گو ایتلا سے عام کہو جو سے دل ضرور چاہتا



کہ اسکی بھی کوئی وجہ نکل آوے اور اکثر عوز بھی کیا جاتا ہے اور اسکا  
بھی انتظار رہتا ہے کہ کوئی دوسرے صاحب علم مطلع فرما دین حتیٰ کہ  
اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہو جاوے کہ سفتیجہ کے جواز کی طرف  
ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر  
عمل کرنے کو جائز کہا جائے گا لیکن قواعد حق سے خروج کی جرأت  
نہیں ہوتی اور حدیث اجروہم علی الفتناء خبر وہم علی النار سے  
ڈر لگتا ہے واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی۔ ۲۲ جادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ

**سوال** ایک شرک سرکار کی جانب سے نکالی گئی اور اوص کا مواضع زمینداروں  
کو نہیں دیا گیا اور زمینداروں کو مواضع ندینے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ شرک  
پبلک یعنی عوام کی ہے قاعدہ کی رو سے مواضع نہیں مل سکتا اور شرک کے کنار  
کنارے درخت لگانے کی اجازت عام لوگوں کو باین شرط دی جاتی ہے کہ درخت  
لگانے والا پہلے کا مالک رہے اور درخت خشک ہو جانیکے بعد لکڑی کاٹ کر لیا سکتا  
اور درخت شاداب اور کھڑا سرکار کا ہے آیا درخت لگانے والا اسکے پہلے کو بطور ملکیت  
خود درخت کر سکتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بنیوا تو جروا۔

**الجواب** استیلا سرکار سے اُس شرک کی زمین اصلی مالک کی ملک سے  
خارج ہوگئی جب بااجازت سرکار کسی نے اُس زمین درخت لگایا اُسکا پہلے بھی ملوک  
اس ہی لگانے والے تخصّص کا ہے اس لئے اُس پہلے کافر و خنث کرنا جائز ہے جب کہ  
پہلے نمودار ہو گیا ہو اور کام میں لائیکے قابل ہو گیا ہو۔ ۱۱ صفر ۱۳۳۲ھ

یہ زمین کا مالک ہے جس نے اس زمین کو لکھا ہے  
یہ زمین کا مالک ہے جس نے اس زمین کو لکھا ہے

۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

**سوال (۱)** نیلام سرکاری خریدنا جائز ہے یا نہیں وجہ شبہ یہ ہے کہ بائع اور بیع اور کی (۲) زید و عمر باہم معاشرت کرتے رہی زید نے چند درخت نصیب کیے عمر و کا ایک مکان تھا اتفاقاً عمر و نے کسی کوری کے پانی کو روک دیا کوری نے مقدمہ دائر کیا اسکی ڈگری ہوگئی اسکے بعد کوری نے اپنے کہیت کے نقصان میں عمر و کی چیزوں کو قرق کر دیا انہیں درخت و مکان مذکور سب قرق ہو گئے اس کے بعد زید نے ایک جگہ سے روپیہ قرض لاکر دیا اور سب چیزوں کو قرقی سے بچا یا اور قرض مذکور کو زید نے ادا کیا عمر و کا بار بار سے معذرت تھا اب وہ سب چیزیں زید کی ہونگی یا عمر و کی۔

**الجواب (۱)** فی الدر المختار فصل الجس او بعبس الوسر لانه خیرا وانظم قلت ریحی فی البحر انه یباع مال لدینہ عند ہما و بہ نفی و حینہ فلا یتا بد قینہ ثم قال فی کتاب البحر لا یبیع القاضی عرضہ ولا عقارہ اللدین خلافا لہما یہ ای بقولہما بیعہما للدین نفی اختیار و صحیح فی تصحیح القدوری پس کسی حق واجب کے استیفاء کے لئے کسی کا مال نیلام کر دینا حاکم کو بقول صاحبین کے جائز ہے اور اسکے نفی بہ ہونیکے سبب اسی پر عمل ہے (۲) چونکہ کوئی سبب سبب ملک نہیں پایا گیا لہذا یہ چیزیں زید کی ملک نہیں ہوں البتہ اگر یہ قرض زید نے عمر و کے کہنے سے ادا کیا ہے تو اپنی رقم کا مطالبہ عمر و سے کر سکتا ہے اور اگر بدون اسکے کہے ادا کر دیا تو مطالبہ رقم کا بھی نہیں ہو سکتا اور چیزیں ہر حال میں عمر و کی ہیں و اللہ اعلم۔ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ

**سوال** زید غیر مسلم ساکن ملک امریکہ نے عمر و مسلم ساکن ہند سے کہا کہ اگر تم مجھے دو ہزار روپیہ بطور ضمانت دید و تو میں تم کو اپنا مال فروخت کر نیکی لئے ایجنٹ مقرر کر دوں گا اور فی عدد ایک آنہ کمیشن دوں گا عمر و نے منظور کر کے دو ہزار روپیہ زید کو دیدیا اور دو ہزار روپیہ سے دو چند سے چند مال فروخت کے واسطے دینے کا وعدہ کر کے دیتا ہے اور عمر و اس کو فروخت کرتا ہے یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہیں۔



(الجواب) جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس غیر مسلم کو جو روپیہ بطور ضمانت دیا ہے اس میں دینے والے کی یہ اجازت ہو کہ وہ اس سے تجارت وغیرہ کر کے منتفع ہو اور اگر وہ بدون اس کی اجازت کے ایسا کرے گا تو اس کا بار خود اس کے ذمہ ہوگا۔

۱۶ رمضان ۱۳۲۷ھ

(سوال) ایک بازار میں یہ رواج قدیم مابین ہندو و مسلمان مقرر ہے کہ ہندو و مسلمان گاڑیاں جب اپنا مال یعنی قند سیاہ باہر سے لا کر وہاں کے بکار پیشہ ہندو و مسلمان کارخانہ چینی والے کے ہاتھ بیچتے ہیں تو کل قیمت اپنی لیکر اس میں سے ایک آنہ حسب رواج وہاں کے بغرض مصارف مدرس و امام مسجد و پوجاری شوالہ بخشی دیدیتے ہیں جبکہ امام مسجد و پوجاری لیکر اپنے تصرف میں لائے ہیں خواہ وہ خریدار مال ہندو ہو یا مسلمان ہو اس رقم کو اپنے پاس امانت رکھتا ہے اور کل رقم وصول شدہ اپنے اپنے موقع پر یعنی بوقت طلب پوجاری و امام کو دیدیتا ہے۔ نہ ہندو و کارخانہ والوں کو مسلمان مدرس و امام کے دینے میں عذر ہے نہ مسلمان کارخانہ والوں کو ہندو پوجاری کے دینے میں رقم مطلوبہ کے کوئی حجت پیش ہوتی ہے۔ اس طرح سے ایک زمانہ دراز سے سلسلہ انتظام قائم ہے اب اس وقت بعض مسلمانوں کو یہ تردید پیش ہے کہ اس طرح کی یہ رقم امانت کا ہندو مسلمانوں کو اپنے پاس رکھنا اور ان کو پوجاری کو یا مدرس و امام مسجد کو دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اپنی مشارکت میں کاموں میں روا ہے یا نہیں۔

(الجواب) درست نہیں۔ سب مگر اس انتظام کو اس طرح بدل دیں کہ ہندو صرف ہندوؤں سے لیا کریں اور مساجد میں خرچ نکریں۔ اور مسلمان صرف مسلمانوں سے لیا کریں اور پوجاریوں میں خرچ نکریں اور جب تک ایسا انتظام مقرر نہ ہو تو مسلمان ایسا کریں کہ اگر ہندوؤں سے ان کو لینے کا موقع آوے تو نہ لیں کہ اختیار ہی بات ہے اور جب نہیں لینگے تو اسے کوئی پوجاری ہی نہیں مانگ سکتا اور اگر مانگے تو یہ جواب دے سکتا ہے کہ ہننے خود ہی ہندوؤں سے نہیں لیا تو ہم

تجارت پیشہ ہندو مسلمانوں میں یہ طرز کار مال تجارت میں ہندو مسلمانوں کے درمیان ہوتا ہے۔

تھو کیسے دین۔ اور اگر ہندوؤں کو وہ ایک آنہ دینے کا موقع پیشے اور وہ بخور کر کے لینا چاہیں تو یوں کہے کہ دام پورے وصول کر کے ایک آنہ واپس نہ دے بلکہ اس سے یوں کہے کہ مجھ کو ایک آنہ قیمت بخورہ میں کم دید و اور نیت یہ رکھے کہ میں ایک آنہ اس کو معاف کرتا ہوں اور سلطان سے لینا بھی جب درست ہو کہ وہ خوشی سے دے اور جو شخص کہ شخص اس رسم کی پابندی سے دیتا ہو اس سے لینا جائز نہیں۔  
۲۷ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ۔

(سوال) چاندی خریدنے میں جو طرح روپیہ کے ساتھ بخیال تبدیل جنس پیشہ ملایا کرتے ہیں ایسے ہی اگر نوٹ یا کوٹھی کے روپیہ جمع شدہ کی بیع میں کریں نیز ریزگاری خریدنے میں جو صراف کے یہاں رہا جو اے اُسے پیسہ تصور کر کے یوں تو کیا قباح ہے۔ فقط

(الجواب) یہ حیلہ تو بیع بدایہ میں ہو سکتا ہے کہ آئین مائلت شرط نہیں اور نوٹ اور کوٹھی کے جمع شدہ روپیہ کی بیع درحقیقت حوالہ ہے کہ قرض میں داخل ہے جس کا حکم مائلت ہی اور اس حیلہ میں وہ قاتل ہی لہذا درست نہیں۔ یہ جب ہے کہ کسی شے پر معاہدہ کیا جاوے ورنہ علی السواء مضائقہ نہیں کہ عدم مائلت عقد میں شرط نہیں ٹھہرائی اور اد کے وقت استقبال جائز ہی ہے اور ریزگاری کے معاہدہ میں اگر بقیہ کو پیسہ تصور کیا جاوے تاہم معدوم ہے لہذا قیاس مع الفارق ہے۔

(سوال) ایک بڑے اور روٹی بنانے کے بلوں کے شیرینی حصص کتنی مذکور ہے خریدنا درست و جائز ہے یا نہیں (۳) اور ٹرام دریلوے کے حصص خریدنا درست ہے یا نہیں (۴) مذکورہ بالا کہنی کے دو ہزار روپیہ کے اگر حصص خریدے تو اسکی آمدنی کے اوپر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ یا لا و ہزار روپیہ مذکورہ دونوں پر زکوٰۃ لازم آئیگی (۴) دارالحرب میں بعض لوگ سونگ بنک میں پیسہ رکھتے ہیں اور سالانہ سود بھی لیتے ہیں کیا مسلمان کے لئے یہ جائز ہے۔

(الجواب) (۱) و (۲) اگر حصہ صرف نقد روپیہ تھا تب تو اس کے

یہ زیادتی کے ساتھ نوٹ کی بیع میں ایک حیلہ سے جائز کا کافی نہیں اسکی دلیل کو

دارالافتاء  
الامری اور دارالعلوم دیوبند  
مفت محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

دارالافتاء  
الامری اور دارالعلوم دیوبند  
مفت محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی



خریدنے کے لئے برابر برابر ہونا شرط ہے اور اگر حصہ میں آلات خبر دہی ہے تو بدون اس شرط کے بھی درست ہے (۴۴) زکوٰۃ اصل دفعہ دونوں پر واجب ہوتی ہی (۴۵) یہ فعل معصیت ہی مگر اس سے جو مال حاصل ہوا وہ مباح ہو سکتا ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے۔ ۱۲۔ جادی الاخریٰ سنہ ۱۲۲۸ھ

(سوال) ملک برہامین ایک شخص امیر کبیر لقب اسکا فر جو گنگ ہی اور اس کے ماتحت چند گاؤں ہیں سرکار عالی یعنی انگریزوں نے اسکو اس دیہات کا دالی و مالک بنادیا اور یہ بھی کاغذ میں رجسٹری کر دیا کہ ہر سال میں آنا روپیہ خزانہ سرکار عالی میں یعنی انگریزی کو دینا پڑے گا اور یہ دیہات جو تمہارے ماتحت میں ہی اسکو بھی تم بیع و فروخت کرنے کے مختار ہو یعنی اگر کسی کو بیع ڈالو گے سرکار انگریزی اس سے مانع نہیں ہی اور جسکو فروخت کرو گے اسکو بھی میرے یہ سب حکم ماننے پڑیں گے اور تمہارے مرنیکے بعد تمہاری اولاد کے لئے بھی یہ حکم جاری ہے یعنی وہ بھی اسکو بیع و فروخت کرنے کے مختار ہیں لیکن تیس برس کے بعد سرکار انگریزی کی طرف سے جو حکم صادر ہو گا ماننا پڑیگا۔ یعنی اگر خراج وغیرہ افزودہ ہو جاوے اس کا حکم مان لینا پڑے گا پس فر جو گنگ مذکور رعیت کو جو اس کے زیر حکومت ہے ایک کاغذ چند روپیہ نذرانہ لیکر چند بیگہ زمین دیتے ہیں اور کاغذ میں یہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں طرف کی فلاں زمین مثلاً چار بیگہ زمین تمکو دیا بشرطیکہ فی سال فی بیگہ لکھ خراج دینا پڑے گا اور اس زمین کو صدقہ و سہبہ اور بیع و فروخت کرنے کے بھی تم با اختیار ہو اور تمہارے مرنیکے بعد تمہارے وارثوں کو بھی اس کا اختیار ہے لیکن جو زمین تمہارے تصرف میں ہی اسکو اگر فروخت کر دو گے اس کا جو نہائی قیمت مجھے دینا پڑے گا۔ یعنی اگر سو روپیہ کی زمین فروخت کر دو گے پچیس روپیہ مجھے دینا پڑے گا اور جسکو فروخت کر دو گے اسکو بھی فی بیگہ تمہارے حساب سے خراج دینا پڑے گا۔ اور سرکار انگریز جو حکم تیس برس کے بعد کرے گا تم اور ہم دونوں کو اسکا حکم بجالانا پڑیگا پس رعیت کو اس زمین کا مالک کہا جائیگا یا نہیں۔ اور اگر فر جو گنگ مذکور نے عمی رعیت سے جبراً زمین چھین کر دوسری رعیت کو نذرانہ لیکر زمین دیدی تو رعیت مال

زیر حکومت ہونے یا نہ ہونے میں واسطہ کار کیا ہے نہ پڑے گا۔  
اور جو زمین رعیت کے ماتحت ہے وہ رعیت کے ماتحت ہے نہ پڑے گا۔





(سوال) اگر کوئی شخص کاغذات اسٹامپ عدالت دیوانی کمیشن مقررہ لیکچر وخت کرے جن پر اکثر آدمی سود کے دعوے وغیرہ دائر کرتے ہیں اونکا فروخت کرنا کیسا ہے اور کاغذات اسٹامپ عدالت فوجداری کے جن پر اکثر سود و لین دین کے دعوے لکھے جاتے ہیں انکا فروخت کرنا کیسا ہے مفصل حال سے اطلاع بخشیں۔ بنیوا تو جبر و

(الجواب) کاغذات اسٹامپ میں دو مقام میں کلام ہے ایک یہ کہ فی نفسہ لیسنس دار کو ان کا بیچنا جائز ہے یا نہیں اور دوسرے یہ کہ ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جو ان پر سودی مضمون لکھیں گے آپ نے امر ثانی کو پوچھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے بیع ناجائز نہیں ہوتی ہے اور چونکہ لکھنا یا اختیار کا تب ہو گا اس لئے کاغذ بیچنے والا معین نہ کہا جاوے گا ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

(سوال) لیسنس دار جو اسٹامپ خزانہ سے بیچنے کے لئے لاتے ہیں تو اسکو ایک روپیہ پتین پیسے کمیشن کے طور پر دیئے جاتے ہیں یعنی ایک روپیہ کا اسٹامپ ۱۵ روپے پر ملتا ہے اور لیسنس داروں کو یہ ہدایت قانوناً ہوتی ہے کہ وہ ایک روپیہ سے زائد میں اس اسٹامپ کو نہ بیچیں اب قابل دریافت یہ بات ہے کہ اگر یہ شخص ایک روپیہ والے اسٹامپ کو مثلاً ۱۲ روپے میں فروخت کرے تو شرعاً جائز ہو گا یا ناجائز۔

(الجواب) حقیقت میں یہ بیع نہیں ہے بلکہ معاملات کے طے کر نیے کے لئے جو عملہ درکار ہے اس عملہ کے مصارف اہل معاملات سے بدیہ صورت لئے جاتے ہیں کہ ان ہی کے نفع کے لئے اس عملہ کی ضرورت پڑی اس لئے اس کے مصارف کا ذمہ داران ہی کو بنانا چاہئے اور لیسنس دار بھی مصارف پیشگی داخل کر کے اہل معاملہ سے وصول کرنیکی اجازت حاصل کر لیتا ہے اور اس تعجیل

۱۳ اور امر اول کا حکم اسکے بعد مفصل سوال کے جواب میں مذکور ہے جو ۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ کا لکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

کاغذات اسٹامپ کی (جی پر اکثر آدمی سود کے دعوے لکھتے ہیں) بیع کا حکم

اسٹامپ کو اسکی قیمت سے زائد میں فروخت کرنا

ایفاء کے صلہ میں اسکو کمیشن ملتا ہے۔ پس شخص عدالت کا وکیل ہی بیع کا متن لینے والا نہیں اس لئے ٹوکل کے خلاف کر کے زائد وصول کرنا حرام ہوگا۔  
فقط ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ۔

(سوال) قانون ریلوے میں ایک مدت مقرر ہے کہ اگر اس عرصہ میں مالک مال لے گیا تب تو اسکو دینا چاہی ورنہ بعد گزرنے مدت کے اگر پہل وغیرہ ہوتے ہیں تو تیسرے دن نیلام کر دیتے ہیں سو اس مال کا خریدنا قاعدہ شرعیہ سے جائز ہے یا نہیں۔  
(الجواب) اگر یہ معلوم ہو کہ وہ دام مالک کو دیئے جاتے ہیں تو خریدنا جائز ہے والا لا۔

(سوال) سرکاری درخت جو سڑک سے کنارہ میں پر کھڑے ہوتے ہیں جن کو خشک ہو جاتے ہیں نیلام کر دیئے جاتے ہیں اور انکی قیمت حق سرکار و دخل خزانہ ہو جاتی ہے ایسے درخت یا عام طور پر کل سرکاری چیزوں کے لئے قانوناً مالعت ہے کہ کوئی سرکاری ملازم خواہ کسی مرتبہ اور حیثیت کا ہو نیلام میں خریدے اگر کسی افسر نیلام کنندہ نے بلا در رعایت ایک درخت کو نیلام کیا اور جبکہ عام میں یعنی قیمت اسکی بولی میں آسکتی تھی وہ بولی گئی اور پھر اسنے آخر قیمت پر کچھ اعداد کر کے دوسرے کے نام سے بولی بلوائی اور خود خرید لیا یعنی اتنی قیمت پر خریدا کہ پھر اس سے زیادہ کسی نے نہیں قیمت بڑھایا تو کیا اس نیلام کنندہ کا یہ فعل شرعی طور پر جائز ہوگا یا نہیں اور اگر وہ ایسا کر چکا ہے تو اس درخت خرید شدہ کے ساتھ اب اسکو کیا کرنا چاہئے۔

(الجواب) جب مالعت ہو تو خریدنا جائز نہیں البتہ یہ درست ہے کہ کوئی اور خریدے پھر یہ ملازم اس سے خریدے مگر اس خریدار کے ساتھ رعایت درست نہیں کہ درحقیقت مقصود اپنے نفس کے ساتھ رعایت ہے فقط ۱۵۔  
ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ۔

ریل بیس ہوئی مال کو خریدنا

سرکاری درختوں کا ملازم سرکاری تو نیلام



**سوال** طرابلس پرانی کا قبضہ ہو جانے سے ہندوستان کے مسلمانوں میں جب قدر  
 پہنچتی ہے ایک گونہ اثر اس کا دہلی میں بھی ہے چنانچہ اہل دہلی کے ایک جلسہ میں  
 یہ کہا گیا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اٹلی کے ساتھ تجارتی لڑائی کریں اٹلی ساخت  
 کلستان کا استعمال ترک کر دیں خرید و فروخت بالکل چھوڑ دیں جو اس کا بے گار  
 وہ کافر ہے سلطان کا خیر خواہ نہیں اٹلی کا حامی ہے اور اس کا عملی نمونہ یہ ہوا کہ لوگوں نے  
 اسی جلسہ میں اٹلی ساخت ترکی بوسیان امارا تارک جلا دین میری دوکان پر سامان الکٹریسی  
 ہوتا ہے ہمیں بہت سی چیزیں اٹلی ساخت بونا چھی - چاقو - بٹن - اسٹیرہ - وغیرہ وغیرہ  
 بھی بہتے ہیں لوگوں نے بہت تنگ کرنا شروع کیا کہ ان چیزوں کا فروخت کرنا چھوڑ دو  
 فقط -

**الجواب** کافر ہونگی تو کوئی وجہ نہیں اور بلکہ بیع ناجائز بھی نہیں لیکن افضل یہی ہے  
 بشرطیکہ اپنا ضرر اور اتلاف مال ہو ورنہ افضل کیا جائز بھی نہیں۔ فقط ۱۸۔ ذیقعدہ ۱۳۹۰

**سوال** عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ایک ہندو نے میرے پاس ایک سالہ بھیا  
 حسین بپدی کی قدامت کھی تھی اور کچھ منجھات بھی تھے میں نے اسکو رکھ لیا اور وہ رسا  
 ماہوار تار ہا اور میں نے انکار نہیں کیا سال گزرنے پر ایک پرچہ دیو دور چوہ کا آیا  
 میں نے اسکو واپس کر دیا اور لکھ دیا کہ چونکہ آپ نے بلا طلب پرچہ بھیجے تھے اس لئے  
 میں انکار کرتا ہوں انہوں نے بطور ہدایت یہ بھی لکھا تھا جو کہ پہلے پرچہ تمکے مجھے پر  
 انکار کرنے کے نام پرچہ جاری رہیگا تو اب یہ پوچھتا ہوں کہ قیمت میرے ذمہ واجب  
 عند الشرع ہے یا نہیں۔

**الجواب** آپ کو انکار کر دینا واجب تھا خواہ خط بھیج کر خواہ پرچہ واپس کر کے  
 اپنی قیمت تو واجب نہیں ہوئی لیکن سب پرچوں کا واپس کر دینا واجب ہے۔ وہ آپ کی  
 ملک نہیں۔ ۱۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

**سوال** بیان بی بی میں نقل تحریر بیضا کوئی قرار دیا یا ایجاب قبول نہیں ہوا بعد  
 تحریر بیضا و درجہ بی بی کو معلوم ہوا۔

مذاہب اسلامیہ کی کتابوں میں جو چیزیں مذکور ہیں

مطلب کوئی کتاب یا کتاب

تحریر بیضا کوئی کتاب یا کتاب

الجواب یہ شرعیاً نہیں ہوئی۔ ۱۲ شعبان ۱۳۳۲ھ

**سوال** ایک شخص مسلمان مالدار ہے جب کوئی شخص اس سے مثلاً نقدی قرض ایک سو ساٹھ روپیہ لینے کے واسطے آتا ہے تو وہ اس طریق سے قرض دیتا ہے کہ ایک کپڑا جسکی قیمت دس روپیہ ہے بچا دس روپیہ اور بڑا اگر گویا ساٹھ روپیہ میں خریدار کو دیتا ہے حالانکہ مشتری بھی اس بات کو جانتا ہے کہ یہ چیز دس روپیہ کی ہے اس کے ساتھ میں ایک سو روپیہ اور دیتا ہے پھر بعد مقررہ یہ جملہ ایک سو ساٹھ روپیہ لیا جاتا ہے شخص مذکور کو کپڑے کی ضرورت نہیں ہی ہوتی مگر وہ مجبوراً طریقہ مذکورہ بالا کو اپنی حاجت روائی کے لئے منظور و قبول کر لیتا ہے اور دوسری صورت قرض مسطورہ شرح صدر یہ ہے کہ ایک سو روپیہ کا نوٹ ایک سو ساٹھ روپیہ میں دیا جاتا ہے ان دونوں صورتوں میں یہ فریروپیہ لینا درست ہے یا نہیں۔

**الجواب** قصد و نیت تو باطل سود لینے کی ہے اس لئے باطناً ہی حرام ہے اور قرض مشتری و قبول المبیع ہی ہے اس لئے ظاہراً بھی حرام ہے۔ غرض کی طرح یہ معاملہ حلال نہیں اور نوٹ کا معاملہ مذکورہ فی السؤال کا حرام ہونا تو اس سے زیادہ صریح ہے فقط ۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

**سوال** محکمہ ریل میں جن ملازمین کو پندرہ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے انکی تنخواہ کا بار ہوا ان حصہ کا لیا جاتا ہے اور سرکار میں جمع رہتا ہے یعنی ایک سال میں ایک ماہ کی تنخواہ لکھ کر سرکار میں رہتی ہے اس روپیہ پر منافع ریلوے کی آمدنی کے حساب سے ملتا ہے بعض وقت اصل رقم کے برابر بعض وقت زیادہ بھی اور بعض وقت کم غرضیکہ بقدر منافع ہو اس قدر ہوتا ہے یہ منافع ملازم کو ملتا نہیں بلکہ ریلوے میں جمع رہتا ہے ان دونوں رقموں پر سود بھی ملتا ہے مین روپیہ فیصدی یا چار روپیہ فیصدی اس ریاست کی ریلوے میں جب قدر مسلمان ہیں انہیں سے تمام یہ منافع لیتے ہیں اور سود اکثر نہیں لیتے ہیں اور بعض لیتے بھی ہیں۔ تنخواہ کا بار ہوا ان حصہ انہیں لوگوں کا کاٹا جاتا ہے جنکی ملازمت منتقل ہو اور پندرہ ماہ پندرہ سے زیادہ تنخواہ ہو غیر منتقل اور پندرہ روپیہ سے کم تنخواہ والوں سے نہیں کاٹا جاتا یہ تمام روپیہ صرف اسوقت ملتا ہے جب ملازم ملازمت ترک کرے اور کوئی حرکت

مستحق قرض کے لئے کوئی نئی قیمت کی زیادہ نہیں میں سمجھا اور اسکی قیمت سے اصل قرض وصول کرنا۔

محکمہ ریل میں ملازمین کی تنخواہ کا کوئی جز جو کٹ جاتا ہے اور وہ جمع سود ملتا ہے۔ اس سود کا محکمہ



ایسی نہ کی ہو جو بدنامی کے ساتھ علیحدہ کیا جاوے ورنہ نہیں ملتا۔ ملازمت کے زمانہ میں اگر کوئی وصول کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ ملازمت گورنمنٹ میں منشن ملتی ہے ریلوے میں منشن نہیں بجائے منشن پہ روپیہ ملتا ہے ملازم کو یہ روپیہ مجبوری کٹوانا پڑتا ہے اس کا اختیار نہیں کہ کٹوائے یا نہ کٹوائے۔ اب اس منافع کی رقم کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں یہ سود میں تو شمار نہیں۔ یہ قاعدہ ہر ایک ریلوے میں ہے۔

(الجواب) لینا اسکا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے وجہ اسکی تحریر سے سمجھ میں نہیں آسکتی ۲ جہادی الاخریٰ ۱۳۲ھ

سوال نوٹ کی سب سے تین طرح سے کی جاتی ہے۔ پہلا طریقہ دس کا نوٹ دس کو دس کا طریقہ۔ دس کا نوٹ پونے دس کو نوٹ پونے تین جو تین۔ تیسرا طریقہ دس کا نوٹ پونے دس کو نوٹ پونے بارہ آنے کے پیسے۔ آئین کو لسنی صورت جائز ہے۔

الجواب اول جائز اور ثانی اور ثالث ناجائز۔

سوال نوٹ کاغذی سکے ہی مثل اور سکون کے ہے یا نہیں۔

الجواب نہیں ۱۱ جب المرجب ۱۳۲ھ

سوال ہندی نوٹ میں بٹہ لینا دینا درست ہے یا نہیں

الجواب نہیں

سوال د علیٰ ہذا ان دونوں کو دیگر انکی قیمت دو چار روز کے بدل لینا۔

الجواب یہ درست ہے۔

سوال بالا یا کسی قدر بافضل لینا اور کسی قدر دو چار یوم کے بعد لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب یہ درست ہے۔

سوال زید نے مثلاً عمر کو ایک ہزار روپیہ بائیں شرط دیا کہ فی آڑا چار آنہ لوگا خواہ عمر کو نفع ہو یا نقصان مجھ کو چار آنہ آڑا نفع سے کام ہے اب جب قدر مال ۵۰ پہر پانچ سوال بعد اسکی وجہ بھی لکھ دی گئی ۱۲ منہ

نوٹ کی سب سے تین طرح سے کی جاتی ہے

پہلا طریقہ دس کا نوٹ دس کو دس کا طریقہ۔ دس کا نوٹ پونے دس کو نوٹ پونے تین جو تین۔ تیسرا طریقہ دس کا نوٹ پونے دس کو نوٹ پونے بارہ آنے کے پیسے۔ آئین کو لسنی صورت جائز ہے۔

سوال زید نے مثلاً عمر کو ایک ہزار روپیہ بائیں شرط دیا کہ فی آڑا چار آنہ لوگا خواہ عمر کو نفع ہو یا نقصان مجھ کو چار آنہ آڑا نفع سے کام ہے اب جب قدر مال ۵۰ پہر پانچ سوال بعد اسکی وجہ بھی لکھ دی گئی ۱۲ منہ

عمر خریدنا ہے اس قدر زید جہا جن کے یہاں تحریک کر دیتا ہے جس وقت ہزار روپیہ کا مال طیار ہو جاتا ہے اس وقت جہا جن حساب کر کے نفع و اصل و دام وصول کر لیتا ہے پھر جہا جن کو مال کی خرید و فروخت سے کوئی نسبت نہیں ہوتی تو اس ضرورت میں زید کو یہ نفع لینا درست ہے یا کیا ہے۔

**الجواب** درست نہیں۔

**سوال** گورنمنٹ دریافت کرتی ہے کہ ہر ملازمین سرکار اپنی تنخواہ میں سے ۶ سے ۱۲ روپیہ فی صدی کے حساب سے ہر مہینہ میں خزانہ سرکار میں جمع کریں اور وہ کل رقم بعد علیحدہ ہونے نوکری سرکاری کے خواہش ہونے پر یا خود نوکری چھوڑ دی اس وقت کل روپیہ اس کا بھجوا دیا جائے فیصدی سود کے سرکار واپس دے گی۔

**الجواب** جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ تنخواہ کا کوئی جزو اس طرح وضع کر دینا اور پھر کمینٹ وصول کر لینا اگرچہ اسکے ساتھ سود کے نام سے کچھ رقم ملے یہ سب جائز ہے کیونکہ درحقیقت وہ سود نہیں ہے اس لئے کہ تنخواہ کا جو جزو وصول نہیں ہوا وہ اس ملازم کی ملک میں داخل نہیں ہوا پس وہ رقم زائد اس کی ملک سے نفع ہونے پر نہیں دیکھی بلکہ تبرع ابتدائی ہے کہ گورنمنٹ اس کو اپنی صلاح میں سود کہے۔ فقط ۲ روپیہ فی صدی

**سوال** کچھ روپیہ ڈاکخانہ میں جمع کیا ظاہر ہے کہ سرکار سود دیتی ہے آیا وہ سود ڈاکخانہ پر چھوڑا جاوے یا لیکر غریب کو دیا جاوے کوئی صورت بہتر ہے اور ڈاکخانہ پر چھوڑ دینے سے بچہ کا گناہ تو نہیں ہوتا کیونکہ ڈاکخانہ تو اپنی طرف سے دیکھا پھر کیونکہ لیکر غریب کو دیا جاوے۔

**منبر** دیگر یہ کہ ایک نیا قاعدہ جاری ہوا ہے کہ کچھ دیون تے چندہ کہو لے وہ چندہ فیصدی کا لکھ یا لکھی ان ممبروں کے درمیان کو دیا جاتا ہے کہ جو فوت ہو گئے ہوں اور ۲ فیصدی کا لکھ ان اصحاب کے وسط رکھا جاتا ہے کہ بیس سال تک زندہ رہیں اور اس سے ہماری کاروبار بھی کہ جس میں کوئی فوت نہ ہو اس میں جمع کر دیا جاتا ہے تو جو ممبر پانچ سال تک چندہ دیتا رہا ہو پھر اتفاقاً زمانہ سے وہ ناقابل ہو جاوے تو اس سے

تنخواہ کا کوئی جزو بلا قبضہ کر کے جمع کر دینا درست ہے یا نہیں

بنک یا ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنا درست ہے یا نہیں



اسکی امانت کیجاتی ہے متوفی کے وارث کو روپیہ لینے کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے وہ  
تعداد اموات اور چندہ دہندگان پر منحصر ہے۔ ہر دو سوال کے جواب کافی سے آگاہ  
فرمائیے۔

**الجواب عن الاول** اول توجیع نکرنا چاہیے اور اگر جمع کر دیا پس کر لینا چاہیے  
اور جو چڑھ چکا ہے وہ لیکر غبار کو دیدے۔

**الجواب عن الثاني** بالکل حرام ہے سر شعبان ۱۳۲۸ھ  
**سوال** ایک شخص نے اپنے مطالبہ تعداد سورہ روپیہ کا دعویٰ کیا عدالت نے  
ظلاف صہلیت بجائے سورہ روپیہ کے اسی روپیہ کی ڈگری صادر کی اور ظلاف خواہ  
مدعی کے سود بھی دلایا تو اب مدعی اسی روپیہ زر ڈگری کے علاوہ بیس روپیہ مدعو سے  
لیکر اپنا یا فتنی پورا لے سکتا ہے یا نہیں۔ **الجواب** لے سکتا ہے۔

**سوال** ایک شخص نے اپنے مطالبہ سورہ روپیہ کا دعویٰ کیا عدالت نے ظلاف صہلیت  
بجائے سورہ روپیہ کے ایک بیس روپیہ کی ڈگری دی تو مدعی کو صرف سورہ روپیہ لینا چاہیے  
یا ایک بیس روپیہ۔

**الجواب** صرف سورہ روپیہ۔  
**سوال** شکل مندرجہ نمبر کے ڈگری کو مدعی بقدر اصل ڈگری یعنی اسی روپیہ  
کو ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے خود تو سود نہیں لیتا ہے لیکن اس کے  
علم میں یہ بات ہے کہ وہ سود لے گا یا اس سے نفع لینے کی سب سے اس کے فقیر ڈگری  
فروخت کرتا ہے آیا اس بائع پر کوئی ممانعہ ہے یا نہیں۔

**الجواب** اگر یہ بائع مشتری سے حکم شرعی سے اطلاع کر کے غیر خالص یہ منکر کر دے  
بھر بائع بیکر دیش ہو جائے گا مگر خود ڈگری کا فروخت کرنا ہی حلال کلام ہے کیونکہ روپیہ  
روپیہ کا تبادلہ وسیع و مشروط ہے دست بدست ہونیکے ساتھ اور یہ یہاں مفقود ہے  
اسکی تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع ہی مشتری سے اسی روپیہ قرض لے لے اور مشتری سے کہیں

لینی اوپر سے پہلا سوال ۱۲۱۰

کہ ہمارا اتنا قرض سہلانہ دعا علیہ کے ذمہ آتا ہے ہم تمکو اسپر والہ کرتے بن تم اس سے وصول کرو اس طرح درست ہے مگر اس میں ایک مشکل شرط یہ ہے کہ وہ دعا علیہ بھی خوشی اس معاملہ سے رضامند ہو اور اگر وہ رضامند نہ ہو تو ایک اور تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع اس شہری ہی قرض لیکر اسکو وکیل بنا دے کہ تم دعا علیہ سے وصول کرو اور وصول کر کے بعد تم اپنے قرض میں رکھ لو۔ اس طرح درست ہے۔

**سوال** اگر بریگ سے قفل توڑ کر کسی جس سے ریل والوں نے مال چور لیا ہو تو ذریعہ عدالت یعنی سے مال وصول کرنا درست ہے یا نہیں

**الجواب** ریلوے کمپنی ضمانت ہوتی ہے حفاظت اموال بریگ کی اس لئے اس سے وصول کرنا درست ہے ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

**سوال** ایک مدرس عربی کی دس روپیہ تنخواہ ہے اور کہا نا بھی مدرسہ کے ذمہ ہے کہانیکی بظنی کی وجہ سے مدرس مذکور نے یہ درخواست کی کہ مجھ کو کہانی کے عوض نقد دیا کر اس کو اہل مدرسہ نے قبول کر کے تین روپیہ ہوا مثلاً بقرض طعام معین کر دیا اب بجائے اس کے تیرہ روپیہ مدرسہ دیتا ہے اب مقصود سوال سے یہ ہے کہ جیسا تا عہدہ مقررہ مدارس کا ہے کہ ماہ رمضان کی تعطیل میں مدرسین مکان کو چلے جاتے ہیں انکو تنخواہ ماہ رمضان المبارک کی مدرسہ سے دی جاتی ہے اب مدرس مذکور کو یہ تین روپیہ تنخواہ میں مقصور ہونگے یا نہیں اور رمضان المبارک کی تنخواہ اس سے جابجائی گے یا تیرہ۔

**الجواب** اس کا مدار عرف ہے جبکہ کوئی خاص تصریح نہ ہو اور میرے نزدیک عرف یہ ہے کہ جب بجائے کہانی کے نقد اس طرح معین ہو جاوے کہ وہی قفل ہو جاوے اسطور پر کہ بھر عود طعام کا احتمال بعید ہو جاوے تو وہ نقد مثل دوسرے جزد تنخواہ کے ہو جائے اور ایام تعطیل میں بھی تیرہ روپیہ دیے جاوینگے البتہ اگر کسی شخص کو اسکے خلاف عرف متحقق ہو جاوے تو اسکے موافق حکم ہوگا ۱۸ رجب ۱۳۲۵ھ

**سوال** گورنمنٹ چھاپہ خانہ میں کسی شخص کی تنخواہ مقرر نہیں ہے سب لوگ ٹھیکہ پر کام کرتے ہیں اور گورنمنٹ نے ایک طریقہ ترقی کا سب لوگوں کے واسطے یہ مقرر کیا

کفالت  
یعنی کہانی سے ضمانت لینا

مدرسہ کے بجائے کہانی کے نقد روپیہ دیا جائے تو امام  
تحفت میں بھی یہ روپیہ دیا جائے گا یا نہیں۔

زبانہ روپیہ  
چھاپہ خانہ



کہ ہر سال میں جنوری۔ فروری۔ مارچ ان تین مہینوں کا حساب دیکھا جاتا ہے اگر کسی شخص کو ان تین مہینوں میں برابر چالیس روپیہ ملا ہوگا تو اسکو ترقی ہوگی اور اسکا سال گنہہ مقرر ہوگا اگر ان تین مہینوں میں چالیس روپیہ سے کم ملا ہوگا تو ترقی نہ ہوگی۔ پس ایسا کوئی نہیں جو کیلاد الیس روپیہ کا کام برابر تین مہینہ کر سکے جب چالیس روپیہ برابر تین مہینہ برابر نہ کر سکے تو ترقی بھی نہ ہوگی اب چند لوگ یہ کارروائی کرتے ہیں کہ دو آدمی صلاح کر کے خلاف حکم گورنمنٹ کی شرکت میں کام کرتے ہیں جب ان دو آدمیوں نے ملکر ایک مہینہ میں ساٹھ روپیہ کا کام کیا اب جو بوقت حساب کیواسطے ان کا کام گورنمنٹ میں بھیجا جائیگا تو ایک آدمی اپنے نام چالیس روپیہ کا کام لکھیں گے اور ایک آدمی اس کا کام لکھیں گے مگر تختہ اہلنے پر دو فون آدھی پورا پورا حصہ تقسیم کیے جاتے چالیس روپیہ کا کام اپنے نام لکھ لے محض سی غرض ہے کہ میری ترقی ہو جب سال تمام ہوگا اسوقت انہی ترقی ہو رہے ہوتے ہیں یہ کہ کو دہو کہ دیکر ترقی کرائی گئی اور گورنمنٹ نے تو یہ سمجھ کر ترقی دی کہ اس نے اکیلے برابر تین مہینہ چالیس روپیہ کا کام کیا ہے اور گورنمنٹ کا حکم ہے کہ کوئی آدمی آپس میں شرکت سے کام نہ کرے سب الگ الگ کریں اگر گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے کہ چند لوگ شرکت میں کام کرتے ہیں تو ان کو گوان پر جبر مان ہو جائے، یا نکال دیے جائیں تو اس طرح سے کام کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور یہ روپیہ شرعاً حلال ہے یا حرام فقط

الجواب یہ عقد جاری ہے اور اجیر کی ایک خاص صفت پر اجرت زیادہ دینے پر گورنمنٹ کی رضامندی ہے جب وہ صفت اجیر میں نہیں تو وہ زیادہ اجرت ضلع و ترقی سے کرائی گئی ہے لہذا یہ جائز نہیں اور جب قدر روپہ سے ترقی کی ہے اس قدر روپیہ

جیت ہے۔ ۱۰۔ جہاد علی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

**سوال** (۱) جو مال ہمہ کر اگر جہاز میں روز کیا جاتا ہے یعنی جب جہاز روانگی کی واسطے تیار کیا جاتا ہے تو ایک شخص اس مال کی ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر یہ مال فلاں مقام پر خیریت سے نہیں پہنچا اور راہ میں کچھ یا کل کا نقصان ہو گیا تو میں اس نقصان کو پورا کر دینگا اور مالک مال سے ہمہ کرنے والا ہوگا ہزار کے حساب سے پچاسی روپیہ لیکر جہاز ران کو ملے گا

جہاز کے مالک کے لئے یہ شرط ہے کہ اگر جہاز میں کوئی حادثہ ہو جائے تو مالک کو پورا کر دینا ہے

حاکم دیتا ہے یہ معاملہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(۳) اگر یہ سیمہ مالک تہا ذکر ہے اس صورت سے کہ معمولی کرایہ سے وہ چھپتا یا سہ چھپ کر ایہ لیکر مال بھرے اور نقصان کا ذمہ دار رہے تو جائز ہے یا نہیں اگر بلا جائز ہے تو جو سیمہ پارسوں کا کھانا نہ میں کرایا جاتا ہے اس میں اور سیمہ کیا فرق ہے نقصان اور ضائع ہونے کے احتمالات ہر دو جگہ موجود ہیں۔

(۴) جو مال سیمہ کر کے جہاز میں بردارہ کیا جاتا ہے اس مال میں تو کوئی نقص و خرابی نہیں آتی اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** نمبر دوم اول چند مسئلے معلوم کر لئے جادین پھر جواب سوال کا سمجھنا چاہیے ہو گا۔ کفالت خاص ہی حق مصنون کے ساتھ فی الدر المختار کتاب الکفالت ما انفقتہ المان فتیح یہ والو المال مجہول اذا کان ذلک المال دیناً صحیحاً جوازاً لیسقط الا بالبر او بالادار علی فی الدر المختار کتاب الایمان وہی امانۃ فلا یصحون بالہذا لکن الا اذا کانت الودیعتہ باخیر النسخ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس امانت کی حفاظت پر اجرت لی جائے تلف سے اس کا ضمان لازم ہوتا ہے۔

نمبر سوم فی الدر المختار باب ضمان الاجیر والیضمن (ای الاجیر المشترك) مالک فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الایمانۃ بالاصل کا موضوع الی قولہ خلاف الاستیفاء فی رد المحتار ای من انہ ان شرط زمانہ ضمن اجاب جمع وہو منقول عن الخلاصۃ وغرہ ابن مالک للجامع دنی رد المحتار قولہ ولا یضمن النسخ اعلم ان المالک ما یفعل الاجیر ولا والاول اما بالتقدی اولاد الثانی اما ان یکن الاقرب او عنہ ولا فنی اولاد یشیمہ یضمن اتفاقاً دنی ثانی الثانی لا یضمن اتفاقاً دنی اول لا یضمن عند الامام مطلقاً و یضمن عندہ بامسقطاً۔

اس سے معلوم ہوا کہ اجیر مشترک کے ہاتھ میں ہا کہہ ہوئی چند صورتیں ہیں جن میں اصل مذہب کے اعتبار سے تفصیل ہے لیکن استنباط میں اشتراط ضمان کا فتویٰ دیا ہے



اب جواب سوال کا لکھا جاتا ہے کہ جہاز والا جبر مشترک ہے اصل مذہب کے اعتبار سے دو صورتوں میں وہ ضامن ہے۔ ایک وہ جہان ہلاک بغل اجیر ہو خواہ بتدی خواہ بلا تعدی اور ایک صورت میں ضمان نہیں ہے۔ یعنی جہان ہلاک بدون بغل اجیر ہو اور اس سے احتراز بھی نہ ہو سکے جیسے غرق وغیرہ۔ اور ایک صورت میں اخلاف ہے جہان ہلاک بدون بغل اجیر ہو اور احتراز نہ ہو سکے۔ پس اگر جہاز والے نے یہ شرط نہیں بشیر لائی کہ ہم تمہارے اسباب تلف شدہ کے ذمہ دار و ضامن بنیں تب تو بعض صورتوں میں وہ ضامن ہے بعض میں نہیں۔ اور بعض میں اختلاف ہے یہ حسین گنج الشیخ ضامن کے قول پر عمل کر چکی ہے۔ اور اگر جہاز والے نے ذمہ داری کر لی ہے تو بقول اسفہاہ وہ ہر صورت میں ضامن ہے۔ اس تفصیل سے تو یقین ہو گئی ان صورتوں کی جن میں جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے اور جن میں اس کے ذمہ ضمان نہیں ہے اور اس کا خلاصہ مسئلہ ۱۲۳ ہے۔ پس اگر بیمہ والی کمپنی نے ان مذکورہ صورتوں میں کسی ایسی صورت میں بیمہ (جس کی حقیقت ضمانت ہے) کیا ہے حسین جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے تب تو یہ بیمہ جائز ہے اور اگر ایسی صورت میں بیمہ کیا جائے حسین جہاز والے کے ذمہ ضمان نہیں ہے تو بیمہ جائز نہیں جیسا مسئلہ ۱۲۱ میں مذکور ہے کہ صحت کفالت کے لئے اس حق کا مستحق ہونا شرط ہے۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے جب ہے کہ دوسری کمپنی بیمہ کرے اور اگر جہاز والے خود بیمہ کریں تو اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ اجیر مشترک پر ضمان کی شرط ہوئی یہ بقیل اسفہاہ ہر حال میں جائز ہوگا اور ڈاک خانہ کا بیمہ ایسے میں داخل ہے کہ خود عامل بشرط ضمان قبول کرتا ہے اور اگر ایسی صورت کی جاوے کہ مال پہونچانے کا معاوضہ نہ تو جہاز والوں کو دیا جاوے اور انتظام حفاظت مال کا معاوضہ بیمہ کی کمپنی کو دیا جاوے کہ وہ اپنا آدمی خاص حفاظت و نگرانی کے لئے جہاز میں رکھیں تو اس صورت میں کمپنی سے بیمہ کرنا ہر حال میں جائز ہے خواہ جہاز والوں پر بشرط ضمان ہو یا نہ ہو جیسا مسئلہ نمبر ۱۲۱ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ خود جہاز والے کا بیمہ اور کمپنی جب اپنا آدمی حفاظت کے لئے جہاز میں رکھو اس وقت کمپنی کا بیمہ یہ دو صورتیں تو مطلقاً جائز ہیں اور اگر جہاز والے بیمہ کریں اور نہ کمپنی

موردی کا شکار سے زمین ٹھیک پر لینا

احادیث

فوائد آلاء اللہ کی باجرت سے مراد

احادیث

اپنا آدمی چار تین رکھ تو چار تون میں جہاں سے شکار غرضان ہی نہیں ہمہ کھیتی کا جائز نہی اور جن  
صورتوں میں جہاز والوں نے ضمان نہیں ہی انہیں ہمہ کھیتی کا جائز نہیں اور ان صورتوں کی تفصیل اور لکھی  
چکی ہے۔ (جواب) کسی بیمہ کے ناجائز ہونے کی مال میں جنت نہیں آتا۔ فقط واللہ اعلم۔ ۱۵ صفر

### سوال

زید کا شکار اپنا موردی کہا تہ عمر کو پانچ سال کے ٹھیکہ پر دیا ہی  
اور دو سو روپیہ عمر سے قرض لیکر اپنا قرضہ ادا کر تہ ہے موردی کہا تہ کا لگان  
زید فی بیکہ بیہ فی بیکہ دیتا ہے عمر کے ٹھیکہ میں جب یہ کھاتہ موردی آباد یگا  
تو وہ یعنی عمر واس آراضی کو کسی کا شکار کو فی بیکہ پانچ روپیہ پر دیوے گا کیونکہ  
ٹھیکہ میں آنے سے وہ پانچ سال تک غیر موردی نہ تصور ہوگا اور غیر موردی کا لگان  
فی بیکہ پانچ روپیہ ہی پانچ سال تک عمر واس پیداوار سے زمیندار کا جو لگان موردی  
مقرر ہے وہ ادا کر کے باقی اپنے خرچ میں لائیگا اور پانچ سال کے بعد ٹھیکہ منسوخ  
ہونے پر عمر وزید کی آراضی کو چھوڑ دے گا اور مبلغ دو سو روپیہ اپنے واپس لے لیا  
یہ صورت شرع شریف سے جائز ہے یا نہیں اگر یہ صورت جائز نہ ہو تو اور جو صورت  
مطابق شرع شریف کے ہو سکے تحریر فرمائیگا۔ دوسری صورت یہ کہ زید کا شکار  
اپنے زمیندار عمر کو اس صورت سے ٹھیکہ دے تو زمیندار کو جائز ہے یا نہیں۔

### الجواب

اس میں ایک قباحت تو یہ ہے کہ زید بوجہ دعویٰ موردیت  
غاصب ہے اور غاصب ٹھیکہ لینا حرام ہے دوسرے اگر زید اس زمین کا مالک بھی ہوتا تب  
بھی یہ ٹھیکہ قرض کے دباؤ میں دیا گیا ہے اور بقاعدہ کل قرض جہ نفعاً نہ ہو بلکہ سود  
اور حرام ہوا اسلئے یہ ٹھیکہ لینا جائز نہیں بلکہ زید کا یہ ظلم ہے اس لئے وہ مرتکب  
حرام کا ہوا گا اور زمیندار چونکہ مظلوم ہے اور مالک زمین کا ہے اس لئے وہ بوجہ اسلئے  
کہ اپنی زمین سے منتفع ہوا ہے اور اپنے استخلاص حق کے لئے سعی کی ہے اسکو  
گناہ نہ ہوگا۔ ۱۳ صفر ۱۳۳۲ھ

### سوال

فدوی آہنگری کا کام کرتا ہی اسمیں بعض لوگ اشیاء غیر مشروعہ ہی برآ  
مرست لے آتے ہیں مثل نقارہ و فونوگراف وغیرہ تو آیا انکی مرست کر دینا عند اللہ





# سوالات

- (۱) ۴۰۰ روپیہ کا ۴۔ اپریل سے ۱۶ جون تک بشرح ۳ فیصدی سود بتاؤ
- (۲) کتنے اصل کے ۹۰۰ روپیہ ۵ سالین بشرح ۴ فیصدی ہو جائینگے۔
- (۳) کتنے سالین ایک رقم بشرح ۳ ۱/۲ فیصدی اپنے سے سہ چند ہو جائیگی۔
- (۴) کس شرح سے ۳۰۰ روپیہ کے ۷۳۳ روپیہ ۸ سالین ہو جائینگے۔
- (۵) ایک شخص نے اپنے دوست کو ۱۲۵۰ روپیہ ۴ فیصدی سود پر اس شرط پر اودھار دیئے کہ وہ اسکو اصل مع سود ۱۶۶۶ روپیہ ۱۰ پائی دے تو بتاؤ وہ شخص اسکا روپیہ کتنے دن اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

من رجبہ بالا طرز کے سوال مجکو طلبہ کو بتلانے اور سمجھانے پڑتے ہیں تو جو یہ سوالات لکھتے ہیں یہ عبارت بعینہ حساب کی کتابوں سے نقل کر دی ہو ایسے ہی سوالوں میں سالانہ امتحان لیا جاتا ہے بدینوجہ کوئی نئی عبارت سوالات کی اپنی طرف سے بنا کر سوالات مذکور نہیں سمجھائے جاسکتے اسکے بارہ میں جو کچھ شریعت مطہرہ کا حکم ہو ارشاد فرمائیے تاکہ اسکے مطابق عمل کیا جادے۔

۱۔ الجواب چونکہ حربی کو حربی سے سوئے لینے میں کوئی خطاب شرعی نہیں ہے اسلئے اسکو حرام نہ کہا جاوے گا پس سود کی ایک صورت ایسی کلی جو حرام نہیں اور یہ مسئلہ ہے کہ جس امر میں ایک صورت بھی حلال ہو اسکی تعلیم اعانت علی الحرام نہیں۔ پس آپ اس نیت سے سکھاتے رہئے۔ ۲۔ صفر ۱۳۸۵ھ

سوال بکر زید کا موروثی کاشتکار ہی بکر نے موروثی کہیت کو عمر و کے یہاں مبلغ چالیس روپیہ پر بیع کرکھا اب عمر و خود موروثی کہیت مرہونہ کو کاشت کرنے لگا زرگان کہیت کا اصلی مالک زید کو دیتا ہے جیسا کہ بکر زید کو دیا کرتا تھا۔

(۱) تو عمر و کو رہن رکھ لینا جائز ہو گا یا نہیں۔ (۲) اگر عمر و امدت تقاضے کے خوف سے چالیس روپیہ تک حاصل کر نیکے بعد بکر کو کہیت واپس کر دے تب بھی غلام

موروثی کاشتکار غلام ہے اور اسکا حق



ماخوذ ہو گا یا نہیں (۳۳) اگر عمر و نے چالیس روپیہ سے زیادہ نفع حاصل کر لیا ہے تو یہ زائد کسکو دینا چاہئے زید کو یا بکر کو عند اللزوم ماخوذ ہو یا اس زائد کی معافی کرنا چاہئے تو کس سے کروے زید سے یا بکر سے (۳۴) امپ عمر و معاملہ رہن کے ختم ہو جانیکے بعد پھر اس کہیت کو کاشت کرنا چاہتا ہے اور بکر رضامند ہے اب عمر و کو اہل قسم کی کاشت شکمی کرنا درست ہو گا یا نہیں (جبکہ زرگان اہل مالک زید کو دے اور کچھ منافع بکر کو) اگر درست ہو گا تو کس طرح آیا اہل مالک کو رضی کر نیکی ضرورت ہوگی یا صرف بکر کی رضامندی کافی ہے۔

**الجواب** بکر دو وجہ سے غاصب اول دعویٰ مورثیت کی وجہ سے دوسرے اس زمین کو رہن رکھ دینے کی وجہ سے جبکہ اسکو شرعاً اختیار حاصل نہیں اور غاصب سے عاریت یا اجارہ یا رہن لینے والا حکم میں غاصب کے ہے اور غاصب کا حکم یہ ہے کہ بقدر اپنے اس المال کے شے منسوب سے نفع حاصل کر سکتا ہے زیادہ نہیں اس سے سب سوالوں کا جواب نکل آیا جزئی طور پر بھی نقل کئے دیتا ہوں۔ نمبر ۱ جائز نہیں نمبر ۲ اصل معاملہ میں مستحق مواخذہ ہے اور اس المال سے چونکہ زائد وصول نہیں کیا اس حیثیت سے قابل مواخذہ نہیں۔ نمبر ۳ اگر توقع ہو کہ بکر زائد اصل کو زیادہ کی طرف واپس کر دے گا تو عمر و یہ زیادت بکر کو دیدے ورنہ زید کو دینا چاہئے اور معافی بھی زید سے چاہئے نمبر ۴ چونکہ بکر غاصب اس لئے اس سے کوئی معاملہ درست نہیں اور اگر اصل مالک رہنی ہو جاوے تو پھر کل زرگان اہل مالک ہی کو دینا چاہئے۔ واللہ اعلم بحوالہ جہادی الاولیٰ ۱۲۶۲ھ ہجری

**سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی حقیقت زمین داری بکر کے پاس اس شرط پر مبلغ دو سو روپیہ پر رہن بالقض کیا کہ جب روپیہ ادا کر دیا جاوے جائیداد نکالے بن ہو جاوے اور ایام رہن میں ۱۰ سالانہ منافع زمین لیا کرے بکر فوت ہو گیا۔ بذریعہ ترکہ حقیقت مرہونہ پر اسکی زوجہ ہندہ قابض ہوئی بعد اُسکے زید نے حقیقت مرہونہ کا انقضا کر رہن کو عمر و کو دے دیا اس کے باب عند کے ما ۳۱

بعض سو روپیہ بیع کر دیا تھا اگرچہ زید نے بیعنامہ کی رجسٹری کسی مصلحت سے کرادی  
اور سب رجسٹرار کے رو برو زرخش کے وصول ہونے کا اقرار بھی مصلحتاً کر لیا مگر وقوع  
میں زید کو زرخش اتنا کہ نہیں ملا۔ زید اور عبید کے درمیان ایام زمین یہ معاہدہ ہو کر  
اقرارنامہ لکھا گیا کہ عبید نے حق انفکاک زمین بیع شدہ کو بحق زید واپس کر دیا اس  
شرط سے کہ اگر زید ایک یا دو سال میں سو روپیہ مذکور عبید کو ادا کر دیے تو حق انفکاک  
زمین بیع شدہ کا مالک زید ہوگا اگر زید ادا نہ کر سکے تو عبید بدستور سابق  
مشتری حق انفکاک زمین مذکور کا مقصور ہوگا۔ چنانچہ وعدہ گذر گیا اور زید نے  
حق انفکاک زمین کو فاک نہیں کرایا تو ایسی صورت میں بلا امداد قاضی کے بیع ہوگی  
یا نہیں۔ اسی اقرارنامہ میں عبید نے یہ اقرار بھی لکھا تھا کہ میں عرصہ قلیل میں زرخش  
دیکر زید کا نام داخل خارج میں چڑھواؤں گا۔ مگر اس نے درخواست نہ کیا اور غلات  
معاہدہ قابض رہا اور اسی حالت میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد عزیز وغیرہ اس کے  
دارت قرار پائے ہندہ کے فوت ہونے پر حقیقت میں ہونہ مذکورہ عمر کو ترکہ میں ملی عمر  
اٹھارہ سال تک اسپر قابض رہ کر مبلغ دو سو سولہ روپیہ بحساب عیس سالانہ وصول  
کر کے اپنے تصرف میں لایا اب مبلغ ماٹھے منافع جو عمر واپنے تصرف میں لایا تھا  
جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو اصل زر زمین میں مجرا ہو کر عیس زید کو واپس  
ملنا چاہیے یا نہیں۔ پھر بعد وفات عمر کے اس حقیقت میں ہونہ پر خال اسکا لڑکا قاضی  
ہوا اتفاق سے خال نے حقیقت میں ہونہ مندرجہ صدر کا مبلغ دو سو روپیہ زر زمین  
مذکور عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا اور جائیداد میں ہونہ پر قابض کر دیا تو ایسی صورت  
میں زر منافع اور ہیکل جب شرعاً ناجائز ہوا اور حسب صورت بالا اصل زر زمین زر منافع  
منافع ادا ہو کر عیس زید کا نکلا تو خال کو اس دو سو روپیہ ادا شدہ کو عزیز وغیرہ  
کے حق میں معافی کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے اور خال نے زر زمین مذکور  
عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا تو عزیز وغیرہ کو اسکا منافع لینا اور تصرف کرنا شرعاً ناجائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** زید راہن کی بکرم زمین سے یہ شرط کہ مہین ایام زمین میں رہا رہے



سالانہ منافع لیا کرے شرعاً باطل ہے صرف زر رہن میں اس کا حق ہے پس بعد وفات بکر کے اُسکے ورثہ کا حصہ ہندہ بھی ہے صرف زر رہن ہی میں حق ہے سوال میں صرف ہندہ کا ذکر کیا ہے مگر حق شرعی بکر کے سب ورثہ کا ہے اور حق نک رہن کا زید ہی کو حاصل ہی زید کا اس حق نک کو عبید بدر عزیز وغیرہ کے ہاتھ سے کرنا شرعاً باطل ہے اس سے عبید کا کوئی حق نہیں ہوا اگر عبید سے روپیہ بھی وصول ہو جاتا تب بھی زید پر واجب تھا کہ وہ روپیہ عبید کو واپس کر دیتا کہ یہ روپیہ رشوت ہے اور جبکہ روپیہ ہی عبید سے وصول نہیں ہوا تب تو کسی قسم کا ہی حق عبید کو حاصل نہیں ہوا اور جو اقرار نامہ لکھا گیا محض لاشع ہے اس کا کوئی اثر نہیں۔ اگر زید کو روپیہ بھی مل جاتا اور زید سیاد کے اندر روپیہ عبید کو واپس بھی نکرتا اور میعاد بھی گذر جاتی اور کوئی قاضی بھی اس بیع باطل کے نفاذ کا حکم کر دیتا تب بھی حق نک رہن زید ہی کو حاصل رہتا اور سائل کا یہ کہنا کہ عبید خلافت معاہدہ قابض رہا سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ جائداد مرہونہ کا اول بکر کے قبضہ میں رہتا ہے۔ اس کے قبضہ میں رہنا اور سوال میں مذکور ہے۔ بہر حال اگر جائداد پر بھی عبید کا قبضہ ہو جاتا تب بھی حکم مذکور انفا میں کچھ تغیر ہوتا عبید کو غاصب قابض بالباطل کہا جاتا تب عبید کا اس میں کوئی حق نہیں تو اُسکے مرثیہ کے بعد عزیز وغیرہ اُسکے وارثوں کا بھی اس میں کوئی حق نہیں ہوگا ہر جب ہندہ کی وفات ہوئی تو عمر و اگر اس کا یا بکر کا شرعی وارث ہی تو اُس کا بھی شل اہل مرہون کے صرف داپسی زر رہن ہی میں حق ہے اسی طرح اگر بکر کے یا ہندہ کے اور ورثہ شرعی ہی ہوں تو بھی یہی حق داپسی زر رہن سب میں مشترک ہے اب عمر دے اس جائداد سے دوسو سولہ روپیہ جو وصول کیا اُسکے وصول کا کوئی حق نہیں ہی اگر عمر دے پہلے بکر نے یا ہندہ نے کچھ وصول نہیں کیا تو اس رقم وصول شدہ سے سولہ روپیہ زید کو واپس کئے جائینگے اور دوسو روپیہ بکر مرہون کے سب ورثہ شرعیہ کو موافق اُن کے حق میراث کے تقسیم کیا جائے گا اور جائداد مرہونہ چھوڑ دینا واجب ہوگا اور اگر بکر یا ہندہ کو بھی کچھ وصول ہوا تھا تو وہ بھی ہندہ و بکر کی جائداد سے وصول کر کے زید کو واپس

دیا جائیگا البتہ حد میں تقسیم کے وقت ہی کر دینا اور اس دوسو روپیہ کا وصول کر دینا ہندہ و بکر ہی زید کو واپس

کیا جاوے گا۔ جب جائیداد میں وارثان مہربن کا کوئی حق نہ ہو تو اب خالد کا قبضہ  
محض باطل ہے۔ اسے بطرح جب زر مہربن وارثان مہربن کے پاس پہنچنے  
سے بدوہ راہن یا وارثان راہن دین نہیں رہا تو خالد کا معاف کرنا بھی باطل ہے  
خاص کر ایسے اشخاص کو یعنی جو شرعاً کبھی دائن یعنی متحی وصول دین نہیں ہوتے جیسا  
اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ عبید وغیرہ کا کوئی حق شرعاً ثابت نہیں ہوا پس عزیز وغیرہ  
کا قبضہ اس جائیداد پر باطل ہو گا اور انتفاع اس سے حرام ہو گا۔ بلکہ سب پر واجب  
ہے کہ اپنا قبضہ اٹھا کر زید راہن یا اسکے ورثہ کے قبضہ میں دیدیں۔

**سوال** کا پورے کے پورے کپنی کے منجھنے حسب قاعدہ مردہ ایک اشتہار  
کپنی قائم کر نکال دیا اور اسکے مجوزہ سرمایہ کے مطابق پندرہ لاکھ روپیہ جمع ہو گیا  
جس سے کار بار شروع کیا گیا اور ہر سال نفع تقسیم کرتا رہا اور جیسے کہ عموماً کمپنیاں  
کا قاعدہ ہے ہر سال کے نفع میں سے کچھ بچا کر تقسیم کیا جاتا تا کہ اتفاقی حوادث کو  
وقت وہ نفع کام دے جو تکہ شرکا میں کمی بیشی کپنی میں نہیں ہو سکتی اس واسطے رقم  
نفع میں کچھ بلکہ کل ملک اگر بچا کر کہا جاوے تو قواعد شرعیہ کے کچھ خلاف بھی نہیں  
ہے۔ ہر سال وہ نفع کی رقم بچتے بچتے اس قدر بچ گئی کہ اصل سرمایہ کے برابر یعنی پندرہ  
لاکھ کو پہنچ گئی اس وقت منجھنے یہ مناسب سمجھا کہ اب اس رقم کو شامل اصل کر دیا جاوے  
اس لئے اس نے تمام شرکار کو اطلاع دی کہ یا تو لوگ اپنا نفع جو پچکر اصل کے برابر پہنچ  
چکا ہے اسکو واپس لے لیں اور یا اسکو اصل میں شامل کر دیں اس تقدیر پر اس وقت  
اصل دونی سمجھی جا یا کرے گی۔ لیکن تقسیم نفع کی نسبت اس نے یہ شرط کر لی ہے کہ جب  
حصص پر نفع خواہ کسی قدر ہو آہٹ نہ لیکر وہ سے ناقد تقسیم کرے گا اور جو اس  
سے زائد نفع ہو گا وہ صرف قدیم حصص پر تقسیم کیا جاوے گا فرض کیا جاوے  
کہ اصل میں ایک شخص نے سو روپیہ دیئے تھے اور اب رقم منافع ملا کر اسکے دو سو  
کا حصہ سمجھا گیا تو اگر کسی میں نفع اس قدر ہوا کہ ہر سو روپیہ تقسیم ہو سکتا تو وہ اس  
شخص کو ۱۲ دیکھا اصل روپیہ پر ۶ اور زائد پر ۶ اور اگر اس قدر نفع ہوا جو ہر سو روپیہ

میں سے کچھ بلکہ کل ملک اگر بچا کر کہا جاوے تو قواعد شرعیہ کے کچھ خلاف بھی نہیں ہے۔ ہر سال وہ نفع کی رقم بچتے بچتے اس قدر بچ گئی کہ اصل سرمایہ کے برابر یعنی پندرہ لاکھ کو پہنچ گئی اس وقت منجھنے یہ مناسب سمجھا کہ اب اس رقم کو شامل اصل کر دیا جاوے اس لئے اس نے تمام شرکار کو اطلاع دی کہ یا تو لوگ اپنا نفع جو پچکر اصل کے برابر پہنچ چکا ہے اسکو واپس لے لیں اور یا اسکو اصل میں شامل کر دیں اس تقدیر پر اس وقت اصل دونی سمجھی جا یا کرے گی۔ لیکن تقسیم نفع کی نسبت اس نے یہ شرط کر لی ہے کہ جب حصص پر نفع خواہ کسی قدر ہو آہٹ نہ لیکر وہ سے ناقد تقسیم کرے گا اور جو اس سے زائد نفع ہو گا وہ صرف قدیم حصص پر تقسیم کیا جاوے گا فرض کیا جاوے کہ اصل میں ایک شخص نے سو روپیہ دیئے تھے اور اب رقم منافع ملا کر اسکے دو سو کا حصہ سمجھا گیا تو اگر کسی میں نفع اس قدر ہوا کہ ہر سو روپیہ تقسیم ہو سکتا تو وہ اس شخص کو ۱۲ دیکھا اصل روپیہ پر ۶ اور زائد پر ۶ اور اگر اس قدر نفع ہوا جو ہر سو روپیہ



۸۔ سے صحیح تقسیم ہو سکتا ہے تو وہ اس پر ۸ روپے اور رقم نفع پر ۸ لیکن اگر نفع مستقر  
 زیادہ ہو کہ ہر سو پر ۸ روپے صحیح تقسیم ہو جائے تو وہ رقم نفع پر ۸ روپے باقی ۱۲  
 رقم اصل کے نفع دیدے گا خلاصہ یہ کہ قسم نفع میں نفع کی کمی کی مقدار پر مقرر نہیں  
 بلکہ اگر نقصان ہو تو بھی لیا جاوے گا لیکن زیادہ میں مقدار نفع مقرر کر دی ہو کہ ۸ روپے  
 زیادہ اس کے نفع میں کوئی حق نہیں رہے بلکہ وہ تمام زیادتی صرف قدیم رقم کے متعلق بھی  
 جاوے گی چنانچہ اس آئندہ کے مطابق اکثر لوگوں نے اپنا روپیہ اسی کمپنی میں جمع کر دیا اور  
 بعض نے واپس بھی منگوا لیا چنانچہ پندرہ لاکھ رقم نفع میں تیرہ لاکھ بیس کچھ اوپر اوس میں رکھ کر  
 شامل اصل کر دی گئی اس تقریر میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ لوگوں نے واپس کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ  
 معاملہ جائز ہو یا نہیں اور اگر کوئی شخص اس جو حصص رقم اصل یا حصص رقم نفع دوسری کو اتنا فروخت  
 کرے تو اس کو خریدنا جائز ہو یا نہیں اور اگر انہما کے تفریق نہ کر دی گئی شرط جو حصص قسم ثانی میں ہے  
 اس سے اس شرکت میں فساد آتا ہو یا نہیں شرکت میں حسب تصریح فقہار کی پیشی کی شرط ہو سکتی  
 ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہی شرط ہونا چاہئے جس میں تعین مقدار نہ ہو اور یہاں ۸ روپیہ زائد کی ہیں  
 شرط ہے اور آیا فساد آوے گا تو صرف حصص قسم ثانی میں یا اسکا اثر اول قسم تک بھی پہنچ جاوے گا  
 اسوجہ سے کہ جب قسم ثانی میں یہ شرط خاص نہ ہو تو شرکت فاسدہ میں نفع راس المال کو مطابق  
 تقسیم ہونا چاہئے اور یہاں مالکان حصص قسم اول کو اگر نفع زائد ہو تو ہر زائد ہر مالک کو  
 حالانکہ وہ مطابق راس المال تقسیم ہونا چاہئے تو گویا قسم ثانی کا نفع جو ان کا حق تھا وہ قسم اول کو  
 مالکان کو ملا جاتا ہے اس لئے وہ نفع لینا قدیم حصص کے مالکان کو جائز نہو یا کہ دونوں قسم کو اس  
 بنا پر جائز کہا جاوے کہ دونوں قسم کے حصص کا مجموعہ نفع خیر متعین ہو اور مالک دونوں کا ایک ہی  
 شخص ہو علیحدہ علیحدہ البتہ جو صرف حصص قسم ثانی کسی سے خریدے گا تب اس کو جائز  
 نہو گا یا کہ صرف قسم اول کے حصص کوئی خریدے تو اس کو جب ۸ سے نفع زائد ملے گا اسباب  
 تعلق حصص قسم نفع زائد از ۸ روپے وہ زیادتی جائز نہو لیکن جو شخص دونوں قسم کے حصص کا  
 مالک ہو یا دونوں قسم کے حصص خریدے اس کے لئے نفع جائز ہو جاوے علی الخصوص اگر  
 جبکہ دونوں قسم کے حصص برابر ہوں اس لئے کہ اس وقت اگر کمی بیشی ہوئی ہے تو

اس لئے سہی کو ملتا ہے نہ کہ دوسرے کا مال آتا ہے یقین ہے کہ اہل حضرت اسپر توجہ فرما کر جواب بامواہب تحریر فرما دیں گے۔

**الجواب** میں نے پوری توجہ سے اس سوال کو پڑھا میں نے نزدیک یہ شرط مفید عقد نہیں کیونکہ گو قسم ثانی کے نفع کی مقدار اکثر متعین ہے مگر اس سے زائد کو دوسرے شریک کے لئے شرط نہیں ٹھہرا یا اگر کسی شریک کے فعل خاص سے کہ وہ اپنا جزو حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ ڈالے یہ امر کہ ایک کے حق کا نفع دوسرے کو بلحاظ دے لازم آجائے لیکن اصل عقد میں تو یہ شرط نہیں بلکہ مجموعہ منافع متعلق ہر دو قسم ایک ہی حصہ دار کا حق ہے کہ اس کے ایک جزو کو ایک قسم کے متعلق قرار دیدیا اور ایک جزو کو دوسری قسم کے متعلق۔ البتہ یہ جواز نفع اسی کیلئے ہے جو مجموعہ ہر دو قسم حصص کا مالک ہو یا مجموعہ ہر دو قسم حصص کو خریدنے والے بشرطیکہ وہ دونوں قسم حصص برابر ہوں اور اگر کم و بیش ہوں گے تو توجہ ادا و نفع اسد کے جو سوال میں مذکور ہیں عقد میں فساد آجائے گا۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح اگر ایک حصہ ایک کا ہوا اور دوسرا حصہ دوسرے کا تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ بلکہ مفسدہ المذكورہ فی السؤال واللہ اعلم لازمی کلمہ

**سوال** میں کوئلہ کی کان میں لازم ہوں اور یہ کان جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کی ہے کہیں کی جانب سے جھکو سکینڈ کلاس کا پاس ملا ہوا ہے جس کے ذریعے سے میں ٹریولنگ کرتا رہتا ہوں۔ اب میرا راہ کہ محفلہ جانیکا ہے عمر میری بیس سال ہے مجھ کو علاوہ ریل کے پاس کے کہیں کی جانب سے جہاز میں سفر کرنے کی اجازت بلاوائیگی حصول ہو سکتی ہے اگر اس طریق سے حج کے لئے جاؤں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے اسکے بارہ میں حضور فتویٰ دین کہ ایسا حج قبول ہو سکتا ہے یا نہیں فقط

**الجواب**۔ دیکھو کی بات یہ ہے کہ جہاز میں جو آپ کو سفر کی اجازت ہے تو اس میں آیا یہ قید بھی ہے کہ وہ سفر کہیں کے کام کے لئے ہو یا آپ کے ذاتی کام کے لئے بھی اجازت ہے اول صورت میں جائز نہیں دوسری صورت میں جائز ہے فقط ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

**سوال نمبر ۱**۔ اکثر اوقات اسکول ہوئی ہوئی روشنائی و قلم سے خطوط لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے یہ امر کیسا ہے آیا مستعار میں داخل ہو کر جائز سمجھا جاسکتا ہے اگر ناجائز

اہل پاس را بذریعہ پاس براس حضور

میں کو اسکول کی روشنائی اور قلم و خطوط لکھنا اور بیگ



تو اب تک اس فعل کے ارتکاب کا تذکرہ کیا جاوے۔

نمبر ۲۔ پکیٹ یا پارسل یا لفافہ کے اندر کچھ ٹکٹ بھیجا (دو چار آنہ کا) جائز ہو گا یا نہیں پکیٹ کے اندر کوئی خط رکھ دینا کیسا ہے۔

**الجواب**۔ میں نے سنا ہے کہ روشنائی و قلم چونکہ ایک انداز سے ملتا ہے اگرچہ رہے واپسی کا مطالبہ نہیں اگر کئی رہے تو دوسرے داری نہیں اگر یہ صحیح سنا ہو تو اس سے خط لکھنا جائز ہے اور پکیٹ کو اندر خط یا ٹکٹ رکھنا سنا ہے کہ قانوناً ممنوع ہے اور پارسل کو اندر جائز ہے اگر یہ صحیح سنا ہو تو اسی تفصیل سے حکم شرعی ہے۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ

**سوال**۔ ادویات ڈاکٹری کے عرفیات میں جنکو بزبان انگریزی (ڈنگر) کہتے ہیں عموماً الکوہل یعنی شراب کا جو ہر دوسے طب ڈاکٹری بالخاصہ مفید و مقوی مسلم ہونیکے وجہ سے شریک رہتا ہے ایسی ادویہ کا استعمال جائز ہو سکتا ہے کہ نہیں **الجواب**۔ اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے سوا ہو جیسا غالب ہے تو مختلف فیہ ہے بقول تخریر ہو اور مبتلا پر بھی زیادہ دار و گیر نہیں ہے ۱۲ صفر ۱۳۰۰ھ

**سوال**۔ چھ میفرماید علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ استعمال ادویہ انگریزی کے دوران امتزاج خمر وغیرہ اشیاں محرمہ یقیناً است و یحتمل استعمال معاصین وغیرہ کہ دوران اشیاں محرمہ مخرج اند بکسے نوع و بکدامی حالت جائز است یا نہ ؟

**الجواب**۔ اگر امتزاج انچینی اشیاں مشکوک است اعتبار سے نذر و لقولہ تعالیٰ ولا تقف الیس لک بعلم الآیہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی الصلوٰۃ فوجد حرکتہ فی وبرہ احدت اولم یجدت فاشکل فلا ینصرف حتی لیسع صوتہ او یجد ریحاً رواہ ابو داؤد و قال الفقہاء ان الیقین لایزول بالشک والالہ الحل و الطہارۃ و اگر منظون یا یقین ست پس خالی از دو حال نیست یا اشیاں محرمہ محض چون خمر و لول وغیرہ یا ظاہر چون عروسک و خا طین و نحو ہما و استعمال ہر یک کا نوع است و خلی چون اکل و شرب و خارجی چون طلا و فضاد۔ پس استعمال اشیاں محرمہ ظاہرہ اگر خارجاً باشد بالاجماع مطلقاً جائز است لقولہ تبارک و تعالیٰ علیہم اجمعین الیس لک بعلم الآیہ

قیات ڈاکٹری کا استعمال

شراب الخمر والاہم  
حکم استعمال دوائے انگریزی

اباح التملیخ بالتراب الطاهر المحرم: اگر استعمال زمین، اشیاء محرمہ طاهرہ و اطلاق باشد یا استعمال اشیاء محرمہ نجسہ و اطلاق یا خارج باشد زمین در حالت اگرہ و اضطرار اتفاقاً مبارک است لقولہ لعلی وقد فصل بکرم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ و در حالت اختیار وقت عدم غلبہ فطن بصواب و مشاوارہ بالاتفاق حرام لقولہ لعلی تل فیہا اثم کبیر و منافع للناس و اشیاء اکبر من نفعہا الآتیہ۔ و در حالت اختیار و مشاوارہ غلبہ فطن حصول شفا و عدم وجہ اف و دوا و دیگر احوال را اختلاف است بعضی جانتہ و اشدت آنہ لا جائزہ و بعضی صلی اللہ علیہ وسلم العزیزین بشر ب الال الال۔ و بعضی فرمودہ انہ لا یزیدکم الا ان السلم یجعل فضا تم فی حرام۔

**سوال** ایک رفیق کا خیال ہے کہ دوسرے اجزاء کے کثافت ارض و غیرہ سے امتزاج پانیکی وجہ سے خل کا حکم پیدا کرتی ہے بعض کا قول ہے کہ جو ہر درخت و درختی مافخر لعل نہیں ہے جو ہر خرما اطلاق ہو سکے کیا یہ صحیح آنا یا مستحکم یا نہیں۔  
**الجواب** اجزاء سے خرما خرما نہیں کہنا صرف اس لئے دوسرا غرض صحیح نہیں اور اگر اسکا استخراج ہو جاتا تو خواص ہی باقی نہ رہتے۔ و ہی باقیہ۔ پس پہلا غرض بھی صحیح نہیں ۱۳ صفر ۱۳۸۵ھ

**سوال** مہتمم دوسرے کا طلبہ کی جانب سے نائب ہو یا محلی جعدہ کی ضرورت سے وکیل ہو اگر نائب ہو تو قبضہ مہتمم کا خود قبضہ طلب کا ہے اس صورت میں ہر ایک طرح کا مال زکوٰۃ وغیرہ زکوٰۃ فخلو کرنا اور دوسرے کی ہر ایک ضرورت تنخواہ مدرسین و خیرین میں صرف کرنا جائز ہونا چاہئے اور کسی جیلہ حوالہ کی ضرورت نہیں مثل دلی صغیر کے ہو گا اور اگر مہتمم محلی کا وکیل ہو تو بیچارہ مہتمم کو بڑی تکلیف کا سامنا ہو گا اسلئے کہ مدرسین اکثر مال زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا مال ہوتا ہے اور مدرسہ میں زیادہ خرچ تنخواہ وغیرہ کا ہوتا ہے اور خاص طور پر طلبہ میں بہت کم صرف ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سال کو علیحدہ کوٹہ اور کسی طرح فخلو کرنا نہایت مشکل ہے اس صورت کی کیا شکل ہے بعض جگہ جو جیلہ کیا جاتا ہے کہ کسی ایک طالب علم کو دس سو پانچ سو روپیہ دیتا ہے اور پھر وہ اسکو دس

اگر اسکا استخراج ہو جاتا تو خواص ہی باقی نہ رہتے۔ و ہی باقیہ۔ پس پہلا غرض بھی صحیح نہیں ۱۳ صفر ۱۳۸۵ھ

اگر اسکا استخراج ہو جاتا تو خواص ہی باقی نہ رہتے۔ و ہی باقیہ۔ پس پہلا غرض بھی صحیح نہیں ۱۳ صفر ۱۳۸۵ھ



میں داخل کر دینا یہ کیا یہ حیلہ کافی ہے اور اس سے ہر ایک طرح کے مال کو مخلوط کرنا اور ہر سہ کی ہر ایک ضرورت میں صرف کرنا جائز ہو گا ؟

یا ہتم بعض وجوہ میں نائب ہو اور بعض وجوہ میں وکیل (جیسا کہ کتاب مذکورہ اخیر صفحہ ۱۶ میں حضرت مولانا قدس سرہ کے جواب سے مفہوم ہوتا ہے) تو وجوہ نہایت دو کا لفت کی لتیں فراوین کہ کس صورت میں ہتم نائب ہے اور کس صورت میں وکیل ہے۔ بینوا التوجردا۔

الجواب ظاہر ہے ہتم وکیل معطلی کا ہی اس لئے اس کو مال زکوٰۃ تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہو گا رہا مخلوط کرنا تو باذن مالکین جائز ہی اور جہاں ہتم مستحق ہیں جہاں جاتا تو وہاں غالب عادت ناس ہو ہی ہو کہ ایسے امور کا اذن ہوتا ہی البتہ احتیاط یہ ہو کہ رقم واجبہ التملیک سے غیر واجبہ التملیک کو باہم مخلوط نہ کرے اور اگر وکیل طلبہ کا بھی فرض کیا جاوے تو اس کو قبضہ کو مثل قبضہ طلبہ کے سمجھا جاوے گا۔ لیکن اگر طلبہ کے قبضہ میں یہ مال جاتا تو کیا وہ تنخواہوں وغیرہ میں صرف کرتے اسی طرح ہتم کو بھی سبب طلبہ کی خاص حوائج کے دوسری جگہ صرف کرنا نہ چاہئے جس طرح امیر المسلمین نائب فقرا کا ہی مگر بیت المال سے رقم زکوٰۃ کو دوسری عادت میں خرچ نہیں کر سکتا اور یہ حیلہ متعلق لاشع ہے فقط ۲۷ رمضان ۱۳۲۹ھ

**سوال**۔ باصول ڈاکٹری طاعونی ٹیکہ اندازی جس کا عرق بقول بعض موش و خر موش متاثرہ طاعون کا عصارہ کیمیادی ہی اور بقول بعض لحم خنزیر کا عصارہ ہی آئینہ منزع ہونا میان کیا جاتا ہی بانی حال اجزاء سے تجسّم میت کا پذیر لیو ٹیکہ جسم و خون میں بخلاف ارشاد لا شفاء فی الحرام دائرہ سائر کرنا درست ہو سکتا ہے یا کیا۔

**الجواب**۔ یقین شفاء میں بعض متاخرین نے تدادی بالحرام کی رخصت دی ہے مگر انی الذی المختار ۱۲ صفر ۱۳۲۳ھ

**سوال**۔ اگر غنوساقط ہو گیا تو اس جو تہ پر مس کر سکتا ہی یا نہیں جس کے اندر ہو اگر وہ بیمار نہیں پہنچ سکتا۔

مسائل طاعون  
تکرم طاعون کی تحقیق

مسائل طاعون  
تکرم طاعون کی تحقیق

**الجواب** - فی الدر المختار شرط مسو کو نہ ساترا القدم مع الکعب او یکون نقصانہ اقل من الخرق المائع فيجوز علی الزبول لومشده واولا ان لیظهر قد رثلثة اصابع فی روثا لان شده بمنزلة الخياط وهو متمسک بنفسه بعد الشد کاخف الخیط بعضه ببعض فافهم و فی البحر من الموج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظهر القدم وله ازرا لیشہ با علیہ لشدہ لانه کثیر المشقوق وان ظهر من ظهر القدم شیء فهو کخرق الخف اذ قلت والظاهر انه انخف الذی یلیسہ الا تراک فی زمانناج ۱۲۶۹ اس سے معلوم ہوا کہ جو تہ مذکور پر مسیح بھی جائز ہی بشرطیکہ چلنے میں اندر سے پاؤں یا جراب نظر نہ آوے اور اگر نظر آوے تو پھر سوال میں ظاہر کرنا چاہئے کہ کتنا نظر آتا ہے۔

**سوال** - فل بوٹ یعنی اس بوٹ پر جسمین ٹخنہ چپہ میں مسیح جائز ہی یا نہیں  
**الجواب** - فی الدر المختار باب المسح علی الخفین شہد مسیح ثلثہ امور الاول کو نہ ساتر محل نرض الغسل القدم مع الکعب او یکون نقصانہ اقل من الخرق المائع فيجوز علی الزبول لومشده واولا ان لیظهر قد رثلثة اصابع والثانی کو نہ مشغولا بالرجل والثالث کو نہ مما یکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فا کثراہ فی رد المحتار قوله مشدہ واولا ان شده بمنزلة الخياط وهو متمسک بنفسه بعد الشد کاخف الخیط بعضه ببعض فافهم و فی البحر من المخرج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظهر القدم ولا ازرا لیشہ با علیہ لشدہ لانه کثیر المشقوق وان ظهر من ظهر القدم شیء فهو کخرق الخف قلت والظاهر انه انخف الذی یلیسہ الا تراک فی زمانناج - چونکہ اس بوٹ میں تینوں شرطیں جو از مسیح کی پائی جاتی ہیں جو روایت بالا میں مذکور ہیں اس کو مسیح او سپر جائز ہی البتہ بوجہ اسکے کہ سچائے جو تہ کے مستعمل ہوتا ہی اس لئے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سو روایات کے بلا ضرورت اس سے نماز نہ پڑھنا چاہئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم - یوم الاحمئی ۱۳۲۲ھ

**سوال** - ریل وغیرہ کے سفر میں کہیں ضرورت غسل کی ہو جادو اور پانی بقدر غسل نہ ملے اور وضو وغیرہ جسمین ہو سکے اتنا ملتا ہو تو غسل کیا تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہی

بذلک یتم جانت کر سکتا



یا نہیں اسٹیشن پر اگرچہ پانی بکثرت ہر جگہ مل سکتا ہے لیکن غسل کرنا اسکوریل میں مشکل ہے تو تیمم کر سکتا ہے یا نہیں :-

الجواب غسل اسٹیشن پر شکل نہیں لنگی باندہ کر لمبیٹ فارم پر بیٹھا سقہ کو پیسہ دیکر کہہ دے کہ مشک سے پانی چھوڑ دے اور اسکے قبل ٹانگیں وغیرہ ریل کے پانچاٹھ غسل خانہ میں جا کر پاک کرے یا برتن میں پانی لیکر یا اگر نل میں پانی موجود ہو تو اس سے اس پانچاٹھ غسل خانہ میں بھی غسل ممکن ہی ہمت کی ضرورت ہے ایسی حالت میں تیمم درست نہیں۔ ۱۳ صفر ۱۳۸۵ھ

مسوئل۔ اکثر عورتیں بیڑیوں کے رنگے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھتی ہیں۔ اور  
منہ جاتا ہو کہ شراب بھی بیڑیوں میں داخل ہوتی ہو اس امر مسموع کے متعلق جہاد  
کی کیا تحقیق ہے یا صحیح ہے یا نہیں اور بر تقدیر صحت بوجہ عموم بلوی حکم جہاد از صلوٰۃ  
فراہتے ہیں یا حکم فساد و بطلان۔ نقطہ

الجواب بہت مشہور ہو کہ پڑیوں میں شراب پڑتی تھی شہرت سے مظنون ہوتا ہے کہ یہ امر صحیح ہو مگر چونکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ شراب جسکو اسپرٹ کہتے ہیں خلاصہ جن شرابوں کا ہے وہ اشربہ محرمہ مذکورہ فی الکتب الفقیہہ کے علاوہ ہیں جو کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً نجس و حرام ہیں اور شیعیین کے نزدیک ظاہراً و قدراً مسکراً سے کم حلال بھی ہیں اس لئے عموم بلوچی کی وجہ سے صحت صلوة کا حکم دیا کرتا ہوں مگر خلاف احتیاط سمجھتا ہوں فقط ۶ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال۔ جو لوگ اگنیوٹ جہاز میں نوکری کرتے ہیں اور اونکا دائمی پیشہ یہ ہی ہے  
 بعض ان میں ایسے ہیں جو مفتون میں واپس آ جاتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جو ہندون  
 میں واپس آتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جو برسوں میں واپس آتے ہیں انہیں بعض اگنیوٹ  
 تو ایسے ہیں جو ایک ملک سے براہ راست دوسرے ملک کو چلے جاتے ہیں اور بعض ایسی  
 ہیں جو ملک در ملک شہر در شہر آدمیوں کو اتار تے چڑھاتے و مال لیتے دیتے جاتے  
 ہیں اور کہیں ہفتہ بھر اور کہیں اس سے کم و زیادہ ٹھرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہو کہ لوگ

ذی اختیار نہیں جب تک کہ تان مالک آگنٹوٹ یا اسکا قائم مقام ہر سے تباہ  
 یہ بھی نہیں ہے جن جب وہ چلے یہ بھی چلتے ہیں آیا یہ لوگ مسافر ہیں یا مقیم۔ اگر  
 مسافر ہیں تو اپنی نمازوں کو قصر کریں اور روزہ کو افطار کریں یا نہیں فقط۔  
**الجواب**۔ جہاز گھر یعنی وطن کے حکم میں تو نہیں ہو پس اس کا حکم کوئی جدا  
 نہیں ہے جو او مسافر کا ہو وہی اسکا یعنی یہ لوگ جب اپنی وطن پہلی یا وطن اقامت سے  
 (یعنی جہان پندرہ روز کے قیام کا قصد ہو) چلتے ہیں چلتے ہیں کچھ وقت دیکھنا چاہی  
 کہ کس قدر مسافت قطع کر نیکاراوادہ مصمم ہوتا ہے اگر بقدر مسافت تین ایام کے (یعنی  
 دریا میں اعتدال ہو کی حالت میں کشتی تین دن میں جس قدر جاتی ہے) ارادہ ہو تو  
 قصر کرے گا اور اگر اس میں کم کا ہونا کرے گا۔ بکذا فی کتب الفقہ والحد العلم۔ و مرتبہ  
**سوال**۔ زید ایک کارخانہ میں حصہ دار ہے۔ کارخانہ کا سالانہ گوشوارہ نفع و  
 نقصان بحساب شمسی ہینون کے ۳۰ جون کو ہوا کرتا ہے ۳۰ جون کو جو منافع اس کے  
 حساب میں جمع ہوتا ہے اس منافع میں سے سال بہر تک اپنی مصارف پورے کرتا رہتا ہے  
 زید پر زکوٰۃ بماء رمضان المبارک واجب ہوتی ہے اور یہ بھیچہ رمضان المبارک میں  
 زکوٰۃ علیحدہ کیا کرتا ہے وہ اس طرح کہ جو رقم اس کارخانہ میں بماء رمضان المبارک باقی  
 ہوتی ہے وہ اپنی ملکیت شمار کرتا ہے۔ مثلاً ۳۰ جون کو جبکہ گوشوارہ تیار ہوا تھا تو زید کا  
 سرمایہ مع منافع ایک ہزار روپیہ تھا اور ماہ ستمبر یعنی رمضان المبارک میں اس پر  
 زکوٰۃ واجب ہوئی اس وقت تک ایک سو روپیہ خرچ ہو چکے تھے اور نو سو روپیہ  
 باقی تھی چنانچہ اس نے ۹۰۰ سو روپیہ شمار کر کے زکوٰۃ علیہ کر دی جو نفع یا نقصان  
 اس کارخانہ میں درمیانی تین ماہ میں ہوا اسکو شمار نہیں کرتا۔ کیونکہ کارخانہ کا حساب  
 سالانہ بحساب شمسی ہینون کو ہوا کرتا ہے درمیان میں نہ ہوتا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ کیا یہ صورت  
 جائز ہے یا زید اپنی تخمینہ سے اس درمیانی تین ماہ کا نفع نقصان شمار کر کے زکوٰۃ دیدی  
**الجواب**۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ رمضان تک جتنا روپیہ صرف ہو چکا ہے اسکی زکوٰۃ  
 واجب نہ ہوگی لیکن اس نو سو روپیہ کے ساتھ اصل سرمایہ کی اور نیز اس تین ماہ میں

زکوٰۃ واجب زکوٰۃ پر حساب و شمار ہوگا



اور نفع ہوا حال بحر عکاس تو زکوۃ واجب ہوگی۔ باقی یہ کہ در بیان سال ہر حساب نہیں ہو سکتا۔ مگر اگر ذاتی حساب دشوار ہو تو تخمینہ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے خیال میں تخمینہ کے لئے سال گذشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی زندہ ہونے میں جب کہ گوشوارہ سے سرائے و نفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو ان چار ہجری ہجرتین ماہ قمری پر تقسیم کر دے جو حال صحت ہوا کو ادا کر کے زکوۃ گذشتہ کی تکمیل کر دے اس سیطرہ ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے۔ اس میں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوۃ ہمیشہ دوبار کر کے ادا کرنا ہوگی اور احتیاط کے لئے کچھ زیادہ دیدے امید ہے کہ کچھ بیشی عفو ہو جاوے گی اور اگر اس سے پہلے اور قریب الی التعمیق کوئی صورت عمل کے آگے نہ بڑھے ہوگا۔ ۱۸۔ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ

**سوال** عمر و غوث غبارت کرتا ہے اور سالانہ گوشوارہ ۲۰۰ جون کو بجا کر باقی تیار کرتا ہے اور ۳ جون کو ہی زکوۃ طبع کر دیتا ہے۔ امام غفران شلا ۱۲۶۰ یہ یہ اوسط ایک ہزار روپیہ اور ہر اہل مذہب و فرقہ میں تو زکوۃ میں ہر ایک روپیہ زائد شمار کر کے ان کو ۲۰۰ جون پر بھی زکوۃ دیتا ہے۔ کیا یہ صحت کا ہے۔

**الجواب** امید ہے کہ ادا ہو جائیگی۔ اگر قدرے زائد دیدے تو احتیاط کی بات ہے۔ ۱۸۔ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ

**سوال** ایک شخص نے کچھ روپیہ ہمد زکوۃ ایک ماہ پہلے دے دئے کو دیا کہ تم اکابر میں سے ہو۔ چنانچہ اس دور سے وہ روپیہ نو نوں میں ایک لفا میں بٹ کر کے اپنے نابالغ لڑکے کو جو بظاہر کچھ نہ کچھ مجیدار ہے دیا کہ اسکی رجسٹری کر دو اور اس لڑکے نے ہوا سے بجا ہے رجسٹری کر لیا کہ دیکھو یہ خطابند کر کے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر وہی نوٹ تھے جو درجہ میں جانے کو تھے وہ خط واسطے میں لکھ دیا اور درجہ میں پہنچ گیا اب یہ فرم ہے کہ وہ روپیہ کسی کے ذمہ ہے گا تا کہ درجہ کو ادا کیا جاوے۔ بخدا تو ہر دے

**الجواب** فی اللہ الخیر کتاب الایمان فلو دہما وادراہم الخیر الخیر الخیر الخیر۔ خلاصہ۔ بنا براس روایت کے اپنے مجیدار لڑکے کو دینا تو درجہ میں غافل نہیں ہے۔ لکھیں جب روپیہ نو نوں سے بدلہ تو اس سیرہ و درست نشان ہو گا اور روپیہ ایک ڈاک سے

یہ روپیہ ہمد زکوۃ ایک ماہ پہلے دے دئے کو دیا کہ تم اکابر میں سے ہو۔ چنانچہ اس دور سے وہ روپیہ نو نوں میں ایک لفا میں بٹ کر کے اپنے نابالغ لڑکے کو جو بظاہر کچھ نہ کچھ مجیدار ہے دیا کہ اسکی رجسٹری کر دو اور اس لڑکے نے ہوا سے بجا ہے رجسٹری کر لیا کہ دیکھو یہ خطابند کر کے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر وہی نوٹ تھے جو درجہ میں جانے کو تھے وہ خط واسطے میں لکھ دیا اور درجہ میں پہنچ گیا اب یہ فرم ہے کہ وہ روپیہ کسی کے ذمہ ہے گا تا کہ درجہ کو ادا کیا جاوے۔ بخدا تو ہر دے

۱۲۲۹ھ

سوال۔ نوٹ پرز کو قہ یا نہیں۔

الجواب۔ زکو قہ۔ ۱۲ صفر ۱۳۲۹ھ

سوال مقام کراچی سے ایک تار یا جس کا مضمون یہ تھا کہ عید مبارک اسیہ تار

دہان سے ۲۹ تاریخ کو دیا اور چار گدھ دس بجے دن کو ملا ہذا اس تار پر چند لوگوں نے افطار کیا اور جیسے کماناں ہئے افطار نہ کیا ان پر کفارہ ہو گیا یا نہیں فقط۔

الجواب۔ محض اس مضمون کا تار شرعاً شبہ پیدا نہیں کرتا اس لئے ان لوگوں پر

کفارہ لازم ہے۔ ولفارہ کثیرۃ فی الفقہ۔ البتہ اگر بعین دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہیں سے ثابت ہو جائے کفارہ نہ آئے گا۔ کما فی الدر المختار ولم یطرر سقط۔ فقط واللہ اعلم

۱۳۲۷ھ

## کلام برجی سوال متعلق صوم و افطار خبر تار

### الکثر جاد قع شد

جواب سوال اول۔ اصل طریق انبات رویت کا شہادت علی الرویہ یا شہادۃ علی الشہارۃ

یا شہادت علی قضاء الحاکم الشرعی ہے۔ حتی کہ شہادت علی رویتہ الغیر بھی حجت نہیں کہانی الذل

باقی استفادہ کو جو حجت کہل ہے تو خود اس کو فی ذاتہ حجت نہیں کہا بلکہ علت اسکی یہ کہل ہے

لان البلدۃ المتخلو عن حاکم شرعی عادیۃ فلا بد ان یكون صومہم مبنیاً علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت

حکما الاستفاضة بمنی نقل اعلم المذکور انحر کہانی رد المحتاج ص ۱۵۰۔ اور جہان یہ علت

مستحق نہ ہو وہاں حجت بھی نہ ہو گا اور جمعرات کے روزہ کی خبر میں تو استفادہ ہی نہیں ہوا اور

جمعہ کے چاندین سنبند کو شب اور روز تک بذریعہ تاروں کے بعض کو استفادہ کا شبہ

ہو گیا تھا اگر تار دینے والوں کا بکثرت سبب علم غلط غیر عطا ہونا اور علماء سے رجوع نہ کرنا

چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت غلطی ہے لہذا احتجاج بھی منتفی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر



کے بھی قرار دیا جاوے مگر خود خبر المانی میں ہی جب یہی شرط ہے تو تاریخین کیوں  
 نہوگی پس اگر جگہ شمار دن کی بنا پر انکار کر ڈالے میں غلطی عظیم ہوئی۔ واللہ اعلم ۱۲ سوال  
 سوال رویت ہلال ماہ رمضان ماہ شوال تا برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں اور تاریکی  
 خبر پر روزہ رکھنا یا انکار کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بیضاوی جواب دے۔

الجواب اسکے قبل جو مسئلے ہمارے خط یا طبل و مدفع یعنی توپ پر قیاس کر کے اس  
 باب میں ایک تقریر لکھی تھی۔ جس میں قبول خبر تاریخین کو تفصیل اور بعض شرائط کے ساتھ تفصیل  
 تھی مگر اس سال یعنی ۱۲۲۵ھ کی رویت شوال کے متعلق تاریخین پر عمل کر کے میں سب علموں اور کم  
 علموں نے بے احتیاطیان کہیں اور اسے جو فتن و شرور پیدا ہوئے ان کو دیکھ کر تجربہ ہو کہ علم  
 ان خود و شرائط کو ملحوظ نہیں کر سکتے و نیز اخبار تو اتراہ سے تحقیق ہوا کہ تاریخین مختلف استقامت  
 اور دہو کہ بھی زیادہ محتمل ہے ہزارہ خط سے بھی اذون ہے کہ خط میں اسکے طرز سے کچھ تو  
 معرفت کا تب کی ہوتی ہے پھر بھی الخط شبہہ الخط بعض احکام میں کہا گیا ہے اور تاریخین تو ان کی  
 بھی کوئی علامت نہیں اور نیز طبل و مدفع انظار سے بھی اضعاف سے کچھ تو ان کی ضربت  
 ایک جماعت حاضرین کی شرکت سے ہوتی ہے میں جزات تعدد جنع کی بعد سے تاریخین  
 یہ بھی نہیں ان امور پر نظر کر کے سدا للذرائع و حما للامداد اس تفصیل سے رجوع کر کے اب  
 یہ حکم متعین سمجھتا ہوں کہ اس باب میں تاریکی خبر اصلاً قابل اعتبار و لائق عمل نہیں و لہذا  
 نظائر فی فن الفقہ منہا عدم جواز القضا بطلہ کما بس القول فیہ فی الدلائل آرد و انما

۴۴ ص ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

سوال متعلق حکم تاریکے تھا۔ جسکی عبارت نقل نہیں کی گئی۔

الجواب اول دو مسئلہ بطور تفصیل سے لکھے جاتے ہیں پھر جواب سوالات کا عرض  
 کیا جائے گا۔ اول مسئلہ یہ ہے کہ تاریکات رضیہ غیر نفیہ ہیں

۵ یہ تقریر اصل قنادس سے مطبوعہ قتبانی ۱۲۶۹ھ جلد اول ۱۷۱ اس میں  
 ہے۔ بھی اس کے ساتھ دیکھو اچا وے ۱۲ مسئلہ

مشابہ خط کے ہے اور ان فرق سے لحاظ ہے کہ خدائیں خود علامت نیزہ موجود ہے اور  
تاریخین یہ فقیر ہیں۔ بہ نسبت خدائے توپ اور طبل وغیرہ سے ساتھ زیادہ مشابہ ہے  
اور خدا کا حکم یہ ہے کہ اور ملزمین باستانشناسی موانع معدودہ ضرورت شدیدہ بشرط  
اس میں اتنا ترورشل فرامین شاہی وغیرہ کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہیں  
اور اور غیر ملزمین اگر قرآن صدق و صحت کے مجمع ہوں جس سے نسبت الی الکاتب  
منظور نہ ہو جائے حجت ہے ورنہ نہیں۔ اور توپ وغیرہ کا حکم بھی ایسا مورخین یہی ہے کہ  
محقق صحت میں متنبہ رہے ورنہ نہیں۔ پس خبر ہلال افشارین کہ ہمارے دیار میں بوجہ والی  
مسلمہ نبویہ کے ضمن اخبار پر بلا اشتراط شہادت اسکا مدار ہوتے ہیں مثل اخبار ہلال صوم سے  
اور ملزم سے ہے اگر فقدان علامت، تاریخ و ہندوہ دو وسط غیر مسلم کسی شخص کے اعتبار سے  
بائع غلبہ میں ہوا اسکو مطلقاً عمل جائز نہیں اور جسکے اعتبار سے منع نہ ہو مثل نطق کے محققین  
اخبار کثیرہ متواترہ اور غمیمین اخبار عدلین پر عمل جائز ہے۔ اور چونکہ کلام ہلال عیدین  
ہے اس لئے خبر واحد پر کسی طرح عمل جائز نہیں (فہم سابق الدلائل علی ہذہ الدعاوی)  
ادارہ انتہا سے بقایا جلد اول صفحہ ۱۰۲

دوسرے مسئلہ یہ ہے طریق اثبات رویت شہادۃ علی الرویت یا شہادۃ علی الشہادۃ  
یا شہادۃ علی قضاء الحاکم الشرعی ہے حتیٰ کہ شہادۃ علی رویتہ الغیر بھی حجت نہیں کہ انی الذی  
رد المحتار۔ باقی استفاضہ کو جو حجت کہہ رہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہیں کہہ سکتا  
بلکہ علت اسکی یہ کہی ہو لان البلد لا تعلمون حاکم شرعی عادی فلا بد ان یخبرونہم  
بنیاء علی حکم حاکمہم الشرعی نکات تک الاستفاضہ معنی نقل الحکم الذکور الخ کہ انی  
رد المحتار جلد دوم صفحہ ۵۰۔ اور جہاں یہ علت متحقق نہ ہو وہاں حجت بھی ہوگا۔ بعد  
اس ہتید کے اب سوالات کا جواب دیا جائے۔

نمبر ۱۔ اس ایک یا متعدد تار کا مصنفین دیکھنا چاہئے کہ کیلئے اگر یہ ہے کہ یہاں



چاندھلے یا فلان شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاروں کا ایسا  
 ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کہتے ہی تار ہوں اور اگر یہ مضمون ہے کہ میں نے  
 دیکھا ہے یا فلان شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یہاں کے فلان حاکم شرعی  
 یا عالم مفتی نے قبول کر لیا ہے یا ہاں عید ہے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل  
 جائز نہیں کیونکہ کلام ہلال عید میں ہے اور اگر دو تار بادل کی حالت میں آئے مگر تار دینے  
 والے معتبر نہیں یا ست نسا نہیں تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر بادل کی حالت میں دو تار معتبر کو کو  
 کے کہے یا بادل آہٹ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا  
 ہے الخ تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل  
 جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں اور جہاں کہیں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام  
 کے دل کی گواہی معتبر نہیں عالم کے دل کی گواہی اور انکا فتویٰ حجت ہے اور عوام کو فودرائی  
 کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہیں اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ  
 سار دیکھائی ہے چونکہ اس کا مضمون ویسا نہیں ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے  
 اس لئے وہ بھی معتبر نہیں ہے اور یہی تفصیل صدر تو لکھی اور احکام کی خط میں بھی ہی عبارت  
 سابقہ متصفحہ حکم تار میں ہر جگہ بجائے لفظ تار لفظ خطر رکھ دیا جاوے تو خط کے  
 سب احکام کی تعیین ہو جاوے گی۔

ممبر ۲۔ جو طرق خبر کے حجت ہونیکے بدل میں مذکور ہوئے ہیں چونکہ ان ممالک کے تاروں  
 کے آئے یا نکلنے میں انکی رعایت نہیں کی جاتی لہذا وہ حجت نہیں البتہ اگر قواعد شرعیہ  
 کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزئیہ کو عین وقت پر کسی عالم سے رجوع کر کے حکم شرعی پوچھ  
 لیا جاوے اور صرف اختلاف مطلع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہیں۔

ممبر ۳۔ چونکہ معاملات دیانات میں فرق ہو اسسبب طرح شہادۃ و اخبار میں بھی فرق ہے  
 اس لئے معاملات میں عدم اعتبار شہادات مطلقاً مستلزم نہیں۔ دیانات میں عدم اعتبار  
 مطلقاً کو بلکہ اس میں تفصیل ہوگی جو ممبر امین مذکور ہوئی۔

ممبر ۴۔ حسب طرح تار کے مضمون میں تفصیل ہے اسسبب طرح خط کے مضمون میں بھی ہے

اور اگر دیکھائی میں اہل بادل نہیں تھا تب بھی عمل جائز نہیں

طاعون بیکر طاعون

جو مہر میں سے کہ ساہجہ نہ کو بوجھ کی ہے فقط دانستہ علم ۸ شنبان ۱۲۲۵  
سوال چہ جراثیم طاعونی کو بکری یا بھیر کی تختی یا درودہ وغیرہ سیال سے میں  
ڈالتے ہیں جہاں وہ اپنی نسلین بڑھاتے ہیں پھر اس سیال سے ایک ایسا عرق  
تیار کرتے ہیں جس میں جرم طاعون کی حقیقت نہ ہر جلی تاثیر موجود ہوتی ہے اب اس مادہ  
مذکور میں سے ذرا سا لیکر بذر یہ جلدی پچکاری ایک حسہ کرکٹ یا چوبے وغیرہ کے  
جسم میں داخل کر دیتے ہیں جس سے اس چوبے یا خرگوش میں علامات مرض طاعون ظاہر  
ہو جاتے ہیں اور جب اس کو فاقہ ہو جاتا ہے تو پھر اور حقوڑا سا مادہ مذکور کے جسم میں داخل  
کرتے ہیں اس دفعہ علامات طاعون بہ نسبت اول کے خفیف ہوتے ہیں اس طرح  
مادہ مذکور کو چند بار داخل جسم کرنے سے اس خرگوش یا چوبے کی ایسی حالت ہو جاتی ہے  
کہ پھر حقوڑی مقدار مادہ مذکور سے ان میں علامات طاعون پیدا ہی نہیں ہوتے کیونکہ اس کا  
خون مادہ مذکور کی سمیت سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ پھر اس قسم کی ذرا سی سمیت کا  
اُس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب اس خرگوش یا چوبے کے خون سے سیرم یا سرت خون لیکر  
بذر یہ جلدی پچکاری کسی تدرست آدمی کے جسم میں داخل کرتے ہیں تو اس سے خفیف  
علامات طاعون پیدا ہوں گے جن سے وہ جلد شفایاب ہوگا اور پھر اسی مرض طاعون میں  
میتا ہوئے کا اندیشہ نہ ہوگا اور اگر میتلا ہو بھی جاوے تو اس سے خفیف قسم کا طاعون ہوگا  
مہلک نہ ہوگا اور اس کی تاثیر چھ ماہ تک رہتی ہے چھ ماہ بعد ضرورت ہو تو دوبارہ ٹیکا  
لگالینا چاہئے پھر حال اس عقل حالت اور کیفیت لکھنے سے میرا صل نشاء اور غرض  
جو باعث ہیں اس عریفہ اس سال کرشنکی یہ ہے کہ صائم کو اس ٹیکہ لگانے سے روزہ میں  
کو کوئی خلل نہیں ہے یا اس سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ تندرست رہتا ہے بلکہ تندرست رہتا ہے  
تفاریہ بھی لازم آوے گا یا نہیں اس کا لحاظ رہے کہ طاعونی ٹیکہ از قسم تداوی ہے  
اور بائیں ہاتھ کے بازو پر لگایا جاتا ہے پچکاری کی ٹوک جو لمبے کی ہے اور لمبی  
اس لکیر کے برابر ہوتی ہے سب کی سب جسم  
میں داخل کر دیا جاتی ہے اور پھر جو دو پچکاری میں بھری ہوتی ہے پچکاری میں زور دینی



سے داخل جسم ہو جاتی ہے جس کا اثر تمام رگ میں اور دماغ وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یہ ایک فتوے کی شکل کا عریضہ خدمت اقدس میں ابلاغ ہے۔

الجواب - اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ البتہ دواوی بالجس ہے اس لئے  
مختلف فیہ ہے۔ ۲۶ رمضان ۱۳۳۸ھ

سوال باشندگان جزیرہ لاپ لینڈ کہ جهان پر چہ مہینہ تک دن رہتا ہے و علی انہ  
رات روزہ کس اعتبار سے رکھیں۔ اگرین کہا جاوے کہ گہری سے اعتبار رکھیں  
تو اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں گہری نہیں  
تھی۔ آپ نے کیوں اس جزیرہ کی بابت حکم نہیں فرمایا نہ فقہ میں کہیں اس کا پتہ چلتا ہے  
یا تمام دن کاروزہ رکھیں یا نہ رکھیں۔ مینو اوجہ دہا۔

الجواب۔ وہاں کوئی باشندہ ہی نہیں اور نہ کوئی زندہ رہ سکتا ہے اس لئے  
 نہ سوال متوجہ ہے نہ جواب کی ضرورت ہے۔ ۲۵ سوال ۳۳۸ھ

سوال : نیکو لکھنے کے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے شبہہ یوں ہو گیا ہے کہ چپ تو  
بجس ہوتا ہے اور پھر بجس کا استعمال شرع میں جائز نہیں۔

الجواب بیشک اصل مذہب میں ناجائز ہے لیکن بنا بر قول بعض علماء کہ تادی بالحریم کی اجازت دیتے ہیں اگر کوئی مبتلا ہو سپردار دیگر نہیں فقط ۱۸۔ محرم ۱۳۲۶ھ

سوال کچرا۔ انگلیس جس کا کہ تاریشیم کا اور بانا (شیر) کا ہوتا ہے مرد کو ہینٹا جائز ہے یا نہیں۔ شیر ایک قسم کا (سن) ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنے سے ریشیم کی مانند ٹام کر لیتے ہیں اور پھر اسکو استعمال کر لیتے ہیں اور یہ سن بہاگل پر محیط ہوتا ہے۔ پینوا تو جروا۔

الجواب۔ کپڑے میں بانامعتبر ہے پس اگر سر کی وہی حقیقت ہے جو اس کے لئے  
لکھی ہے تو یہ کثیر امر دس کے لئے بھی جائز ہے گو! - اتنا ریشم ہے ۵ ربع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جرمی سلور کو بعض علماء نے لوہا کہا ہے پانی کے تھکے کچھ میں دو چار  
روز دھل کرنے سے صاف لوہا ظاہر ہونا شاہد لایا ہے۔ حضور والا کو اسکی تحقیق

جہاں جیہہ کا لہذا روئے کہ اہل بیت علیہم السلام

卷之六

طرس رشتا

کیسی ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں استعمال درست لکھا ہے۔ فقط  
**الجواب** مبصرین عدین سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مرکب چیز ہے ایسے اجزاء سے  
 کہ ان میں چاندی نہیں ہے لہذا مردوں کو بھی استعمال اس کا درست ہے بجز انگشتی کے کہ  
 حدیث میں نہیں آئی ہے بجز چاندی کے مردوں کو اور بجز سونے چاندی کے عورتوں کو  
 فقط - ۸ - ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

**سوال** - جس روپیہ انہنی چوٹی وغیرہ میں بقویہ سے جیسا کہ ایڈورڈ فتم کی تصویر ہے  
 اسکو عورتوں کے گلے میں ڈالنا اسکو مکمل یا کمر میں رکھکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

**الجواب** مکمل میں ڈالنا درست نہیں۔ اور پاس رکھکر نماز پڑھنا درست ہے۔ کیونکہ  
 اول میں ضرورت نہیں ثانی میں ضرورت ہے۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

**سوال** شاہجہانپوری چینی جسکو مورس کی چینی وغیرہ بھی کہتے ہیں یعنی ریزہ دار چینی  
 ہوتی ہے اسکو بعض لگتے ہیں کہ ہڈی سے صاف ہوتی ہے یا نہیں اور استعمالی  
 جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہڈی کو جلا میتے میں پس وہ ظاہر ہوتی ہے اس لئے  
 جواز استعمال میں کچھ شبہ نہیں۔ ۸ شعبان ۱۳۲۷ھ

## استہار شکر تری ولایتی

بہی مت ہمہ مسلمانان ہندوان کو اصرح باشد کہ شکر تری ولایتی از چقدر دشمن و تار  
 خرابا تیار می شود و برائے مقطر یعنی صاف کردن او استخوانہائے زگادان و ہمہ  
 مردار جانوران و خون زگادان استعمال می کنند بدین وجہ برخلاف ہندو مسلمان یعنی  
 ہر دو مذہب ستایان و دہرم را عرق یککنت نیز در رائے ذاکران و حکیمان ہندو  
 صحیحہ است دیاری طاعون و ہیضہ پیدا می کنند علاوہ ازین کہ در ہار و پیلز ہندوستان

۱۔ یعنی مردوں کو بجز انگشتی چاندی کے اور عورتوں کو بجز انگشتی چاندی و سونے  
 دوسری معینات کی انگشتی کی اجازت نہیں ۱۲ منہ

ملاحظہ فرمائیں  
 مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں

شاہجہانپوری چینی کا نام



اور نفع ہوا جس کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہوئی۔ باقی یہ کہ یہ سال میں حساب نہیں ہو سکتا۔ مگر دینی یہ حساب دشوار تو نہ تھی۔ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے خیال میں تخمینہ کے لئے سال گذشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی آئندہ جو دین جب یہ کو شوارہ سے سرمایہ و نفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو ان چار ہجری تین ماہ قمری پر تقسیم کرے جو حال وقت ہوا سکا و اگر کسی زکوٰۃ گذشتہ کی تکمیل کرے اسے طرح ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے۔ انہیں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوٰۃ ہمیشہ دوبارہ کرے اور اگر ہوگی اور احتیاط کے لئے کچھ زیادہ دیدے امید ہے کہ کچھ بچے ہو جائیں گے اور اگر اس سے پہلے اور اقرب الی تحقیق کوئی صورت نکل سکے اس کو ترجیح ہوگی۔ رجب المرجب ۱۲۲۲ھ

**سوال** عمر و خود تجارت کرتا ہے اور سالانہ کو شوارہ ۲۰۰۰ روپے کو جو اسے کسی لیٹا کر لے لے اور ۳ روپے کو ہی زکوٰۃ علیحدہ کرتا ہے۔ مالانہ نفع مثلاً ۳۶۸ روپے یا اوسط ایک ہزار روپیہ اور ہذا بابت فرق شیعہ و سنیوں کے درمیان یہاں یہاں کیا ہے ان کے روپیوں پر بھی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا صحیح ہے۔

**الجواب** ایک کہ ادا ہو جائیگی۔ اگر قدر سے زیادہ دیدے تو احتیاط کی بات ہے۔ ۱۸۔ رجب المرجب ۱۲۲۲ھ

**سوال** ایک شخص نے چار روپیہ بجز زکوٰۃ ایک سال پہلے دوست کو دیا کہ یہ رقم ایک سال میں بچھو دو۔ چنانچہ اس دوست نے دو روپیہ نوٹوں میں ایک لفافہ میں بند کر کے اپنے نابالغ لڑکے کو جو بظاہر بچہ نہ تھا بچہ دار ہے دیا کہ اس کی رجسٹری کروادو اس لڑکے نے یہوں سے بچا ہے رجسٹری کر لیا کہ یہی خدایہ بند کے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر وہی نوٹ تھے جو مدرسہ میں جلنے کو تھے وہ خطدار مستہ میں گم ہو گیا اور مدرسہ تک نہیں پہنچا اب یہ فرم ہے کہ وہ روپیہ کس کے ذمہ ہے گانا کہ مدرسہ کو ادا کیا جاوے۔ بخدا تو جردا

**الجواب** فی الدلائل کتاب الایمان فلو دفعها لوارثہا لیس فی قولہ لم یمنع خلاصہ۔ بنا براس روایت کہ ہے بچہ دار کے کو دینا تو وہ بچہ خالی نہیں ہے۔ لیکن جب روپیوں کو نوٹوں سے بدلاتا اس سے یہ دوست غماز ہو گا اور روپیہ اس کے ذمہ

نہیں ہے کہ روپیہ بچہ دار کا ہے

نہیں ہے کہ روپیہ بچہ دار کا ہے

پڑینگے فقط ۸ رجب ۱۲۲۹ھ

سوال - نوٹ پڑھو کہ ہے یا نہیں۔

الجواب - زکوٰۃ ہے۔ ۱۲ صفر ۱۲۲۹ھ

سوال - مقام کراچی سے ایک تار یا جس کا مضمون یہ تھا کہ عید مبارک اور یہ تار

وہاں سے ۲۹ تاریخ کو دیا اور چار گڑھ دس بجے دن کو ملا ہذا اس تار پر چند لوگوں نے فطار کیا اور حیرت انگیز کھانا کئے افطار نہ کیا ان پر کفارہ ہو گیا یا نہیں فقط۔

الجواب - محض اس مضمون کا تار شرعاً مشتبہ پیدا نہیں کرتا اس لئے ان لوگوں پر

کفارہ لازم ہے۔ ولفکارہ کثیرۃ فی الفقہ۔ البتہ اگر بعض دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہیں سے ثابت ہو جائے کفارہ نہ آئے گا۔ کما فی الدیلمختار ولم یطرر سقط۔ فقط واللہ اعلم

۳۰ شوال ۱۲۲۹ھ

## کلام برجلی سوال متعلق صوم و افطار بخبر تار اور

### الکفر جاد وقع شد

جواب سوال اول - اصل طریق اثبات رویت کا شہادت علی الرویہ یا شہادۃ علی الشمارۃ

یا شہادت علی تضار الحاکم الشرعی ہے۔ حتی کہ شہادت علی رویتہ الغیر بھی حجت نہیں کہ فی الدیلمختار باقی استفادہ کو حجت کہلے ہے تو خود اس کو فی ذاتہ حجت نہیں کہا بلکہ علت اسکی یہ کہی ہے لان البلدۃ المتخلو عن حاکم شرعی عادیۃ فلا بد ان یكون صونہم مبنیاً علی حکم حاکمہم الشرعی وکانت

ملک الاستفاضة بمعنی نقل الحكم المذكور انحر کہ فی رد المحتاج ص ۱۵۰۔ اور جہاں یہ علت مستحق نہ ہو وہاں حجت بھی نہ ہو گا اور جمعرات کے روزہ کی خبر میں تو استفادہ ہی نہیں ہوا اور

جمعہ کے چاندین شبہ کی شب اور روز تک بذریعہ تاروں کے بعض کو استفادہ کا شبہ ہو گیا تھا اگر تار دینے والوں کا بکثرت بے علم غور سے غیر محتاط ہونا اور علماء سے رجوع نہ کرنا چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت ملتی ہے لہذا احتجاج بھی متغنی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر تار

نوٹ پڑھو کہ ہے یا نہیں۔  
عید مبارک اور یہ تار  
وہاں سے ۲۹ تاریخ کو دیا  
اور چار گڑھ دس بجے دن  
کو ملا ہذا اس تار پر  
چند لوگوں نے فطار  
کیا اور حیرت انگیز  
کھانا کئے افطار نہ  
کیا ان پر کفارہ  
ہو گیا یا نہیں  
فقط۔



کے بھی قرار دیا جاوے مگر خود خبر المانی میں بھی جب یہی شرط ہے تو تارین کیوں  
 نہوگی پس اکثر جگہ تارون کی بنا پر افطار کر دینے میں غلطی عظیم ہوئی۔ واللہ اعلم ۱۲ سوال  
**سوال** رویت ہلال ماہ رمضان ماہ شوال تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں اور تار کی  
 خبر پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ مینفا تو جروا۔

**الجواب** اسکے قبل بندہ نے تار کو خط یا ٹیل و مدفع یعنی توپ پر قباس کر کے اس  
 بار میں ایک تقریر لکھی تھی۔ جس میں قبول خبر تار میں کچھ تفصیل اور بعض شرائط کے ساتھ تفسیر  
 تھی مگر اس سال یعنی ۱۳۲۷ء کی رویت شوال کے متعلق تار دن پر عمل کرنے میں سب علموں اور کم  
 علموں نے بے احتیاطیان کیں اور اُن نے جو فتن و شرور پیدا ہوئے ان کو دیکھ کر تجربہ ہو کر علوم  
 ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہیں کر سکتے و نیز اخبار تواترہ سے تحقیق ہوا کہ تارین مختلفا مقام کی غلطی  
 اور وہ کہ بھی زیادہ محتمل ہے کہ زیادہ خط سے بھی اڈاں ہے کہ خط میں اس کے طرز سے کچھ تو  
 معرفت کاتب کی ہوتی ہے پھر بھی الخط فیہ الخط بعض احکام میں کہا گیا ہے اور تارین تو انکی  
 بھی کوئی علامت نہیں اور نیز ٹیل سحر و مدفع افطار سے بھی اضعاف ہے کیونکہ انکی ضربت  
 ایک جماعت حاضرین کی مشارکت سے ہوتی ہے جس میں جرأت تعدد ضعیف کی بعد ہے تارین  
 یہ بھی نہیں ان امور پر نظر کر کے سداً للذرائع و صلا للامداد اس تفصیل سے رجوع کر کے اب  
 یہ حکم مستعین سمجھتا ہوں کہ اس باب میں تار کی خبر اصلاً قابل اعتبار و لائق عمل نہیں و لہذا  
 نظائر فی فن الفقہ مہنا بدم جواز القضاء بعلیہ کما بسد القول فیہ فی الدخا اور الدخا

۱۴ ص ۵۳۴ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

**سوال** متعلق حکم تار ہے تھا۔ جسکی عبارت نقل نہیں لگئی۔

**الجواب** اول دو مسئلہ بطور تمہید کے لکھے جاتے ہیں پھر جواب سوالات کا عرض  
 کیا جائے گا۔ **اول مسئلہ** یہ ہے کہ تار دلالت وضعیہ غیر لفظیہ میں

۵۷ یہ تقریر اصل امداد القادری مطبوعہ طبعانی سنہ ۱۳۲۹ء جلد اول ص ۷۲ اس میں  
 ہے وہ بھی اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے ۱۲ سنہ

تاریخ حاکم المانی سنہ ۱۳۲۹ء

منقول من

مشابہ جملہ کے ہے اور اس فرق سے لحاظ سے کہ خطا میں خود علامت نیزہ موجود ہے اور  
تاریخ یہ مقرر ہے۔ بہ نسبت خط کے توپ اور ٹیل وغیرہ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے  
اور خود کا حکم ہے کہ اسد ملزمین باستناد مواضع مدودہ غزوہ و رست شدیدہ بشرط  
ان میں التبریر و ریشل فرامین شاہی وغیرہ کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہیں  
اور اسو غیر ملزمین اگر قرآن صدق و صحت کے مجمع ہوں جس سے نسبت الی الکاتب  
مستفوز ہو جائے حجت ہے ورنہ نہیں۔ اور توپ غیر کا حکم بھی ایسے مورخین ہی ہے کہ  
مظن صحیح میں متبرر ہے ورنہ نہیں۔ پس خبر ہلال افشار میں کہ ہمارے دیار میں بوجہ والی  
سہ نہونیکے محض اخبار پر بلا اشتراط شہادت اسکا دارہمہ میں مثل اخبار ہلال صوم کے  
مور ملزم سے ہے اگر نقد ان علامت، تار و بندہ و توسط غیر مسلم کسی شخص کے اعتبار سے  
مانع غلبہ ہو اسکو مطلقاً عمل جائز نہیں اور جبکہ اعتبار سے منع نہوشل نقل کے بھیجیں  
اخبار کثیرہ متواترہ اور عظیمین اخبار عدلین پر عمل جائز ہے۔ اور چونکہ کلام ہلال عیدین  
ہے اس لئے خبر واحد پر کسی طرح عمل جائز نہیں (فہم راقی الدلائل علی ہذہ الدعاوی)

امداد افتاد سے بقایا جلد اول صفحہ ۱۷۲

دوسرے مسئلہ یہ ہے طریق اثبات رویت کا شہادۃ علی الرویتہ یا شہادۃ علی الشہادۃ  
یا شہادۃ علی قضائہ الحاکم الشرعی ہے حتی کہ شہادۃ علی رویتہ الغیر بھی حجت نہیں کہ انی الذی  
ورد المخار۔ ہاتی استفاضہ کو جو حجت لکھا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہیں کہ اس  
بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لا تلتزمون حاکم شرعی عادی فلا بد من ان یكون صوہم  
بنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فلما انت تلك الاستفاضۃ بمعنی نقل الحكم المذكور الخ کذا فی  
رد المحتار جلد دوم صفحہ ۱۵۰۔ اور جہاں یہ علت متحقق نہ ہو بان حجت بھی نہوگا۔ بعد  
اس تمہید کے اب سوالات کا جواب دیا جائے۔

نمبر ۱۔ اس ایک یا متعدد تار کا مستفوز دیکھنا چاہئے کہ کیسا ہے اگر یہ ہے کہ یہاں

یہ مسئلہ اس سے اوپر مقل مشغول ہے۔



چاند ہوتا ہے یا فلان شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاراج ایسا  
ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کہتے ہی تاراج اور اگر یہ مضمون ہے کہ میں نے  
دیکھا ہے یا فلان شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یہاں کے فلان حاکم شرعی  
یا عالم مفتی نے قبول کر لیا ہے یا یہاں عید ہے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر ایک تاراج ہو تو عمل  
جائز نہیں کیونکہ کلام ہال عید میں ہے اور اگر دو تاراج بادل کجالت میں آئے مگر تاراج دینے  
والے معتبر نہیں یا سننا نہیں تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر بادل کجالت میں دو تاراج معتبر لوگوں  
کے آئے یا بادل آئندہ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخرین لکھا ہے کہ میں نے دیکھا  
ہے الخ تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل  
جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں اور جہاں کہیں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام  
کے دل کی گواہی معتبر نہیں عالم کے دل کی گواہی اور انکا فتویٰ حجت ہے اور عوام کو فودراکی  
کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہیں اور ایک جگہ کے تاراج کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ  
تاراج جاتی ہے چونکہ اسکا مضمون ویسا نہیں ہوتا جس کا معتبر ہونا اور پر بیان کیلئے  
اس لئے وہ بھی معتبر نہیں ہے اور یہی تفصیل صورتوں کی اور احکام کی خط میں بھی ہے عبارت  
سابقہ متعینہ حکم تاراج ہر جگہ بجائے لفظ تاراج لفظ خطر کہہ دیا جاوے تو خط کے  
سب احکام کی تعیین ہو جاوے گی۔

ممبر ۲۔ جو طر ق خبر کے حجت ہونیکے نزدیک مذکور ہوئے ہیں چونکہ ان ممالک کے تاراج  
کے آنے یا نہ آنے میں انکی رعایت نہیں کیجاتی لہذا وہ حجت نہیں البتہ اگر قواعد شرعیہ  
کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزیہ کو عین وقت پر کسی عالم سے رجوع کر کے حکم شرعی پوچھ  
لیا جاوے اور صرف اختلاف مطلق حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہیں۔

ممبر ۳۔ چونکہ معاملات دیانات میں فرق ہے اسبطر ح شہادۃ و اخبار میں بھی فرق ہے  
اس لئے معاملات میں عدم اعتبار شہادت مطلقا مستلزم نہیں۔ دیانات میں عدم اعتبار  
مطلقا کو بلکہ اس میں تفصیل ہوگی جو ممبر امین مذکور ہوئی۔

ممبر ۴۔ جب طرح تاراج کے مضمون میں تفصیل ہے اسبطر ح خط کے مضمون میں بھی ہے

اور اگر دو تاراج میں احکام بادل نہیں تا تب ہی عمل جائز نہیں

جو نمبر میں سبط کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے فقط و استدعا علم ۸ شعبان ۱۲۶۹ھ

سوال چند جراثیم طاعونی کو بکری یا بھینس کی بخنی یا دودھ وغیرہ سیال سے من  
ڈالتے ہیں جہاں وہ اپنی نسلین بڑھاتے ہیں پھر اس سیال سے ایک ایسا عرق  
تیار کرتے ہیں جس میں جرم طاعون کی حقیقت زہریلی تاثیر موجود ہوتی ہے اب اس مادہ  
مذکور میں سے ذرا سا لیکر بذریعہ جلدی پیکاری ایک خرگوش یا چوہے وغیرہ کے  
جسم میں داخل کر دیتے ہیں جس سے اس چوہے یا خرگوش میں علامات مرض طاعون ظاہر  
ہو جاتے ہیں اور جب اس کو ناقہ ہو جاتا ہے تو پھر اور بخور اس مادہ مذکور کے جسم میں داخل  
کرتے ہیں اس دفعہ علامات طاعون بہ نسبت اول کے خفیف ہوتے ہیں اس طرح  
مادہ مذکور کو چند بار داخل جسم کرنے سے اس خرگوش یا چوہے کی ایسی حالت ہو جاتی ہے  
کہ پھر تھوڑی مقدار مادہ مذکور سے اس میں علامات طاعون پیدا ہی نہیں ہوتے کیونکہ اس کا  
فون مادہ مذکور کی سمیت سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ پھر اس قسم کی ذرا سی سمیت کا  
اُس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب اس خرگوش یا چوہے کے فون سے سیرم ماست فون لیکر  
بذریعہ جلدی پیکاری کسی تندرست آدمی کے جسم میں داخل کرتے ہیں تو اس سے خفیف  
علامات طاعون پیدا ہوں گے جن سے وہ جلد شفایاب ہوتا اور پھر اسی مرض طاعون میں  
مبتلا ہونیکا اندیشہ نہ ہوگا اور اگر مبتلا ہو بھی جاوے تو اس سے خفیف قسم کا طاعون ہوگا  
مہلک نہ ہوگا اور اس کی تاثیر چھ ماہ تک برہتی ہے چھ ماہ بعد ضرورت ہو تو دوبارہ ٹیکا  
لگالینا چاہئے بہر حال اس مفصل حالت اور کیفیت لکھنے سے میرا اہل نشاء اور غرض  
جو باعث ہیں اس عریضہ ارسال کر رہی یہ ہے کہ ہمارے کو اس ٹیکہ لگانے سے روزہ میں  
تو کوئی خلل نہیں ہے یا اس سے روزہ جاتا رہتا ہے بر تقدیر چلے جائیکے فضل کے ساتھ  
کفارہ بھی لازم آوے گا یا نہیں اس کا لحاظ رہے کہ طاعونی ٹیکہ از قسم تداوی ہے  
اور بائیں ہاتھ کے بازو پر لگایا جاتا ہے پیکاری کی نوک جو نوے کی ہے اور لمبی  
اس لکیر کے برابر ہوتی ہے سب کی سب جسم

میں داخل کر دیک جاتی ہے اور پھر جو دوا پیکاری میں بھری ہوتی ہے پیکاری میں زور دینی



سے داخل جسم ہو جاتی ہے جس کا اثر تمام رگ میں اور دماغ وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یہ ایک فتوے کی شکل کا عرضہ خدمت اقدس میں ابلاغ ہے۔

الجواب۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ البتہ مداوی بالجنس ہے اس لئے مختلف فیہ ہے۔ ۲۶ رمضان ۱۳۲۸ھ

سوال باشندگان جزیرہ لاپ لینڈ کہ جہان پر چیمپ ہینے تک دن رات ہے دلی ناز رات روزہ کس اعتبار سے رکھیں۔ اگر دین کہا جاوے کہ گہری سے اعتبار رکھیں تو اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں گہری نہیں تھی۔ آپ نے کیوں اس جزیرہ کی بابت حکم نہیں فرمایا نہ فقہ میں کہیں اس کا پتہ چلتا ہے یا تمام دن کا روزہ رکھیں یا نہ رکھیں۔ مینوا تو جردا۔

الجواب۔ وہاں کوئی باشندہ ہی نہیں اور نہ کوئی زندہ رہ سکتا ہے اس لئے نہ سوال متوجہ ہے نہ جواب کی ضرورت ہے۔ ۲۵ شوال ۱۳۲۸ھ

سوال نیرکا گانی کے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے شبہ یوں ہو گیا ہے کہ چپ تو تجس ہوتا ہے اور پھر تجس کا استعمال شرع میں جائز نہیں۔

الجواب بیشک اصل مذہب میں ناجائز ہے لیکن بنا بر قول بعض علماء کہ مداوی بالحرم کی اجازت دیتے ہیں اگر کوئی مبتلا ہوا سپردار و گیر نہیں فقط ۱۸۔ محرم ۱۳۲۶ھ

سوال کپڑا۔ اٹلس جس کا کٹاریشم کا اور باناد (شر) کا ہوتا ہے مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں۔ شر ایک قسم کا (سن) ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنے سے ریشم کی مانند ملائم کر لیتے ہیں اور پھر اسکو استعمال کر لیتے ہیں اور یوں بہاگل پور کی طرف ہوتا ہے۔ مینوا تو جردا۔

الجواب۔ کپڑے میں بانا معتبر ہے پس اگر شر کی وہی حقیقت ہے جو سائل نے کہی ہے تو یہ کپڑا مرد کے لئے بھی جائز ہے گو اتنا ریشم ہے ۵۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جرمنی سلور کو بعض علماء نے لوبا کہا ہے پانی کے پتے پتے میں دو چار روزہ داخل کرنے سے جہاں لوبا ظاہر ہونا شاہد لایا ہے۔ حضور والا کو اسکی تحقیق

جہاں چاہے کادنا اور چاہے کادنا رات کو چاہے کادنا

نیرکا گانی کے متعلق

اٹلس

جرمنی سلور





پنجاب کشمیر بدگیر ممالک میر و نذر مردان مغلس شہید لہذا التماس است کہ جلدیہ اجاب  
اہل اسلام دہند و ان این ناما پاک شکر تری را مطلقا ترک کنند کہ برائے مسلمانان ابو  
ہند مدان (یعنی ہر و نہ سب) واقع حرام است اگر اسلامی ایمان و ہر ہم بجا است شکر تری  
بخورند و ولایتی ترک کنند۔ المستتر خواجہ بابا محمد حسن سوداگر کشمیر

**سوال متعلق شہار خور** دانہ دار شکر کی کیفیت ترکیب معنائی

شہار نہا میں بیان کی ہے آیا عند الشروع ظاہر حلال ہے یا نجس حرام مہربانی فوا کہ جواب  
مفصل بیان فرمائے۔ المرسل محمد عبدالرحمن از گولڑہ ضلع راولپنڈی۔

**(الجواب)** جہا تک تحقیق ہوا ہڈی تو جلا کر استعمال کی جاتی ہے اور جگہ ہڈی پاک  
ہو جاتی ہے خواہ کسی جانور کی ہو البتہ سیلون کا خون کہ دم مسفوح ہے بغض قطع نجس ہے اور جس  
چیز میں لیگا اور کو نجس کر دینا کسی تدبیر سے بھروسہ مقطر اور خارج کر لیا جاوے لیکن شکر کے  
اجزاء تو اوس سے نجس ہو چکے ہیں اور بجا لہا باقی ہیں جیسو آٹا شراب میں گوندہ کر دئی پکائی  
جاوے گو شراب آگ میں اڑ جاتی ہے لیکن اجزاء سے دقیقہ کہ نجس ہو گئی تھے باقی میں اسلئے  
روٹی اوس نجس ہو گئی کما صراحتہ فی الکتاب الفقیہہ و اللہ اعلم۔ مگر یہ جواب بر تقدیر  
ثبوت اس امر کے ہے ورنہ نہیں

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ

**(سوال)** مساجد میں گھنٹہ دار گھڑی لگانا جیسا عموما رواج ہوتا جاتا ہے بوجہ عدم نقل  
از سلف و فی الجملہ مشابہت آواز جس کچھ مکاروہ تو نہیں۔

**الجواب** خلاف اولیٰ کہنے کی تو گنجائش ہے لیکن ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ وہ  
جس ممنوع نہیں بلکہ الہ مفیدہ معرفت وقت کا ہے فقہاء نے خود طبل سحر کی اجازت لکھی ہے  
اور سحر میں ہونا اسلئے صلیحت ہے کہ وہ ان اوقات معرفت نماز کی زیادہ حاجت ہے۔

بعد میں احتقر کو تحقیق سے ثابت ہوا کہ جس شکر میں خون کی آمیزش ہے وہ ہندو  
میں نہیں آتی ۱۲۔

تجربہ شکر ولایتی

مساجد میں گھنٹہ دار گھڑی

# تحقیق متعلق جہان نازنا

تحقیق جہان نازنا

حوادث

میں نے وعدہ کیا تھا کہ مقدمہ زمانین جو جہان نازنا سے متعلق ہے اسکا حکم تحقیق کر کے اطلاع دینگا سو وہ مرقوم ہے وہ یہ کہ اصل میں تو یہ رقم جائزہ تھی چنانچہ حدیث اقتدار الابن بابت شہادۃ میں حکم روا اس کی دلیل صریح ہے مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ جہان اول عدالت کے قبضہ میں پہنچتا ہے پھر عدالت سے اس شخص کو ملتا ہے سو اگر اسی طرح ہوتا ہو تو حسب قاعدہ مالہم مباح شہ فیہلج برضاہم وقاعدہ ملکون بالاستیلاء اس شوہر کے لئے طلال ہے ۲۱۔ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

(سوال) گورنمنٹ اگر مسجد کے لئے کوئی زمین بالکل دیدے اور اسکو واپس نہ لے اور اسے لوگ نماز پڑھنے لگیں تو آیا یہ وقف گورنمنٹ کا مسجد کے لئے درست ہوگا اور ان میں پر مسجد کا حکم شرعی جاری ہوگا یا نہ۔ ظاہری آیہ تو اس کے منافی ہے اسلئے کہ ارشاد باری تعالیٰ عزاسمہ ہے کہ انما یمرسأدا اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر۔ الخ

(الجواب) وقف علی المسجد حکم میں وصیت مسجد کے ہے اور اگر غیر مسلم مسجد کے لئے وصیت کرے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسکو قربت سمجھے تو صحیح ہے ورنہ نہیں پس اگر گورنمنٹ کے اعتقاد میں یہ قربت ہو تب تو ظاہری ہے کہ صحیح ہے اور اگر اسکا یہ اعتقاد نہ ہو تو اسکی توجہ یہ ہے کہ یہ زمین جو گورنمنٹ دیتی ہے وہ حقیقت میں رعایا کی ہوتی ہے اور رعایا کی رعایا کے مشورہ سے دیتی ہے اور ممبران مینو پلٹی کیل ہوتے ہیں رعایا کے اور چند کہ ہر شخص رعایا میں سے اسکی ترکیب پر اپنی رضا مندی ظاہر نہیں کرنا گراں عمل و عقد کی رضا تمام قوم کی رضا ہے اور رعایا میں یا ہندو ہیں یا مسلمان اور اکثر ہندو بھی ایسے معارف کو قربت اعتقاد کرتے ہیں لہذا یہ وقف جائز ہے اور مسجد جو اس زمین میں بنی ہے مسجد ہے اور آیتہ کا مطلب دور مسجد ہندو کی نفس میں مذکور ہے ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۸ھ

(سوال) اگر گیس کا جو ٹھا استعمال کیا جاوے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کمانا مٹی کے تیل سے بچتا ہے۔ اگر نری اسپر جو ایک قسم کی مٹی ہے اور گرم کرنے کے لئے استعمال

گورنمنٹ کا مسجد کے لئے زمین دینا اور اس میں مسجد بنانا

گیس کے جوہر میں اسپر کا استعمال

خط درجہ



ہوتا ہے اسکی باطل طبعہ جگہ ہے کھانا رکھنے سے پہلے اسپرٹ بالکل ملجاتا ہی چوٹھا میرے پاس ہے اگر ناجائز ہو تو بالکل ترک کر دوں۔

**الجواب** - اس میں اختلاف ہی ضرورت میں گنجائش ہے ۱۶ شوال ۱۳۲۹ھ  
(سوال) جو لوگ مالک کے کمال گھر اور کارخانہ میں پیسہ اور روپیہ اشرفی وغیرہ دیکھتے ہیں اور چونکہ ان میں تصویر ہوتی ہے کیا اونکو بھی معصوم کہیں گے اور اس تصویر بنانیکا اونکو گناہ عند اللہ ہوگا یا نہیں۔

**(الجواب)** تصویر بنانے کی لوکری کرنا اونکو جائز نہیں ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ  
(سوال) چربی کی تجارت کا دستور ہے اور او میں مرے ہوئے طلال جانور کی بھی چربی اور ذبح کئے ہوئے جانور کی بھی چربی ملا جلا کر خرید و فروخت کی جاتی ہے یہ خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں اور فقط مرے ہوئے طلال جانور کی تجارت کا کیا حکم ہے جائز ہے یا حرام۔

**(الجواب)** مخلوق کا خریدنا اور اس سے اشتغال غیر اکل میں جائز ہے جبکہ خالص حلال کی ہوتی ہو لیکن بیچنا جائز نہیں اور صرف مرے ہوئے حلال جانور کی چربی کی بیع اور اس سے اشتغال ہر قسم کا حرام ہے اور اگر حلال جانور کی چربی بدون قصد غلط یا نجس کے اتفقا یا نجس ہو جاوے تو اسکی بیع بھی جائز ہے اور اشتغال بھی غیر اکل میں۔ فی الدر المختار و شعر الخیر الی قولہ حتی یولم یوجیہ بالاشن جائز الاشرار للضرورۃ و کرہ البیوع فلا یطیب ثمنہ و فیہ یدخیز بیع الدہن المتنجس و الاشتغال بہ فی غیر الاصل بخلاف الودک فی رد المحتار کے دہن المیتہ الخ ج ۵ ص ۱۷۵ ۱۷۶ - ۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

**(سوال)** ولایتی رنگ جو بالعموم عورتوں کے کپڑا رنگنے کے کام میں آتا ہے اسکی نسبت محقق طور پر کوی شہادت اس بات کی معلوم نہیں کہ اوسکے اندر کوی نجس شے کی آغیر ہے البتہ فتاویٰ رشیدیہ سے پتہ چلتا ہے کہ بوجہ اختلاط شراب کے ناجائز ہے اگر کپڑا رنگنے کے بعد دھو ڈالا جاوے تو پھر سارے کا سارا رنگ ہی نکلا جاوے اسکی نسبت حضرت کا کیا ارشاد ہے اور کوی صورت جواز کی بھی ہے یا نہیں۔

مضمونہ بنائی گئی ہے

مرے جانور کی چربی مختلط جانور کی

مختصی حکم رنگ ولایتی بنایا

(الجواب) بجز اشہد اربعہ مذکور فی کتب الفقہ کے دوسرے الشریعہ شیعین کے نزدیک نہیں اور پھر یہ میں جن الشریعہ کا اسپرٹ نقل ہے وہ غالباً ان اربعہ کا غیر ہے لہذا شیعین کے نزدیک گنجائش ہے اور اگر اسپرٹ کا اختلاط ہی خود مشکوک ہو تو شرع میں شک کا اعتبار نہیں فقط ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

**سوال** فقہانے اشیا و نجس کو بہت جگہ استعمال کیا کی وجہ سے ظاہر سمجھا ہے جیسے صابون اور کھل میں اگر بھوسہ شکر یا ہو اور گوبری حتیٰ کہ درختا میں تو یہاں تک گھسیا ہے کہ بانی اور مٹی میں جو جو چیز ظاہر ہوگی مگر اب اسی کے تابع ہوگا اگرچہ صاحب فتح نے اسکو خلاف کو ترجیح دی ہے لیکن بہر حال مسئلہ قابل گنجائش ہے پس اچھل کہ ولایتی رنگون میں کہ علی الاغلب اسپرٹ شامل ہوتا ہے اگر گنجائش نکالیا دی تو کیا ہے۔ گوبری سے بڑھ کر اسی حالت میں اور عوم بلوی اسکو مقتضی ہے کہ ولایتی کپڑے خستہ آتے ہیں سیاہی رنگون میں رنگی ہوتے ہیں سب کا دھو کر استعمال کرنا علی الخصوص جاڑے کی کچی چھینٹوں کا استعمال مشکل ہے خصوصاً امام صاحب کے مذہب پر گنجائش بھی ہے کیونکہ اسپرٹ خمر وغیرہ سے نہیں بنائی جاتی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب اگرچہ سختی ہے لیکن اسوجہ سے اسپرٹ توئی دیا گیا ہے کہ لوگ پرہیزگارین اس لئے شریعت پر صحیح ہے اور استعمال محل بحث ہے احادیث بھی حرمت ثابت ہے نہ کہ نجاست بانی عموماً بلوی کی یہ حالت ہے کہ پرہیزگار ہے حتیٰ کہ حجرہ جو جلدوں میں لگایا جاتا کہ قرآن مجید تک اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

**الجواب** فقہان کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقاب حقیقت منظر ہے لیکن انقبلا وصف سطح نہیں (رد المحتاج ص ۳۲۵) سو اسکو انقبلا حقیقت منظر معلوم ہوتا ہے بل صفو کال لبس لاندہ عجبی جہد بالطنخ رد المحتار ص مذکور اور اس کے صفحہ ۳۴ میں یہ بالیقین من دردی بخبر و حق المسمی العرفی ولایت المردم بخبر حاتم کسائر اخصا الخ لہا پس اسپرٹ کا حال تو اس سے معلوم ہوا اب رہا مگر یہ ہو درختا کے اس خبریہ میں بہت سلام ہے اور صحیح نجاست ہی رہی ضرورت موجب ہے کہ تحریر نہ ہو سکے اور یہ مفقود ہی رد المحتار ص ۳۴ میں ہے

حقیقت حکم رنگ و لایہ بڑی



لو اصابہ بلا قصب راسخ یا کوئی ضروری شے بدون اسکے نہ بن سکے رد التحوار ص ۱۳۳  
 میں ہے بخلاف السرفین اذ اجعل فی الطین التطنین لا یخمس لان فیہ  
 ضرورت لا ینکلا یتحصنا الا بحدلیہ البتہ یہ بات کہ یہ اثر بہ منہیہ سے نہیں بنتی  
 محل گنجائش ہے۔ اگر ثابت ہو جاوے تحقیق کیا جاوے یکم ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ

## سوال متعلق جواب مذکور

اسپرٹ کی نسبت ڈاکٹر ون اور ڈاکٹر ی کتا لون سے جہاں تک تحقیق ہو اہی ہے کہ گڑا جو کی  
 شراب سے بنائی جاتی ہے نیز آمین عسوم بلوی گوبری سے بدرجہا زائد ہی ادنیٰ امر ہے کہ ہر  
 تعلیم یافتہ کی جیب میں کچھ نہ کچھ کاغذ و خطوط ہوتے ہیں جو عموماً انگریزی روشنائی سے لکھے ہوتے  
 اور ڈاکخانہ شہر کا نام لکھتا ہے وہ تو عموماً انگریزی روشنائی ہوتی ہے بلکہ ویسی روشنائی بھی  
 ولایتی کا حل سے تیار کی جاتی ہے جس کا حال مثل دیگر لوگوں کے ہے کتابیں جو پریس میں  
 چھپی ہیں اب عموماً ولایتی روشنائی سے چھپائی جاتی ہیں اور اب جہاں تک علم ہے کوئی  
 مطبع والا ویسی روشنائی سے کتاب نہیں چھاپتا ان تمام سے اعتیاد نہایت کم و دشوار  
 ہے یوں تو گوبری سے بھی اعتیاد ممکن ہے مکان میں پختہ پلاستر یا کچا کر اسے اسکی طرف  
 برابر توجہ رکھنا ممکن ہے گوبری کا فائدہ صرف یہ ہے کہ کھل کے بعد شقائق کو روکتی ہے ممکن  
 ہے کہ اس شقائق میں مٹی بھر دی جاوے اسکی نسبت درختار میں ہی کا نہ لایا تھیں اگلا  
 بہ اور ظاہر ہے کہ آجکل رنگ بغیر ولایتی پڑیہ کے متعین غرض کہ اتنا آمین گوبری  
 بدرجہا زائد ہے اور ضرورت اس سے کسی طرح کم نہیں جس مہوسہ کی نسبت فقہاء نے تصریح  
 کر دی ہے کہ جب مٹر کھلے تو انقلب حقیقت سمجھا جاوے اس سے بھی اس کی  
 حالت کم نہیں ہے اسپر اگر نظر کی جاوے ممکن ہے غرض کہ ہر صورت میں اسکی نسبت آسانی  
 معلوم ہوتی ہے :-

اچھا آپ - انقلاب حقیقت تو اتنا میرے جی کو نہیں لگا البتہ ضرورت و عسوم  
 بلوی واقعی معلوم ہوتا ہے اور اثر بہ منہیہ سے نہ بننے کا عمل گنجائش ہوتا ہے۔ یہ پہلے بھی

طہارت  
 تحقیق متعلق سوال و جواب بال

عرض کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**سوال**۔ بسواری ریل کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کرنا چاہئے اگر کھڑے نماز ادا کیجاتی ہے تو چیت ریل کی سرپرستی ہے۔ دوم یہ کہ جو تختہ جانب پورب ہی اوجھا۔  
 پچھم کے تخت کے درمیان میں فاصلہ اس قدر ہے اور درمیان میں جگہ بھی خالی ہے کہ اندیشہ گرنیکا ہی نہ ہو کہ بحالت قیام ریل نماز اتر کر ادا کریمین یہ خیال ہے کہ ریل روانہ ہو جائیگی اور مال بھی نقصان ہوگا اور خود بھی رہا ہوگی تو ان حالات کو یہ کہیں سطح پر نماز ادا کرے۔  
**الجواب**۔ نماز ادا کرنے کے لئے ریل سے اترنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اگر ریل مثل سر پر موضوع علی الارض کے ہے تو خام رہے اور یہی صحیح بھی معلوم ہوتا ہے وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز لودا فقتل لتعلیما ہما انھا کالتی و فقتل لودا فقتل کذا قیل فی شرح المینہ و لم یأذہ لعیوہ یعنی اذا کانت العجلة علی الارض لم یکن شیء منها علی الدابة و انما لھا جمل مثلاً تجرھا الدابة فقتل الصلوة علیہا لانھا حیثین کالتی و الموضوع علی الارض و مقتضی هذا التعلیل انھا لو کانت سائرة فی ہذا الحالة لا تقع الصلوة علیہا بل اذ عذوفیتا مل لان جرھا باجمل وہی علی الارض لا تخرج بہن کو نہا علی الارض یعنی عبادا و اتا رخانہ عن المحيط وہی لوضعی علی العجلۃ ان کان طرفھا علی الدابة وہی تیسر تجوز فی حالۃ العذر لانی غیر ما وان لم یکن طرفھا علی الدابة جازت و ہوا بمنزلۃ الصلوة علی السیرۃ اذ فقوله وان لم یکن لہا یضید ما قلنا لانہ راجع الی اصل السئلۃ فقیدہ بقولہ وہی تیسرہ لو کان اجواز مقیدہ بعدم السیرۃ قتال شامی ج ۱ ص ۱۷۷ اور اگر مثل جملہ معمولہ علی الدابة کے لیے بھی مانی جاوے تب بھی بوجہ عذر کے اترنے کی کوئی ضرورت نہیں اور عذر یہی ہے کہ چلتی ریل میں اتر نہیں سکتا کھڑی ریل میں ریل کے چلنے سے یا مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے و اما الصلوة علی العجلۃ ان کانت طرفھا علی الدابة وہی تیسرہ و لا تیسر فی صلوة علی الدابة فنجوز فی حالۃ العذر المذكور فی التیسر لانی غیر ما من العذر



المطروطين ليعيب فيه الوجه وذباب الرفقاء ودايته لا تتركب الا لبعثاء اذمين ورفقا توترو  
 المذکور فی الیتمم بان یحاج علی مالہ ولفسہ او یحاج من فاسق شامی ج افترک الیتمم  
 یہ بھی امید ہو کہ نماز کے وقت رہتی اس بھی کہ اگر ترک کر دینا ممکن ہے تب بھی ریل میں بہر حال پرہیز  
 جائز ہو گا کیونکہ عذر وقت شروع نماز کے معتبر ہے اگرچہ آخر وقت میں زوال ہو گا  
 متوقع ہو تب بھی باقی شئی و لم اسن ذکرہ و ہوان السافر اذا عجز عن النزول لعذر  
 من الامداد وکان علی رجاء ان العذر قبل خروج الوقت کالسافر مع رکب الحاج  
 الشریع بل ان یعیث الشء مثلاً علی الدایمہ او المحمل فی اول الوقت اذا غاب عن الوقت  
 ام یؤخر الی وقت نزول المحل فی نصف اللیل لاجل الصلوۃ والذی یطہر الی الدلیل ان  
 انما یكلف بالارکان والشروط عند ارادة الصلوۃ والشروع فیہا ولس فی کثرت  
 فاعص و لہذا جازلہ الصلوۃ بالیتمم اول الوقت انفصل ان کان یوجد وجہ الداء قبل خروجه  
 وعلو بانہ قد ادا ما یجب قدرۃ الوجہ عند التقاد سبباً و ہوا ان یفصل بالاداراء  
 و سائیا کذلک شامی ج ۱۰۷ البتہ ای صورتیں انتظار آخر وقت تک مستحب تک مستحب  
 و مذکور الراجحہ رجاء تو یا آخر الوقت المستحب ان لم یؤخر و علی جاز ان کان بینہ و بینہ  
 میل و الا لا در مختار مع الشافعی ۱۶۷ پس ہر گاہ محرم ہو کہ اگر نہ کی کچھ حاجت نہیں  
 تو اگر قیام پر قدرت نہ ہو تو بیچکر پڑھنا درست ہے خواہ شکل سے بیچو او بعد بقیام الما  
 شد بدلی قاعدہ کیف شاء علی لہذا یجب در مختار ۱۶۸ فی الفرض فی فلک جابر  
 قاعدہ بلا عذر مع الغلبۃ القدر اساء و قال لا یصح الاعتذار بہ الا طہر برمانا و مختار  
 ۱۶۹ اور اگر رکوع و سجود بوجہ شرمی و غری ہوئے تھوٹن کے متعذر ہوں تو انشاء  
 سر سے ان دونوں کو ادا کرے اور سجدہ کو رکوع سے ذرا ہٹ کرے و ان تختہ را و ما  
 قاعدہ و یجوز سجود اخص من رکوع و مختار ۱۷۰ و السلام ۲۳ شوال ۱۲۸۸ھ

عہد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریل میں بھی انتظار پانی کا آخر وقت مستحب بہتر  
 ہے ضروری نہیں ۱۲۸۸ھ

(سوال) دورہ کی صورت یہ ہے کہ پانسو چھ سو کوس کے علاوہ گشت کو نیکی نہایت سفر کیا جاوے گا لیکن منزل عموماً چھ سات کوس پور بی یعنی ۱۷ یا پندرہ میل پر پہنچا کرگی اور بعض مقامات پر دو تین روز قیام بھی ہوگا تمام سفر مسلسل طر کیا جاوے گا یعنی گوالیار بعد اتمام گشت واپسی ہوگی کوچ و مقام سب تجویز ہو گیا ہے اسی صورت میں نماز قصر پڑھی جاوے گی یا پوری فقط

نقص در حالت دورہ الحجاز  
صلوۃ

(الجواب) نماز قصر ہوگی فقط ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ  
(سوال) رمضان شریف میں کوچ کے دن کوچ نہ کی ہوگا تو رائج کیونکر پڑھیں آیا فوائد کی طرح سواری پر پڑھ سکتے ہیں سواری ماہی کی ہوگی۔

جواز تردد رائج بردارہ در حالت غدر  
صلوۃ

(الجواب) پڑھ سکتے ہیں فی رد المحتار بخلاف سنتہ التواتر لا ینادونہا فی الکن فیہم قاعدان خالف التواتر و عمل السلف کما فی البحر طائفت و انادات المخالفتہ الکراہتہ و تجبر بالعد فی الدر المختار فی صلوۃ علی الدایمہ فحوز فی حالتہ العذر الی قولہ و ذباب الرفق ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

(سوال) اور اگر کوچ آٹھ نو بجے رات کو شروع کریں تو تراویح تعداد میں کم پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور کہا تک کی ہو سکتی ہے۔

عدم التفتیش عدد رکعات تراویح  
صلوۃ

(الجواب) جب سواری پر جائز ہے پھر کم کرنے کی ضرورت نہیں جیتدر کوچ سے پہلے پڑھ سکیں اور کالقبہ سواری پر پڑھ لیں۔ فقط ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

(سوال) اگر کچھ مسلمان جماعت کشیر ہو جاویں یا آٹھ دس آدمی تک ہوں جمعہ نماز حالت سفر میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

استحاطۃ در مسلمان و صلوۃ جمعہ  
صلوۃ

(الجواب) جمعہ کے لئے کم از کم چار آدمی شرط ہیں اس کو کم نہیں جمعہ صحیح نہیں اور چار اندر زائد سے جائز ہے بشرطیکہ وہ جگہ قابل اقامت جمعہ کے ہو جیسا کہ آگے آتا ہے یہی جگہ گو مسافر پر جمعہ فرض نہیں لیکن پڑھ لے تو صحیح ہے فقط ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ



(سوال) کوٹھی رزیدہ شہر سے علیحدہ ہے اور جامع مسجد ایک میل سے  
تین میل کے فاصلہ تک ہی اس فاصلہ کے ملازمین کو کوٹھی سے بغیر تعطل باہر نکلنے  
کی اجازت بھی نہیں ایسی حالت میں کوٹھی کے احاطہ میں یا کسی مکان میں جمعہ پڑھا جائے  
ہے کیونکہ کپ کی آبادی تو اربع شہر میں ہے گناؤں تو کہا نہیں جاسکتا نماز جمعہ  
تو غالباً فرض ہوگی بغیر مسجد کے بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب اگر یہ جگہ تو اربع شہر سے ہو جیسا ظاہر ہے تو جمعہ اس میں صحیح ہے اور  
یہاں سے کسی کو باہر جانے کی اجازت نہیں تو مضر نہیں لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ اس جگہ کے  
اندر باہر والے بھی آسکتے ہیں یا نہیں اگر آسکتے ہیں تب ہمارے دو جمعہ جائز ہے اور  
اگر نہیں آسکتے ہیں تو جواز جمعہ میں تردد ہے اس لئے مسافر کو اس صورت میں اولیٰ یہ ہے  
کہ ظہر پڑھے کیونکہ جمعہ مسافر پر فرض نہیں تو غیر فرض کے لئے تردد میں کیونکہ پڑھے  
اور جامع مسجد جمعہ کے لئے شرط نہیں۔ وجہ التردد مافی الدر المختار والاذن العام الی  
قولہ فلا یضر غلق باب القلعة لعدا و لعادة قديمة و فی رد المحتار بعد نقل عدم جواز  
الجمعة ان من عومن الدفول ما لفضة قلت یمنی ان کیون محل النزاع ما اذا كانت  
لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا یمحق التقرب کما افاده التعلیل  
تأمل و فیہ عن الخ و کذا لے لا یصح لوجع فی قصرہ بحشمہ ولم یغلق الباب ولم یمنع  
احد الا انه لم یعلم الناس بذلك اھ نقطہ ۱۵ شعبان ۱۲۳۵ھ

سوال شغف پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔  
الجواب فی الدر المختار نفی صلوة علی الدابة فتجوز فی حالۃ العذر المذكور  
فی التیمم لانی غیر ہا و من العذر المطر و طین یغیب فیہ الوجه و ذاباب الرقاع و وابۃ  
لا ترکب الا مبنا الی قولہ حتی لو کان مع امہ مثلاً فی شقی محل و اذا نزل لم تقدر ترک  
و صہا جائزہ ایضاً کما افاده فی البحر فلیحفظ ۱ھ۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ شغف  
میں بعذر فرضی پڑھنا جائز ہے اور اگر اترا تو اور فافلہ کی معیت سب سہل ہو تو شغف  
میں پڑھنا جائز نہیں واللہ اعلم۔ ۲۰ شعبان ۱۲۳۵ھ

حاجہ محمد رفیع الدینی صاحب  
مجلس دارالافتاء

حاجہ محمد رفیع الدینی صاحب  
مجلس دارالافتاء

تحقیق وضع زمین در نماز مخصوص ریل

صلوٰۃ

حاضر شدن نماز بر جوس

صلوٰۃ

**سوال** نماز ریل میں کس طرح پڑھنا چاہئے میں بعض مرتبہ کہتا ہوں کہ پڑھتا ہوں اس طرح کہ ایک تختہ کی طرف کھڑا ہوتا ہوں اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتا ہوں۔ ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ سجدہ میں گھٹنے پاؤں کے زمین میں نہیں لگتے ہیں۔ لہذا نماز نہیں ہوتی۔ مدعی شریف میں ہے کہ سات چیزیں زمین میں بوقت سجدہ کے لگنا چاہئے۔ چنانچہ اون سات میں سے ایک گھٹنے بھی ہیں اور سجدہ سے میت کے گھٹنوں میں کافر لگا یا جا تا ہی ان کی رائے میں اس طرح پڑھنا چاہئے کہ ایک تختہ پر بیٹھو مثل نماز پڑھنے والے کے اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرے مگر اس صورت میں قیام و قریب ہے ترک ہوتا ہے لہذا جناب کی کیا رائے ہی کیا گھٹنے کا لگنا زمین میں بوقت سجدہ کے لازم

**الجواب** فی رد المحتار تظا فرزت الروایات عن المعتبرین بان وضع الیدین و الکفین سنتہ و لم ترد روایت مانہ فرض ج ۱ ص ۵۲۱۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ زانو ٹھکانا فرض نہیں بلکہ واجب بھی نہیں اور قیام فرض ہے پس آپ کا طریقہ صحیح ہے اور ان صاحب کا قول بالکل غلط ہی و اللہ اعلم ۱۴۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ

**سوال** تو قیر اذان آواز اذان چہ قدرست مصلیان چند بمقابلہ جس سرکاری پچ تو قیر اذان کہ گنا۔ ہ حاکم حقیقی ست مئی کنند تا جس سرکاری کہ مقرر شدہ است آواز نہ ہد سجدہ برائے صلوٰۃ مئی آیند چہ حکم مابین است شرح مطلع فرمایند و اجر تو قیر کردن و تاویب غیر تو قیر کردن چہ قدرست بینوا تو جردا۔

**الجواب** ہر جس آمدن و بر اذان نیامدن اگر بنا بر تو قیر جس و عدم تو قیر اذان بودے ہر آئینہ امرے بس قبیح و شنیع بود لیکن جائے چنین دیدہ و شنیدہ نشد بلکہ در اہل مدار نماز بردقت است و از جملہ معرفات وقت جس ہم ست چون معرفات و آلات و دیگر مثل معیاس کہ در دائرہ ہندیہ منتصب ہی باشد و فقہاء نیز اعتبارش کردہ اند پس ہر کہ بر جس می آید نہ باین حیثیت کہ مقصودش حضوریت جس است بلکہ باین حیثیت کہ آواز معرفات وقت است و بر مسلمانان بدگمانی کردن خوبہ تو قیری اسلامت کہ از بے تو قیری اذان شد است و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ و سوال ۱۳۲۳ھ



**سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مساجد میں نماز کے واسطے وقت کا مقرر کرنا اور اس وقت مقررہ پر نماز کا پڑھنا پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شئت الخ  
برودا بالصلوۃ رواہ البخاری وعن رافع بن خدیج قال کنا فی الصلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم نحر الخ جز و تقسم عشر قسم ثم تطیع فناکل کما فیہنجا قبل مغیب الشمس  
تتفق علیہ وعن رافع بن خدیج قال کنا فی الصلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فیتصرف احدنا وانه لیبصر مواقع نبلہ تتفق علیہ عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال انا اعلم بوقت  
نہ الصلوۃ العشاء الاخرۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہا السجود الفکر  
لثالثہ رواہ ابو داؤد والدارمی وعن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم اسفروا بالغمر فانه اعظم للاجر رواہ الترمذی وعن ابی سعید قال صلینا مع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وفیہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ولولا ضعف الضیف وبقیم  
الستیم لآخرت ہذا الصلوۃ رواہ ابو داؤد والنسائی وعن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اشد تعجیلاً للظہر منکم وانتم اشد تعجیلاً للعصر سنہ رواہ احمد والترمذی  
وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلوۃ واذا کان  
البرد مجل رواہ النسائی وعن ابن مسعود قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم الظہر فی الصیف ثلثہ اقام الی حنظلہ اقام الی سبعتہ اقام  
رواہ ابو داؤد والنسائی۔ ان روایات سے چند امور استفاد ہوئے۔ اول  
باجود وسیع ہونے اور اوقات صلوۃ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول  
اکثر اوقات معینہ پر نماز پڑھنے کا تھا اور اسکے خلاف کسی عارض سے ہوتا تھا۔ دوم  
مدار یقین بغض وقت اور مقتدیوں کے حال کی رعایت تھا سوم صحابہؓ میں بھی ایسی  
تعمین معمول یہ تھی۔ پس اب جو مساجد میں تعین ہوتی ہے اسکا محصل یہی ہے جو  
روایات مذکورہ سے استفاد ہوا۔ رہا کہ گہری بینی الضبط اور فاسد سے کام لینا  
سودہ فرد مقصود نہیں بلکہ مقصود اوقات مقصودہ میں اور نہ محض مشابہت اوقات

یہودی اوقات مقصودہ قوم برای نماز یا ضبط  
مقررہ

کا ایک آلہ ہی جو سہولت کیلئے معتبر سمجھا جاتا ہے جیسا کہ بعض اوقات تحری قلب کو میسر قرار دیتے ہیں اصل میں گہنٹہ گہری تحری قلب میں معین و معاون ہے پس یہ طریقہ متعارف بلا تکلف و بلا تردد جائز بلکہ مستحسن و موافق سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ ۲۹ صفر ۱۳۲۳ھ۔

**سوال**۔ نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ نوٹوں پر جمیع احکام درہم و دنانیر کے جاری ہوں گے یا نہیں۔

**الجواب** نوٹ حقیقت میں سند ہی روپیہ کی اور اس روپیہ پر ہر وقت اسکو تسرہ ہے جب چاہے حاصل کر لے پس نوٹ خود گو مال نہیں ہی مگر جس روپیہ کی وہ سند ہے وہ مال ہے اور بوجہ مقدور الحقیصل ہونیکے شمار میں داخل نہیں لہذا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور احکام مختلف میں بعض جاری ہونگے بعض نہیں بالیقین سوال ہو تو جواب دیا جاوے مثلاً دس روپیہ کو کوئی چیز خریدی اور مشتری نوٹ دینے لگے تو بائع پر جبر نہ ہوگا کہ ضرور اسکو لے اس میں مثل درہم و دنانیر کے نہیں ہی اور وجوب زکوٰۃ میں ہی جیسا کہ زراف فقط ۵ اشعبان ۱۳۲۳ھ۔

**سوال** منی آڈر کے ذریعہ سے کسی فقیر کو زکوٰۃ بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں وجہ شک یہ ہے کہ فقہاء نے تو یہ تصریح کی ہے کہ کافر کو وکیل بنانا اور زکوٰۃ میں جائز ہے مگر یہاں اہل ڈاک خانہ صرف وکیل ہی نہیں بلکہ یہ عقد داخل قرض ہو کر یہ صورت قرار پاتی ہے کہ کافر میوں سے یوں کہا کہ ہمارے قرض زید کو دیدینا اور دل میں یوں نیت کی کہ ہم زکوٰۃ میں دلتے ہیں لہذا مسئلہ دو وجہ سے مشکوک ہوا ایک تو یہ کہ حوالہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں دوم کافر کے اس طرح دینے سے زکوٰۃ جائز ہوگی یا نہیں آجکل مسائل میں اسکا بہت دستور ہے۔

**الجواب** فی الدر المختار مسائل متفرقة من کتاب الہیۃ تملیک الدین من لیس علیہ الدین باطل الا فی ثلث حوالہ اذ وصیۃ اذا اسلطہ ای سلف المملک غیر المدیو علی قبضہ ای الدین فیصح مینذ ومنہ ما وصیۃ من ابنہا ما علی ابیہ ما المعتمد الصحیح

الکلام نوٹ در زکوٰۃ وغیرہ

ادائے زکوٰۃ بذریعہ منی آڈر



التسلیط - اس خبریہ ومنہ مال و ہبت الخ سے معلوم ہوا کہ صورتہ تسلیط میں بالفعل تملیک ہوتی ہے ورنہ صحتہ تسلیط سے سئل نہ کیا جاتا کیونکہ قبض صی کے وقت تو صحتہ ہبہ میں کوئی تردد ہی نہیں پہر اس میں ترجیح صحتہ کے کوئی معنی نہیں اس سے ثابت ہوا کہ خود تسلیط تملیک ہی کو قبل القبض اس تسلیط سے غزل جائز ہو لعدم تمام العقد کما لو قال و ہبت ولم یقل الا آخر قبلت یصح رجوعہ ومع ذلک ہو تملیک و یصح نیتہ الزکوۃ عنده وان لم یؤد وقت قبول الموصوب لہ پس جب تسلیط تملیک ہی اور تملیک کے وقت نیت ادا زکوۃ کافی ہے اور مئی آرڈر بھیجنے میں یقیناً تسلیط ہی لہذا روانگی مئی آرڈر کے وقت نیت کافی ہے اب دو فون وجہ شک کی جاتی ہیں کیونکہ یہاں حوالہ سے زکوۃ ادا نہیں ہوئی اور نہ کافر کے دینے سے بلکہ فز کی کی تسلیط سے لہذا ذکر مفصلاً فقط واللہ تعالیٰ اعلم وغلہ اتم واحکم - ۱۸ - ربيع الاول ۱۳۲۱ھ

**سوال** خبر تار واحد افطار شوال یعنی عید الفطر کر نیکے لئے موجب العمل ہے یا نہیں بسندہ صحیح ارشاد فرمائے۔

**الجواب** د امداد الفتاویٰ مطبوعہ مطبعہ مجتبیٰ دہلی صفحہ ۱۷۲ جلد اول میں موجود ہے طلبہ کے دیکھنے کے لائق ہے۔

**سوال** ایک مسجد سرکار انگلہ نیری نے بمشورہ و رضامندی عوام مسلمانان بازیون کے نہ وہاں شہر کے بغیر درت تعمیر دو کانات کے مہندم گرا دی اور اس کے ہر جہ کا روپیہ بلکہ کچھ زیادہ اسے پاس سے مسلمانوں کو بعض اس کے دوسری مسجد تعمیر کرالین و پاس مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کے لوگ روپیہ تلف کر ڈالینگے سرکار ہی خود اپنے ہاتھ سے تعمیر کرادے اور بعض مسلمانوں نے بھی کچھ روپیہ اپنے پاس سے بطور چنبدہ شامل کیا سرکار نے بعض اس مسجد مہند کے دوسری مسجد دوسرے مقام پر اس روپیہ سے باجیا عوام تعمیر کرا دی اور اپنا تعلق بالکل اس مسجد سے قطع کر دیا اور مثل مسجد سابق مہندمہ کے مسلمانوں کو اس

تعمیراتی حکم خیر تار

مہندم گرا دی اور اس روپیہ سے باجیا عوام تعمیر کرا دی اور اپنا تعلق بالکل اس مسجد سے قطع کر دیا اور مثل مسجد سابق مہندمہ کے مسلمانوں کو اس

مسجد میں قبض و دخل و تصرف حاصل ہو گیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ مسجد شرفاً تکلم مسجد ہے یا نہیں اور نماز اس میں جائز ہی یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بکراہت جائز ہی یا بلا کراہت اس میں نماز پڑھنے والے کو ثواب مسجد کامل کا ملے گا یا نہیں اور مسجد مہندہ کا اثاثہ اور سامان بالائی اور زمین کا عوض مسلمانوں کو سہ کار وقت غیر اہل اسلام یا اہل اسلام یا کسی اور شخص سے جو ظلماً مرتکب اس فعل قبیح کا ہو بکبر یا یا بلا جبر لینا درست ہے۔

**الجواب** یہ جزئی نظر سے نہیں گزری اس لئے اس کی ایک نظیر یا کلی نقل کرتا ہوں۔ فی الدر المختار زمینی ثبت بطریق شرعی و قیۃ مکان و جب نقض البیع فی رد المحتار لو ہدم المشتري البنا وان شاء القاضی ضمن البائع قیۃ البنا فلیفد بیعہ او ضمن المشتري ولا ینفذ البیع و یمسک المشتري البناء بالضممان و یكون الضمان للواقف لا للموقوف علیہم اھم المراد بالبناء نقصه و ہذا اذا لم یسکن اعادۃ والا امر باعادۃ کما ستدکرہ ان فی الغصب جلد ثالث ص ۶۵۶ و ۶۵۷ فی الدر المختار فی احکام الاستبدال و یشتری بمنۃ رضا اخری اذا اشار فاذا فعل صارت الثانیۃ کما لا دلی فی شراطہا وان لم یندکر ہا اھم جلد مذکور ص ۶۰۰ ۵۹۹۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہادم مسجد سے اولاً بطلان ہو گا کہ اسی کا اعادہ بعینہ کرے اور جہاں یہ قدرت نہ ہو تو اس سے ضمان لیا جاوے گا خواہ قیمت ملے یا دوسری تعمیر وہ سب ضمان ہے اور ضمان بدل ہوتا ہے مصون کا اور بدل کا حکم مثل بدل منہ کے ہوتا ہے لہذا یہ دوسری مسجد میں کل الوجہ مسجد ہوگی اور نماز اس میں بلا کراہت جائز ہے اور ثواب بھی اس میں کامل ملے گا اور مسجد اول ہندم کا تخمینہ ضمان جقدر ہوتا ہے۔ اگر دوسری مسجد میں ہادم کا اس قدر صرف نہیں ہوا تو بقدر تکمیل کمی کے ہادم سے ضمان کا مطالبہ ہائی ہے خواہ اثاثہ و سامان سے پورا کرے یا نقد سے لیا جائے اور اگر بقدر تخمینہ ضمان صرف ہو گیا ہے تو اب سامان کا مطالبہ جبراً نہیں ہو چکا ہے البتہ اگر بخشی در خواست کرنے سے



لجائے تو مضائقہ نہیں اور باقی جو کافر استہدائے مسلمانوں کے لئے مسجد بنائے  
وہ مسجد نہیں ہے کما فی باب وصیۃ الذی من الہدایۃ و سنہا اذا اوصی بما یکون  
قربۃ فی حقنا ولا یکون قربۃ فی معقہ ہم کما اذا اوصی بالحد و بان بنی مسجد  
لمسلمین و بان یسرج فی مساجد المسلمین و ہذہ الوصیۃ باطلۃ بالاجماع اعتباراً  
لا عقاد ہم الخ اگر کہیں اسکے خلاف تصریح مقدم ہے مستنبط پر۔ واللہ اعلم و علمہ  
اتم و اعلم۔ ۲۔ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ۔

**سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں  
کہ ایک مسجد بازار میں تھی جب ہر روز وقت کو ترتیب جدید اس بازار کی منظور  
ہوئی بازار میں مسلمانوں کو نماز ادا کر کے وہ مسجد منہدم کرادی اور اسکا ہر حصہ  
یعنی قیمت اثاثہ د زمین مسلمانوں کو دی کیونکہ اسکے دوسری مسجد بنوالین۔ مسلمانوں  
نے کہا کہ اگر ہم اپنے اہتمام سے بنوائیں گے تو یہ تلافی ہو جائیگا سرکار اپنے انتظام  
سے بنوادے۔ سرکار نے موافق اجازت اور مرضی مسلمانوں کے باہتمام رئیس  
مسلمانان وہ مسجد اس روپیہ سے بنوادی اور رئیس مذکور نے یہی اپنے پاس سے  
کچھ روپیہ اومیں شامل کیا بعد تیار ہو جانیکے سرکار کو اس سے کچھ تعلق نہ بلکہ بقضہ  
و دخل داہتمام مسلمانوں میں آگئی۔ جیسے کہ اور مساجد میں اور نماز جماعت بھی انہیں  
بکثرت تمام ہوتی ہے۔ اور مسجد دن سے بہت زائد بلکہ مغرب کے وقت گنجائش  
باقی نہیں رہتی۔ اب یہ مسجد شرعاً مسجد صحیح ہے یا غیر صحیح اور نماز اسمین جائز ہے  
یا ناجائز اور ثواب مثل اور مساجد صحیحہ کے ہو گیا یا نہیں اور باعث اس کے کہ روپیہ  
ہر جہ کا سرکار انگریزی نے دیکر وہ مسجد باہتمام اپنے کو بجا رکھی رئیس مسلم ہو  
تیار کرائی ہے مسجد بیت میں کچھ نقصان آگیا یا نہیں۔

**الجواب** وہ مسجد شرعاً بالکل صحیح ہے اور سہل تو جیہ اسکی یہ ہے کہ وقت  
بناد وہ محض ایک مکان تھا لیکن بعد بناد جب مسلمانوں کو دیدیا اور مسلمانوں نے  
اوس کو عسلاً وقف کر دیا وقف ہو کر مسجد تمام ہو گئی اور دوسری تو عسلاً

عہد ایک توجیہ فیصل اس کی پہلے سوال میں جبکہ عنوان ہم ہر مسجد و راہ عزت الخ مذکور ہے

مذکورہ

مذکورہ

بھی ممکن ہیں مگر یہ سب سے پہلے اور واضح ہے۔ واسطہ علم۔ ۳۱۱ حجابی الاولیٰ  
۳۲۳ سنہ ۴۰۰

**سوال**۔ نیلام کابجی ہوس سے کوئی جانور خریدنا اور اسکی قربانی کرنا اور  
جانور دن کا کابجی ہوسن بھیجا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** فی الدر المختار وان غلبہ دای اہل الحرب علی اموالنا وحرزوها  
بدارہم ملکوا ہا۔ اور عملہ کابجی ہوس ناب ہیں ستولین کے پس اس استیلا و ملکاً  
سے وہ جانور ملک سرکار کی ہو جائے گا لہذا بیع کے وقت اسکو خریدنا جائز ہے  
اور جب یہ بیع صحیح سے ملک میں داخل ہو گیا قربانی بھی اسکی درست ہے البتہ  
عرفاً بدنامی کا موجب ہی۔ اس لئے بلا ضرورت بدنام ہونا بالخصوص تقدیر کیلئے  
زیبا نہیں اور کابجی ہوس میں جانور کو داخل کرنا اس میں تفضیل یہ ہے کہ اگر کوئی جانور  
کھیت میں خود گھس گیا ہے اس کا داخل کرنا تو بالکل جائز نہیں کیونکہ اس میں  
مالک پر ضمان نہیں تو اس سے کچھ لینا یا لینے میں اعانت کرنا ظلم ہے اور اگر کسی  
نے مقدراً جانور کو کھیت وغیرہ میں داخل کر دیا ہے اس پر بقدر اکتاف ضمان  
اس مقدار تک اگر کابجی ہوس میں یا ویسے ہی اس سے وصول کیلئے تو جائز ہے  
اور ایس سے زائد بطور جرمانہ کے ناجائز ہے کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے اور حقیقہ  
کے نزدیک منوع ہے۔ کما صرحوا بہ فی الدر المختار آخر باب خبیاتہ البہیمۃ  
ادخل غنما او ثوراً او فرسا او حماراً فی زرع او کرم ان ساقا صمن مائل و لا للکمل  
لیضمن و قال الشامی مرجحاً للقول الثانی اقول دینظر ارجحۃ ہذا القول لموافقتہ  
لما راول الباب من انہ یضمن ما احدثتہ الذبۃ مطلقاً اذا ادخلها فی ملک غنم  
بل اذ نہ لتعدیہ واما لو لم یدخلها ففی الہدایۃ ولو ارسل بہیمۃ فامسدت زیر عا علی  
فیراہ صمن المرسل وان مات یمینا او شمالاً و لہ طریق آخر لا یضمن لما مر۔  
د محرم ۳۲۳ سنہ ۴۰۰

قربانی جانور خرید کر دے کابجی ہوسن و احوال جانور ان دوران و روا



بماہ جنوری آئندہ دہلی میں ہو نیوالا ہو کوئی دکان مراد آبادی برتنوئی یا اور کسی مال کی کہو لیجائے یا دربار کے کسی کام کا ٹھیکہ لیا جائے۔ احقر نے جواب میں کہا کہ دربار کے کام کا ٹھیکہ اعانت مجمع کفار ہے اور نمائش ہی ایسی ہی کیونکہ نمائش بعد ختم دربار ہوگی اوس سے غرض دربار کی آرائش نہیں ہر بلکہ ملک کی صنعت و خیر کی جالی منظور ہے۔ یہ حیطہ دیگر اوقات میں مختلف مقامات میں نمائشیں ہو کر تھیں اوس میں حضور کا کیا ارشاد ہو اگر شرکت ایسے مجموعہ کی ناجائز ہے تو اپنے دواخانہ کے اشتہارات تقسیم کرنا درست نہیں یا نہیں۔

**الجواب** کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہیں ہر بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منع کیا جائے ایسے مجمع کی شرکت و اعانت سب حرام ہے اور جو کسی غرض مباح سے ہو جیسے مجمع مسؤل عنہ کو محض تزیید و تراستحکام امر حکومت کے لئے ہو گا برے نزدیک اس کا یہ حکم نہیں ہاں اگر کسی معتد کی شرکت سے یہ احتمال ہو کہ عوام الناس میری سند پکڑ کر دوسرے ناجائز جماع کو اس پر قیاس کر کے بدعت باطلی کرنے لگیں گے۔ وہاں اس عارض کی وجہ سے سداً للذوالع خاص ایسے شخص کو بچنا واجب ہو گا اور اشتہار تقسیم کرنا تو ہر حال میں جائز ہے اسکو تشریح سواد سے کچھ مس نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام حکم۔

**سوال**۔ سرکار قدسیہ سلیم رحمہ نے کچھ روپیہ گورنمنٹ انگریزی کو دیا تھا جسکے سود میں تمام پانی شہر میں آتا ہے مسجد وغیرہ فوض میں بڑے بڑے قاضی مفتی پتے میں دھنوکرتے ہیں آیا ایسا پانی جائز ہے یا نہیں ہم لوگ سب مبتلا ہیں گرامین شہر میں ہر کہ اس کے سود ہی سے یہ پانی کے ٹل جاری کئے گئے ہیں یا عموم بلوی کے لئے جائز ہو گا غرض کہ اس مسئلہ کے جواز و عدم جواز سے ضرور مطلع فرمائے۔

**الجواب** جس شے میں جنت ہو اسکا استعمال حرام ہے نہ کہ اس سے مس کی ہوئی چیز نہ کا بھی کیونکہ مس بالجنبہ اسباب جنت سے شرع میں نہیں ہے

تاریخ درجہ جامعہ کفار

تاریخ درجہ جامعہ کفار

تاریخ درجہ جامعہ کفار

ورنہ مس بالکافر سے تلوث لازم ہونا چاہیے۔ پس نل میں اگر چہ خبث ہو مگر وہ رعایا کے استعمال میں نہیں ہی کیونکہ وہ اہل حکم کے تصرف میں ہے پس ہی اسکے مستقل ہیں اور جو پانی استعمال میں ہے وہ مباح ہے گوئل سے مس کئے ہوئے ہو اور مس بالخبیث کا اسباب خبث میں سے نہ ہونا اور ثبات ہو چکا

واللہ اعلم ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ

**سوال**۔ آجکل جو باجوہ لوگراف بکثرت ہرقصبہ و دیہات میں پھیل گیا ایسا۔ مزامیر و معارف میں داخل ہے یا نہیں اور اس میں قرآن شریف بھی بھرتے ہیں یہ فعل قرآن شریف کی بے اجبی ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ یہ جس صورت کی حکایت ہے اسکے محکمٰ عنہ کا سا اسکا حکم ہی مثلاً اگر اس میں معارف و مزامیر یا غناء و جنبیہ کی صورت بند ہے سنا حرام ہے اور اگر کوئی صورت مباح ہے تو سنا مباح لیکن قرآن کا بند کرنا ایک عارضی خارجی کی وجہ سے کہ تلہی و تلعب بالقرآن ہی ناجائز ہے۔ ۲۰۔ رمضان ۱۳۲۲ھ۔

**سوال**۔ آلہ فوٹو گراف جو مثل انسان کے باتین کرتا ہے اس میں دو قسم کی آوازیں بھری ہوتی ہیں ایک تو کلام اللہ دوسرے راگ باجے وغیرہ پھر دونوں کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ بعض لوگ اپنی آمدنی کے لئے بازار میں لے جاتے ہیں اور مقدار معین منانے پر ایک پیسہ اجرت لیتے ہیں دوسرے یہ کہ کوئی آسودہ شخص شوقیہ مختلف قسم کی آوازیں بھر داکر اپنے یہاں رکھ لیتا ہے اور کبھی خود اور کبھی درست احباب کو سنا تا ہے۔ پہلی صورت میں راگ باجے وغیرہ کا کیا حکم ہوگا اور کلام اللہ سننے کا کیا حکم از روئے شرع ہوگا اور جو شخص اس سے کماتا ہے وہ عاھی ہوگا یا نہیں اور جو کسی دیکر سنتا ہے وہ عاھی ہی یا نہیں اور دوسری صورت راگ باجے میں کیا حکم رکھتی ہے اور کلام اللہ کی صورت میں کیا حکم ہے اگر اس صورت میں کلام اللہ کو ناجائز قرار دیا جائے (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) تو بندہ کا یہ

کتاب المحظورات

کتاب المحظورات



اعترض ہی کہ اگر یہی آلہ امام غزالی وغیرہ بزرگان دین کے وقت میں ایجاد ہوتا اور ان کے مواعظ اسمین اتنا محفوظ ہوتے تو بڑے بڑے علماء ائمہ وقت میں ضرور سنتے بلکہ اجرت دیکر بھی سنتے۔

**الجواب۔** اس مسئلہ میں دو مقام پر کلام ہے اول یہ کہ جس صورت میں اسکو بند کیا گیا ہے اسکا فی نفسہ سننا جائز ہے کیا کسی عارض کی وجہ سے ناجائز ہو جاتا ہے یا نہیں۔ سو امر اول کی تحقیق یہ ہے کہ اگر راگ باجہ اسمین بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا اور سننا مناسب ناجائز ہے یا تو اسوجہ سے کہ وہ حکایت بالکل محکی عنہ کے مائل ہے تو جو مفسد مدار نہی سماع محکی عنہ کے میں وہ ہی مفسد حکایت میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً تحریک قوی شہویہ وغیرہ اور یا اگر تامل کیا جائے تو حقیقت میں یہاں حکایت و محکی عنہ کا تفادیت ہی نہیں بلکہ وہ صوت بعینہ مسموع ہوتی ہے جس سے ہوا متکلف ہو جاتی ہے جیسا اصل حکم کے وقت بھی سنتے کی یہی علت ہی اور اسکو ماہر طبیبات بہت آسانی سے مان سکتا ہے بہر حال ناجائز ٹھہرا۔ اور اگر قرآن یا کوئی دغذا یا کوئی کلام مباح السماع اسمین بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا فی نفسہ جائز ہے اب یہاں امر دوم کی تحقیق کی ضرورت ہوگی کہ کلام جائز السماع فی نفسہ کا سننا کسی عارض سے ناجائز ہو سکتا ہے یا نہیں سو اسمین تفصیل یہ ہے کہ اس کا مدار نیت پر ہے اگر مقصود تلہی و تلعب ہے۔ جس کلام کو آلہ تلہی و تلعب بنانا جائز نہیں اسکا سننا اس عارض کی وجہ سے ناجائز ہوگا جیسے قرآن و نحوہ۔ ورنہ جائز ہوگا جیسے کوئی قصہ مباحہ و مثلہا اور غائب عادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین قرآن سننا اکثر کو مقصود نہیں ہوتا اور وعظ کے مضامین خود مقصود بالسماع ہوتے ہیں لہذا قرآن سنتے کو منع کرنے کے اور سماع وعظ و قصص مباحہ کو جائز کہنے کے جب ناجائز ناجائز کی تعیین ہو گئی پس جائز کا سننا سنانا جائز اور ناجائز کا سننا سنانا ناجائز اور جائز پر اجرت

لینا بھی جائز اور ناجائز پر ناجائز اور جبکہ لینا ناجائز اسکا بلا اضطراب دینا بھی ناجائز اور جبکہ لینا جائز دینا بھی جائز اس سے تمام صورتوں میں عینا کا جواب ہو گیا فقط۔ وائے  
اعلم۔ ۱۸۰۔ ذالْحِجَّہ ۱۳۲۲ھ

**سوال**۔ سمر نیرم ایک علم ہے جس میں صرف نظر کی اور طبیعت کی یکسوئی کی بہت  
چند روز حاصل کیجاتی ہے پھر اس سے مراحل تصوف مثلاً وحدۃ الوجود۔ کشف القبور۔  
سلب الامراض وغیرہ بلا کسی ذکر طے کرتے ہیں اور اس سے علاوہ انکے اور اور  
باتیں بھی حاصل ہوتی ہیں مثلاً کسیکو بزور نظر بیہوش کرنا اور اس سے پوشیدہ اسرار  
پوچھنا وغیرہ مواضع کا جو نظر سے غائب ہیں مال بتانا وغیرہ جیسا کہ حکماء اشراقیین کیا  
کرتے تھے۔ اس کا حاصل کرنا درست ہی کوئی خلاف شرع امر تو نہیں ہے۔

**الجواب**۔ تصوف نہ یکسوئی کا نام ہے نہ مکاشفات کا نہ تقرنات کا نہ واردات  
کا بلکہ اسکی حقیقت ہی اصلاح ظاہر و باطن۔ پس مقاصد اسکے اعمال قابلہ اور قلبیہ  
اور غایت اسکی قرب و رضاء حق ہے اور یکسوئی اسکا مقدمہ ہی جبکہ مقصود مذکور  
اُس پر مرتب ہو اور واردات مثل وحدۃ الوجود وغیرہ اسکے عوارض و آثار غیر لازمہ  
سے ہیں اور مکاشفات کو نہ مثل کشف القبور وغیرہ اور تقرنات مثل سلب الامراض  
وغیرہ کو اس سے کوئی من نہیں ریاضت پر اسکا ترتیب ہو سکتا ہے چنانچہ کفار بھی  
اسمیں شریک ہیں اور سمر نیرم میں کل تین چیزیں ہیں۔ بعض مخفیات کی خبر دینا کچھ  
تقرنات کرنا اور اسکی ہدایت کے لئے یکسوئی کی مشق کرنا۔ سوا دل تو اسمیں مخفیات  
کی خبر دینا اکثر تابع خیال عامل کے ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک واقعہ غائبہ کو دو عالموں کے  
سامنے جدا جدا مختلف طور پر بیان کرے ہر ایک کو یقین دلایا جائے اور پھر کوئی شخص  
جدا جدا مجلسوں میں اس واقعہ کی نسبت عالموں سے دریافت کرے تو وہ دونوں  
اپنے تو اعداد و طریق کو استعمال کرینگے بعد الگ الگ جواب دینگے جب چاہے  
اسکا امتحان کر لیا جائے اور اگر فرض کر لیا جائے کہ احیاناً انکشاف واقعی بھی  
ہو جاتا ہے تو کشف کا تصوف سے تعلق نہ ہونا اور معلوم ہو چکا ہے۔ اس طرح تقرنات

کی یکسوئی کا نام ہے  
یعنی علم سمر نیرم



کا اس سے تعلق نہ ہونا اب رہی کیوں سودہ مقدمہ تصوف جب ہی ہے جب تصوف سیر مرتب ہو اور جب سمر زمیں یہیں تو وہ مقدمہ تصوف بھی نہو اس محقق ہو گیا کہ تصوف سے اسکو اصل تعلق نہیں اب رہا اس سے قطع نظر کر کے اسکا جواز یا ناجواز تو چونکہ مشاہدہ سے اس سیر مفاسد کثیرہ کا ترتیب معلوم ہوا ہے جیسے انبیاء و اولیاء رضی اللہ عنہم کے کمالات کو اسی قبیل سے سمجھنا چنانچہ ایسا ہی تو ہم اس سوال کا منشاء بھی ہوا ہے یا انکے ساتھ دعویٰ و زعم مساواة و مماثلت لکھ کرنا اور عامل میں عجب پیدا ہو جانا بعض امور جن کا تجسس حرام ہے ان پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا ان انکشافات پر جو کہ شرعی حجت نہیں ہیں بلکہ دلیل شرعی مینہ و اقرآن و مشاہدہ کے یقین کر لینا اس بنا پر کسی پر چوری وغیرہ کے سوزن کو بچہ کر لینا بعض اغراض مباحہ میں تصرف سے کام لینا یا خود اگر مفاسد سے بچ سکے مگر دوسرے عوام کے لئے اس عامل کا موجب افتنان و اضمحلال ہو جانا وغیرہ ذلک من المفاسد العدیده الشدیدۃ اس لئے یہ فن گویا بالذات و بعینہ مقتضی قبح کو نہ ہو مگر بوجہ عوارض و مفاسد مذکورہ کے کہ عادتاً اسکے لوازم میں سے میں قبیح وغیرہ کی قسم میں داخل ہو کر سنہی عنہ اور حرام ہے چنانچہ ماہر اصول و فقہ پر یہ قاعدہ مخفی نہیں۔ فقط

۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

**سوال**۔ جرم سلور کا حکم چاندی ہی کا ہی یا نہیں گہری جس کا کیس اسی چاندی کا ہو رہی ہے یا نہیں اگر کیس کے پاس ہو تو کیا کرے قیمتی شے کو ضائع کرنے سے کسی تدبیر یا حیلہ سے بچا سکتا ہے یا نہیں اگر اوپر لوہے یا پتیل وغیرہ کا خول چڑھوا لے تو جائز ہو جائیگی۔ اس قسم کی گہری کی بجائے کیوں جائز ہے مسلمان کے ہاتھ چنانچہ جبکہ معلوم ہو کہ وہ اسکو استعمال کرے گا اعانتہ علی المعصیت نہیں ہے زین اور قبضہ سیف وغیرہ موضع جلوس و قبض سے بچنے پر کیوں جائز ہو گیا فقہ میں ظرف کی قید نہیں بلکہ استعمال مثل ذلک ہے جس میں محلہ وغیرہ بھی داخل ہیں جو اگر ہے ظرف نہیں غرض کوئی قاعدہ کلیہ

فرماتے ہیں جس سے جزئیات مستخرج ہو جائیں اور گہری کے بارہ میں اگر کوئی حیلہ نکل سکے بشرطیکہ صحیح ہو تو مسلمان کا مال بچ جائے۔

**الجواب** جز میں سلور کی ماسیت اگر فضہ ہے تو حکم فضہ میں ہی ورنہ نہیں مجبو اسکی ماسیت کی تحقیق نہیں اور جس گہری کا کیس چاندی کا ہو اسکا استعمال جائز نہیں قیاساً علی المرآة من الفضة اور لو ہے وغیرہ کا خول چڑھانا اس طرح سے کہ چاندی کا ظرف نظر نہ آئے ظاہراً حجاز کے لئے کافی ہے۔ اخذ ممان رد المحتار عن التاتر خاتمة لابیاس بان تیمذ خاتم حدید قد لوی علیہ فضة والبس بفضة حتی لا یرى جلدہ ص ۳۵۲ قلت والامر المشترك بینہما ستر بالایحوز بہما یوزن قال رہا یسح کا جواز عدم جواز سواسمین روایات فقہیہ بظاہر بہت متراجم معلوم ہوتی ہیں چنانچہ درختار میں ایک مقام پر ہے فاذا ثبت کراہتہ لبسہا للتحیم ثبت کراہتہ بیہا وصینہا لما فیہ من الامانة علی مالایحوز وکل مادی الی مالایحوز الا یحوز اور شاکین اسمین تامل کیا ہی بقول امتنا یحوز بیع العصیر من خمار۔ اور آگے ایک فرق کیا ہے جلد ۵ ص ۳۵۲۔ احقر کے نزدیک کراہتہ تزیہی تو اسمین ضرور ہے رہا تحریمی سواس کا قاعدہ روایات فقہیہ کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز بخر معصیت کے اور کسی مباح غرض میں کام نہ آ سکے اسکی بیع تو محرم ہے اور جو دوسرے کام میں بھی آ سکے اسکی بیع میں تحریم نہیں کہا قال الشیخ عن ابن الشحنة الا ان المنع فی البیع اخف منه فی البس اذ یکن الانتفاع بہا فی غیر ذلک و یکن سبکھا وتغییر بہا جلد ۵ ص ۳۵۲ اور منطقہ وحلیہ سیف علاوہ تبعیت کے بوجہ آثار کے بھی مستثنیٰ ہیں لکن فی الہدایہ اور شرح مفیض وغیرہ میں بشرط بچنے موضع فضہ کے اس کو اجازت دی گئی ہے کہ تفضیض کو تابع قرار دیا ہے لکن فی الہدایہ اور مکملہ وغیرہ خود استعمال میں مستقل ہیں۔ اسی طرح کیس گہری کا لو قصد میں تابع ہے مگر دفع و ترکیب میں متبوع ہے جیسے آئینہ کا خانہ اور اسی سے قاعدہ کلیہ سمجھ میں آ گیا ہو گا اور حیلہ خول چڑھانیکا

بعد میں ایک ماہر سے تحقیق ہو کہ چاندی نہیں ۱۲ منہ



ادپرگزرجکا ہے۔ واللہ اعلم۔ سہریج الاول ۱۳۲۵ھ

**سوال**۔ فونوگراف جو ایک آلہ نقل الصوت ہے اس میں تقاریر غنائت موسیقی اور قرآن سے رکوعات قرآن مجید کی آوازیں ایک خاص ایجاد سے بند کی جاتی ہیں اور پھر وہی اصوات تنہائی میں مجالس میں تماشا گاہوں میں الہ مذکور کو کر سکتے ہیں تو اس طرح قرآن مجید کی آواز کا اس میں بند کرنا اور پھر فونوگراف سے سننا درست ہے یا نہیں اور فونوگراف با جا ہی یا کیا ہے اور کلام مقدس کی اس قسم کی آواز قرآن ہوگی یا کیا کہیں گے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فقہ الکبیرین فرماتے ہیں والقرآن فی المصاحف مکتوب و فی القلوب محفوظ و علی اللسان مقرر وہ تعریف آواز مذکور پر نفی میں صادق آئیکلی یا اثبات میں بھی یہ امر بھی گزارش ہے کہ جس آلہ سے اسکی پلیٹ پر صوت بہر جاتی ہے اس سے اسکی پلیٹ پر کچھ خطوط دواڑ کے طور پر بن جاتے ہیں اور جب اسکی مشین چلائی جاتی ہے تو اسکا ایک پڑزہ جس کے آخر میں ہیرے کی کئی لگی ہوتی ہے وہ کئی اس دواڑ پر گشت کرتی ہے اور اس سے صوت پیدا ہوتی ہے وہ خطوط آپس میں کچھ متنازع نہیں معلوم ہوتے بلکہ ہر پلیٹ پر خطوط یکساں۔ سے معلوم ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ فی الواقع کچھ تمایز ہو لیکن محسوس نہیں ہوتا چلائیولے کو یاد رکھنا پڑتا ہے کہ اس پلیٹ پر فلان چیز منقش ہے اور اوسپر دوسری چیز پس ان نقوش کا کیا حکم ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ یہ آلہ لہو ہے نہ مذکر اس لئے بہرنا اور سننا خلاف ادب قرآنی ہے لیکن اگر کوئی بہر دے تو اس پلیٹ کا بغیر وضو کے چونا جائز ہے یا نہیں اور تعریف قرآن کی اسپر صادق ہے یا نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آلہ خود با جا نہیں ہی بلکہ محض نقل صوت کرتا ہے اگر با جا بھرا جائے تو بلجے کی آواز نکلتی ہی ورنہ جو بہرا جائے اس لئے مطلقاً با جا نہیں کہا جا سکتا بہر حال امید ہے کہ اسکی نسبت حضرت اقدس اپنی رائے تحریر فرمائیں گے۔

**الجواب**۔ ان نقوش میں جب تک پڑے جائیکلی صلاحت ثابت نہ ہو ورنہ مکتوبہ کے حکم میں نہیں اس لئے انکا مس کرنا محدث و جنب کو جائز ہے جیسا دماغ

کتاب الخط والامانہ  
فونوگراف و تحقیق سن لا و فونو پلیٹ عالی قرآن را

میں ارتسام الفاظ قرآنہ کا ہوتا ہے اور اس دماغ کا سر کرنا جائز ہے البتہ اگر وہ پڑھے جانے لکین تو اس وقت دلالت وضعیہ غیر لفظیہ کی وجہ سے اس کو حکم حروف مکتوبہ کا دیا جائیگا۔ یہ حکم تو نقوش کا ہے اور جو آواز اس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہیں ہے بلکہ نقل اور عکس تلاوت کا ہے مشابہ صوت طیر اور صدا کے پس اس کا حکم بھی تلاوت کا سا نہ ہوگا مثلاً بنا بر روایت در مختار وغیرہ اس کے استماع سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا اور آپ کی یہ رائے صحیح ہے کہ اس کا حکم باجہ کا سا نہیں ہے بلکہ تابع ہوگا محکی غنہ کے جواز و عدم میں لیکن چونکہ مقصود اس سے تلہی ہے اس عارض کی وجہ سے قرآن ہر نا اسمین جائز نہ ہوگا اس طرح مستنا بھی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ۔

**سوال**۔ تائش تعلیمی جو پارہائے کاغذ پر دو تختیان۔ الف ب کی لکھتے ہیں اور چند اشخاص آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں پھر ایک شخص ایک حرف رکھتا ہے دوسرے نے اگر کوئی لفظ بنالی تو اس کو وہ پتہ لیلیا تیسرے نے ایک حرف اور لاکھ اگر لفظ بنالی تو وہ پتے اُس کے ہو گئے یونہی نہ بہا تک شرکاء بتاتے جائیں اور اگر کوئی نہ بنا سکا تو وہ سب پتے ادا کے ہونگے یہ کیلنا جائز ہے یا نہیں اور اگر ہار جیت نہ رکھی جائے اور سب پتے اکٹھے رکھے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے۔

**الجواب**۔ اگر ہار جیت نہ ہو تو جائز ہے بلکہ مبتدیوں کے حق میں شاید مفید ہے۔ واللہ اعلم۔ ۶ رمضان ۱۳۱۹ھ۔

**سوال**۔ آجکل بعض انگریزی تجارتوں کا یہ حال ہے کہ کاغذ فروخت کرتے ہیں اور اسمین چار ٹکٹ لگے ہوتے ہیں جس کو وہ شخص اسی قیمت کو مثلاً ایک پیر پر چار اشخاص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور ان اشخاص سے وہ روپیہ وصول کر کے اور ان کا پتہ کہنی کو لکھ کر بھیجتا ہے صاحب کہنی ایک گہری اس شخص کو بھیجتا ہے اور ان چار اشخاص کے نام ایک ایک کاغذ ویسا ہی بھیجتا ہے

تائش تعلیمی

سلطان دارمیدان و وزیر مصلحت



جسمین جیسے ہی چار ٹکٹ بھی ہوتے ہیں جسکو وہ چاروں شخص لوگوں کے ہاتھ سی  
میت کو مثلاً ایک روپیہ کو پہر بیچ ڈالتے ہیں جب روپیہ ان لوگوں کے پاس  
آ جاتا ہے تو وہ لوگ بھی صاحب کمپنی کے نام روپیہ اور خکے ہاتھ وہ ٹکٹ فروخت  
کئے ہیں انکا پتہ وغیرہ لکھ کر بھیجتے ہیں صاحب کمپنی ایک ایک گھڑی انکے نام  
بھیجتا ہے اور ایک ایک کاغذ ویسا ہی خکے نام انہوں نے ٹکٹ فروخت  
کئے ہیں صاحب کمپنی کو بھیجتا ہے پر وہ لوگ بھی ویسا ہی عمل کرتے ہیں اور اسطرح  
اسکا اجرا رہتا ہے ہاں البتہ جس شخص کے ٹکٹ فروخت نہ ہونگے وہ البتہ لفغان  
اٹھایگا تو شرعیہ بیع جائز ہے یا نہیں اور شرعیہ ایسا کرنا کیسا ہے۔

**الجواب۔** حاصل حقیقت اس معاملہ کا یہ ہے کہ بائع مشتری اول سے بلا واسطہ  
اور دوسرے مشتریوں سے بواسطہ مشتری اول یا ثانی یا ثالث وغیرہم کے یہ  
معادہ کرنا ہے کہ تم نے جو روپیہ بھیجا ہے اگر تم اتنے خریدار پیدا کر لو تو اس روپیہ  
مسئلہ کے عوض ہم نے تہلکے ہاتھ گھڑی فروخت کر دی ورنہ تمہارا روپیہ ہم  
ضبط کر لینگے۔ سو اسمیں دونوں شرطیں فاسد و باطل ہیں دوسرے خریداروں کے  
پیدا کر نیکی تقدیر پر فروخت کرنا بھی کہ وہ تخیر بیع کے وقت (مقررون بشرط فاسد  
مخالفت مقتضائے عقد ہونگی وجہ سے) عقد فاسد حکم ربوای اور تعلیق کے وقت  
(تعلیق الملک علی الخطر ہونگی وجہ سے) تمہاری اور ربو اور تمہارے دونوں حرام ہیں۔ اسطرح دوسری شرط  
یعنی خریدار پیدا کر نیکی تقدیر پر روپیہ کا ضبط ہو جانا بھی کہ صحیح اکل بالباطل ہے اور یہ تاویل  
ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی کہ روپیہ کے عوض ٹکٹ دیا گیا کیونکہ ٹکٹ یقیناً بیع نہیں ہو ورنہ  
بعد خرید ٹکٹ معاملہ ختم ہو جاتا ٹکٹ فروخت کر کے گھڑی کا استحقاق ہرگز ہوتا جیسا تمام  
عقد میں ہی ہوتا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ ٹکٹ بیع نہیں بلکہ روپیہ کی رسید ہے جب دونوں  
شرطوں کا فاسد اور باطل ہونا ثابت ہو گیا تو ایسا معاملہ بھی بالیقین حرام اور متضمن ربو اور  
تمہارے اکل بالباطل ہے اور اسطرح اسمیں جواز کی گنجائش نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ  
احل البیع وحرم الربوا۔ وقال اللہ تعالیٰ انما الخمر والیسر الی قولہ جس

من علی الشیطان الایۃ۔ وقال اللہ تعالیٰ ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الایۃ  
وقال صلی اللہ علیہ وسلم کل شرط لیس فی کتاب اللہ فهو باطل ونبی علیہ السلام عن  
بیع وشرط وفی جمیع الکتاب العقبیۃ صرحوا بعدم جواز بیع مشروط بما لا یقتضی العقد ولا  
یلائمہ ونبیہ نفع لاحد ہما کما لا یخفی علی من کالعباء۔ واللہ اعلم۔

**سوال** حضور ہمارے ملک میں رواج ہی کہ سال کے پہلے از جانب سرکار ایک  
جگہ مقرر کیا جاتا ہے اس لئے کہ بیع وغیرہ جو رعایا کی زراعت کا نقصان کرتا ہے وہاں  
لیکر بند کر دیتے ہیں اور پیسہ روپیہ علی تفاوت النوع لیکر چھوڑ دیتے ہیں وگرنہ اس میں  
وغیرہ کو بعد پندرہ سولہ دن کے نیلام کرتے ہیں اور یہ پیسہ لینا اور نیلام کرنا از جانب  
سرکار ہوتا ہے اسکو کٹہر کہتے ہیں اسکو سرکار بہادر بیچتے ہیں کہ اس کو کوا ایک برس  
کے لئے میں اتنے روپیہ میں بیچنا ہوں جو کوئی لیکر گاہیل وغیرہ کی قیمت وہ لینے پس یہ صورت  
کیسی ہے اور اسکو خریدنا درست ہی یا نہیں اور بیچنا کیسا ہے۔

**الجواب** اس صورت میں بیع وہ روپیہ ہی جو سال بھر میں جرمانہ یا قیمت مویشی  
کا وصول ہو گا۔ سوا دل تو وہ روپیہ میں نہیں دوسرے موجود نہیں تیسرے ابھی  
حق سرکار بھی نہیں ہو اس لئے وہ روپیہ بیع ہو نیکی صلاحیت نہیں اس لئے یہ بیع  
حرام اور باطل ہی اور تمار و سود میں داخل ہے فقط ۹ ر محرم ۱۳۲۲ھ

**سوال** زید اور عمر دین منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بیچنے میں گفتگو ہی الخ

**سوال** زید اور عمر دین ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کر نیکی نسبت گفتگو ہی الخ

**سوال** والد صاحب قبلہ نے ایک عرصہ سے منی آرڈر بیچنا چھوڑ دیا ہے بجائے  
اسکے نوٹ بیچتے ہیں نوٹ جہاں جاتے ہیں وہ اسکو فی سیکڑہ کچھ آنسوئی کمی سو  
لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

۱۵ یہ دونوں سوال جواب حوادث الفتاویٰ مکتور سال ضیاء الاسلام کو صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ میں چھپ چکے  
ہیں یہاں بھی دونوں کا شرع اسکو بتلادیا ہے تاکہ امداد الفتاویٰ کو مسائل متعلقہ بواجبہ دیدہ کا کوئی  
جزوہ اجتماع سے خارج نہ رہے بلکہ اندراج کا ذکر بہت اور ایک حاشیہ میں گزرا ہے اور مفصل اس لئے نقل

نہیں کیونکہ کہ صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ میں چھپ چکے تھے ۱۲۸

بیمہ سودا سٹی خانہ

از دفتر لکھنؤ



**الجواب** - نوٹ کمی سے لینا دینا دونوں ناجائز ہیں مگر سرے سے نزدیک اس کمی سے بدل میں حرمتہ و خباثت پیدا نہیں ہوتی اسکی وجہ محتاج تطویل ہے ورنہ لکھ دیتا ہوں۔

**سوال** - بندہ کے یہاں نمک کی تجارت ہوتی ہے اور تین جگہ کارخانہ ہے ایک آرتی بہت معتبر مل گیا ہے اُس نے روپیہ بچھنے کی سبیل یہ رکھی ہے کہ جب مال فروخت ہو جاوے تو نوٹ بھی دیتا ہے ایک بار میرے ذمہ اُس کے روپیہ چاہتے تھے بوجہ دیر میں بھینچو روپیہ کے اُس نے سود لگایا تو بندہ نے اُسکو سود نہیں دیا اور یہ لکھا کہ ہمارے مذہب میں سود لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں اس لئے ہم معاملہ سود کا ہرگز نہیں کر سکتے اُس نے لکھا کہ ہم سود نہیں لینگے اور یہ بھی معاملہ طے ہو گیا کہ سود کا لین دین کبھی ہنوں گا البتہ جب نوٹ پہنچتا ہے تو کمی کے ساتھ پہنچتا ہے مثلاً فی سیکڑہ دو آنہ تین آنہ کا آتا ہے اگر اُنکے یہاں کٹ کی شرح مختلف اوقات میں مختلف طور سے معین ہوتی ہے اور کچھ حصہ ہمارے روپیہ میں سو گوسالہ کے نام بھی کاٹتا ہے اور یہ ہماری ہی تخصیص نہیں بلکہ اُنکے یہاں کا قاعدہ ہر ایک سو نہیں ہے سو بندہ یہ دریافت کرتا ہے کہ یہ امر دونوں جائز نہیں معلوم ہوتے اس کے بارے میں کیا کیا جاوے اگر اس سے یہ کہا جاوے کہ یہ معاملہ ہم نہیں کریں گے تو وہ ہرگز نہ مانے گا کیونکہ نوٹ میں کمی اُنکے یہاں سود میں شمار نہیں اور گوسالہ کی نسبت بھی نہیں مان سکتا۔ کیونکہ صرف ہمارے لئے قانون جدید نہیں معین کرتے گا تو اب کیا حیلہ کیا جائے جس سے معاملہ شریعت کے موافق رہے اور یہ بھی تحریر فرمائے کہ اگر وہ یہ معاملہ رکھو تو مجھ پر مواخذہ اخروی رہے گا یا نہیں اور نوٹ میں کمی زیادتی صرف مسلمانوں کے درمیان ناجائز ہے یا جب ایک جانب مسلم ہو اور دوسری جانب کافر تو بھی جائز ہے یا نہیں جملہ امور معضلات تحریر فرمادیتے ہوں۔

**الجواب** - نوٹ کی حقیقت حوالہ ہے اور حوالہ میں کمی بیشی جب معدوم یا مشروط ہو رہو اسے البتہ اگر بلا شرط دعوت ہو تو بعض صورتوں میں تاویل صلیح کی ہو سکتی ہے مگر اب ممکن نہیں میری سمجھ میں تو اسکی تدبیر بخیر اسکے کہ نقد روپیہ

اس سے لیا جاوے اور کچھ نہیں آتی یا اُس پر یہ بات ثابت کر دیا جادے کہ بطریقہ  
ہمارے مذہب میں سود ہے یا اسکی کچھ آؤ ہند بڑا کر حق نہیں دیا جادے اور  
یہ کہہ دیا جادے کہ نوٹ برابر سر ابر لیا جادے گا اور اعتباری کسی اس اضافہ سے  
پوری کر دی جائیگی اور یہ تدبیر غالباً سہل ہی رہا گو سالہ کا فقہ سود اگر وہ آرہتی آپ کا  
مشتري ہوتا اور آپ اس سے بائع ہوتے تب تو بتا دیل خط من کے جائز ہو سکتا  
تھا گویا اپنا روپیہ وہاں دیتا ہی اور آپ کو من کم دیتا ہی لیکن آرہتی وکیل ہوتا ہے وہاں  
یہ تاویل ممکن نہیں اس لئے میرے نزدیک اُسے یوں سمجھا دیا جادے حق آرہت  
اور حصہ گنو سالہ یہ سب مجموعہ حق آرہت میں شمار کرنا چاہئے پھر خواہ وہ بھی میں  
کی طرح کہے کچھ حرج نہیں۔ فقط و انتا علم۔

**سوال**۔ چند لوگ گورنمنٹی نوکر ہیں یعنی رسالہ میں اور نوکر ہوئے کسی کو سولہ  
برس ہوئے اور کوئی اٹھارہ برس کا لا کر ہے اور کوئی بیس برس کا لا کر ہے  
اور جب نوکر ہوئے تھے تو یہ قاعدہ نہ تھا جواب دو چار سال ہی نیا جاری ہوا ہی  
یعنی ہر ایک سوار کافی ماہ پانچ روپیہ سرکار کاٹ لیتی ہی تعداد اڑھائی سو روپیہ کی  
ہے جبکہ ڈھائی سو روپیہ پورا ہو جاتا ہے پھر نہیں کاٹا جاتا ہی اور وہ روپیہ بنگل  
میں جمع ہو جاتا ہی اور اس روپیہ کا سود ہر ماہ سرکار دیتی ہی اور جو لوگ سود لینے سے  
انکار کرتے ہیں تو سرکار اُن سے دستخط کر لیتی ہی اور سود کار روپیہ اپنے صرف میں آتا ہی  
یعنی اگر سوار کا گھوڑا مر جاتا ہی تو سوار کو سرکار اسی روپیہ سے گھوڑا خرید کر دیتی ہی اور جس  
کا گھوڑا نہیں مرنے ہی تو اسکو سرکار ہر ماہ سود دیتی ہی غرض کوئی بچنے کی صورت نہیں کہ  
اسکار دزگار بھی قائم رہے اور سود سے بھی بچے مگر گھوڑا نہ مرے تو جس وقت نوکری  
چھوڑ کر آوے اسوقت اس کا روپیہ جمع و سود کل سرکار دے دیتی ہے اور اگر وہ  
چاہے کہ میں جمع لے لوں اور سود نہ لوں تو اسکی جمع کار روپیہ بھی مارا جاتا ہے  
اور تنخواہ مبلغ منتہا رہا ہوا رہی ہی۔

**الجواب** خاص اس صورت میں سرکار جو سود کے نام سے دیتی ہے وہ

حکمر کرتے کہ بنام سود ملازمان را از سرکار بدست می آید



سود نہیں ہے اسکا لینا درست ہی لیکن خدا داد دوسری صورتوں کو اسپر قیاس نہ کیا جاوے لان مالہم مباح برضاہم وانما یلحق فی بعض الصور اتم العقد ولا عقد بالجبر لیکن اگر یہ مقدار سود مذکور مساکین میں تقسیم کر دیا جائے تو خوب ہے  
 دے مایریک الی مالایریک فقط ۲۷ صفر ۱۳۲۲ھ

**سوال** انگریزی پرائیسری نوٹ کے منافع کا لینا گورنمنٹ سے جائز ہے یا ناجائز۔ بینواتوجرا۔

**الجواب**۔ فی الہدایۃ ولاربوا بین المسلم والمحرابی دلت ہذا الروایۃ بعد تفصیلہا بتعلیلہا علی کون المال الذی حصل من حربی برضاہ بلا عذر ولوبا لعقد الفاسدۃ الباطلۃ سہا عائدابی حنیفۃ و باحتۃ المال لا یتلزم باقۃ العقد کما اذا باع المحرم المستقر من الجاہد لاستیفاء حقہ والوعید الوارد فی النصوص لم یخصر فی اکل اکمال بل یعم الاکل والعقد والاعانتہ کما روی لعن امتد آکل الربو اد موکلہ وشاہد یہ دکاتبہ الحدیث فاقضت ہذا المجموع ان المال فی الصکوۃ المسؤل عنہا مباح و ہذا العقد حرام اثم فالأخذ من المسلم الذمی یا ثم بالثمن ومن المحرمی یا ثم واحد ہذا اذا ثبت کون الدار دار حرب لم یشک قوۃ دلیل الجمهور والافلاسک لا باقۃ المال ایضا۔ واللہ اعلم۔ ۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

**سوال**۔ ہندوستان میں یہود اور نصاریٰ سے سود لینا حسب رائے مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ درست معلوم ہوتا ہے اور حسب تحریر مولانا عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ نادرست۔ از روی تحقیق کس کا قول معتبر ہے

**الجواب**۔ احقر نے دونوں ندرگوں کی تحریر ہنیں دیکھی ورنہ شاید انکے متعلق کچھ کتابیں حال نفس مسئلہ میں جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے لایبلح العقد لکنہ ربوا انہی عنہ نصاً قطعاً و مباح المال المأخوذ لان مال المحرمی مباح برضاہ بلا عذر بہ ولم یرا عدا من اصحاب الفتاویٰ حکم بمن العقد مقصودا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم ۶ رجب ۱۳۲۲ھ

شیخ پرائیسری نوٹ

۱۰۱

۱۰۱

## سوال متعلق سوال بالا

(توضیح سوال مذکور) اقول محتاج فی قلبی - اما اولاً فان العلامة الدہلوی قد صرح بجواز اخذ الربوا من الحرزنی کما یدل علیہ کلامه المنقول و لم یقل صراحة و الاشارة الى المال مباح دون العقد و اما ثانیاً فذلک العقد الربوی من الحرزنی لا یخلو عن ان یشترط ان یشترط فاسداً و باطلاً فعلى الاول لا یشترط الحکم بعدم ابقاء العقد کما هو ظاهر و علی الثانی الحکم بعدم ابقاء العقد صحیح اما الحکم بابقاء المال فغیر صحیح لان مناد العقد یورث ضمانته فی المال کما هو موضح فی الفقه و علی الثالث فالحکم العقد و المال ظاهر و لم یجد فی الكتب نوعاً من العقد بحيث یشترط ان یشترط فاسداً و باطلاً و المال حلالاً و اما ثانیاً فان الفضل المحرم قوله تعالى اهل البیع و حریم الربوا یطعم و الخمر لا ربوا الحدیث لیس متواتراً و لا مشهوراً بقای حجة حفص اصحابنا فی قطعها فعلیکم الجواب بالدلیل لیشفی العلیل - مولانا شاه عبدالعزیز صاحب قدس سره کی عبارت محرره ذیل میں مذکور ہے - مجموعہ فتاویٰ مولانا شاه عبدالعزیز صاحب قدس سره ج اول صفحہ ۳۳

سوال - تمامی اقلیم نصاری با اتفاق دار الحرب بہت یا نہ اگر بہت اہل اسلام را ازان نصاریٰ سود گر فتن جائز است یا نہ -

جواب - بشرطیکہ در دار الحرب در روایات فقہیہ مذکور است ملاحظہ باید نمود چنانچہ برخیز از ان درین قرطاس ثبت خواہد شد درین اقلیم آن شرط را باید جست اگر متحقق شد ندیس دار الحرب قرار یافت و حکم اذا ثبت الشئ ثبت بلوازمہ ہر گاہ دار الحرب شد ربوا اگر فتن و دادن بجزء آنجا جائز شد زیرا کہ در ہدایہ مذکور است و لا ربوا بین المسلم و الحرزنی فی دار الحرب و قاعدہ مقرر است کہ الاطلاق فی الروایات نفی عن تعمیم پس ہر دو صورت اخذ و اعطاء در نفی داخل لیکن مسلمان را باید کہ در دادن سود بحرانی احتیاط کند بے ضرورت



ندید۔ ایضاً فیہ ص ۲۵

سوال سود دادن بحربیان درست یا نه۔

جواب۔ عبارات کتب فقہیہ عام واقع شدہ اند دادن و گرفتن را شامل اند مثل لاریبین المسلم والحربی فی دار الحرب و قاضی ثناء الله صاحب یانی پتی در رساله آجیه دادن سود نیز نوشته اند این وقت فقیر را یاد نیست لیکن این قدر ظاهرست که گرفتن سود از حربیان باین وجه حلال است که مال حربی با حق است اگر در ضمن آن نقض عہد نباشد و حربی چون خود بخود بدید بلا شبهه حلال خواهد بود و دادن سود بحربیان باین وجه حلال است که خوراندن حرام بمسلمان درست نیست و آنها حرام خوراند اگر چیزی بطریق سود داده خواهد شد بیش ازین نیست که حرام خواهد خورد اھ

الجواب قدرایت کلامه رحمه الله تعالی الدال علی ما قہتم فی قولکم اولاً لکن حجۃ الدال تتوقف علی صحۃ فی نفسہ و ثبوتہ بالدلیل و لم یثبت ثم اطلاقہ فی الاخذ والا عطاء مخالف لما صرح بہ فی الشامیۃ عن الفقیح مؤید الہ بالسیر الکبیر من ان مراد ہم باذا حصلت الزیادۃ للمسلم لا سلقاد ما قلتم ثانیاً فاقول ان العقد عندی فاسد باطل و المسلم استلزام فساد العقد و بطلانہ بحث المال الا ترى ان عقد بیع المحرم حرام و باطل لکن لو باع من مدیونہ المجاہد للدين مثل دین و قبض المال ناویا استيفاء حق کل المال مع بطلان العقد یتاید بما فی رد المحتار من قول الدائمین سلطاناً بقوله ای ولو بعقد فاسد تحت قوله لان ما ثمه مباح فیل برضاه مطلقاً آھ فحکم بكون العقد فاسداً و كون المال حلالاً و ما قلتم ثالثاً فانصر محرم للعقد و هو فیما ذہبت الیہ فی فہم مراد اصحابنا حرام و لم ارا خلاص اصحاب الفتاوی فی المذہب حکم بطلان مقصود اما حل المال فالایۃ غیر مترفعۃ لہ اثباتاً و نفیاً فلا دلالة ولا تحقیق و الله اعلم۔ ۱۳ ذیقعد ۱۳۲۱ھ

سوال۔ اگر بنک گہرین روپیہ جمع کیا جاوے تو اسکے سود سے شفع ہرنا

جائز ہے یا نہیں مگر صاحب نیک قوم نصرانی ہیں۔

الجواب سود نصوص قطعیه سے حرام ہے اور اطلاق نصوص سے

ایمن نصرانی و غیر نصرانی سب برابر ہیں و اباحۃ الثمنی لایستلزم جواز العق

بہ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم و علما تم و احکم۔ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ

سوال نظر حالت افلاس مسلمانان کیا سود کا لین دین خواہ آپس میں ہو خواہ

غیر اقوام سے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جب آیت تحریم ربوا کی نازل ہوئی ہے افلاس اس وقت سی

زیادہ تھا اور نیز بہت سا سود ان معاملات کے متعلق باقی تھا جو کہ زمانہ جاہلیت

اور حالت کفر میں ہوئے تھے اس پر بھی حکم ہوا کہ سود چھوڑ دو ورنہ خدا و رسول لیٹر

سے اس تہا ر جنگ ہے جب متعاقبین کی حالت کفر کا سود وصول کرنا جائز

نہیں رکھا گیا تو ابتداء ایسا معاملہ کیونکر جائز سمجھا گیا ہے دوسرے زمانہ نازل

وحی میں جو کفار بنی اسرائیل تھے انکی شکایت قرآن میں موجود ہے و اخذ ہم الربوا

و قد ہدنا عنہ جب کفار کے لئے اجازت نہیں جو بعض علماء کے نزدیک مخاطب بالفرع

بھی نہیں اور اسی بناء پر یہ علماء ربوا کو عقود ذمیین سے مستثنیٰ کہتے ہیں کمافی

کتاب الغصب من الہدایہ تو مسلمانوں کو جو کہ اجماعاً مخاطب بالفروع ہیں کیونکر

اجازت ہوگی اور رحمت ہدایہ باب الصلح میں یہی سے حدیث نقل کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار بخران سے جن شروط پر صلح کی تھی انہیں یہ

بھی قید تھی یا لم یجدوا حدیثاً و یا کلو الربوا جب کفار کو اکل ربوا سے روکا گیا

تو مسلمانوں کو کیسے حلال ہوگا و ما فی کتب الفقہیہ من آئہ لا الربوا میں المسلم

والحزلی فلا یستلزم اباحۃ المال اباحۃ العقد واللہ اعلم ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال یہ مسئلہ استفسار طلب ہے کہ حضور والا کو معلوم ہوگا کہ سندوستان

میں اکثر کمپنیاں (جماعت تجارت) ایسی ہیں جو جان اور مال کا بیمہ کیا کرتی ہیں

اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ وہ جماعت تجارت کو جو مشترک قائم ہیں وہ مال منقولہ

درجہ شہادت سود بطلت فلاس مسلمانان

علم نمبر ۱۳۲۱



وغیر منقولہ پر ایک کمیشن سالانہ لیا کرتے ہیں اور اگر اندر سال کے وہ مال صرف بذریعہ آتش زدگی کے تلف ہو جاوے تو جس قدر یقین مال پر انہوں نے کمیشن لیا ہے اس قدر یقین ایک مشت مالک مال تلف شدہ کو دیدیا کرتے ہیں اکثر لوگ اپنی جائداد کا بیمہ کر لیا کرتے ہیں یہ طریقہ اس قدر رائج ہو کہ غالباً اس سے آنجناب بھی واقف ہونگے۔ پس آپ سو دریا فت کرتا ہوں کیا یہ طریقہ بیمہ کا شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اکثر لوگ نوٹ وغیرہ بذریعہ حبشری شدہ لفافہ کی ڈاک کی قیمت روانہ کیا کرتے ہیں جس سے مقصود صرف حفاظت نوٹ ہوتی ہے پس اگر بیمہ کرانا جائز ہوگا تو غالباً حبشری کر کے نوٹ روانہ کرنا بھی خلاف شرع نہیں ہوگا امید کہ یہ سمجھ کر اشیاء تجارتی فرمائی جاوے۔

**الجواب۔** ان اشتہاری و تجارتی بیون میں کمینان جو مالک کے خاص صورتوں میں معاوضہ دیتی ہیں صورتہ تو یہ عوض ہی اس مال تلف شدہ کا مگر واقع میں عوض ہے اس رقم کا جو ماہانہ یا سالانہ داخل کیجاتی ہے کیونکہ انکو مقصود وہی ہے ورنہ مال ضائع سے انکو کیا نفع ہو سکتا ہے پس باعتبار صورت کے تو یہ قمار ہے لانه تعلیق الملک علی الخطر والمال فی الجانین اور باعتبار حقیقت کے سود ہے لعدم اشتراط المساواة فی الجانین فیما یجب فیہ المساواة اور قمار اور سود دونوں ہرام ہیں پس یہ معاملہ یقیناً حرام ہے اس طرح جان بیمہ وہ صورتہ رشوت ہی لان المال فیہ غیر مستقیم و ہوا نفس اور حقیقتہً سود ہے لعین مامر فی المال رہا یہ زیور وغیرہ کا جو ڈاکخانہ میں کرایا جاتا ہے اسکی حقیقت اور ہے کیونکہ ڈاک والے اس چیز کو پہنچاتے ہیں اور اجرت لیتے ہیں پس یہ معاملہ عقد اجارہ ہے اور عملہ ڈاک اجیرین اور بیمہ زیادت اجر ہے اور انکی یہ ذمہ داری تاوان کی اشتراط ضامن علی الاجیر ہے جسکو بعض فقہاء نے جائز کہا ہے بخلاف مذکورہ بیون کے کہ

کینی اس مال یا جان میں کوئی عمل نہیں کرتی اس میں یہ تاویل محتمل نہیں۔ فی الدلتا  
باب الودیعتہ واستثمر لکضمان علی الامین النعم و فی رد المختار و النظر ما شیتہ  
الفتاوی و قد یفرق بانه ہننا مستاجر علی الحفظ قصد الخلفات اللاحقہ المستثمر  
فانہ مستاجر علی العمل تامل و فی الدر المختار باب ضمان الایجر ولا یضمن ما  
ہلک فی یدہ الی قولہ خلافا لالاستبہاء فی رد المختار راہی من انہ ان شرط ضمان  
ضمنن اجماعاً و ہو منقول عن الخلاصۃ و عزاء ابن الملک للجامع اہ قلت  
و فی ہذہ البیمتہ مستاجر بالزیادہ علی الحفظ قصد انکان اولی بالجواز من  
الایجر المستثمر ل یضمن علی العمل۔ واللہ اعلم ۱۵۔ رمضان ۱۳۲۳ھ

**سوال** اکثر مدارس اسلامیہ میں مدرسین کے لئے ایک ماہ کی رعایتی خدمت  
کا قانون ہے جس ماہ میں تعلیم نہیں ہوئی کس طرح وہ تنخواہ کے مستحق ہو سکتے ہیں  
مہتمم یا اہل شوریٰ ایسے قواعد مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں۔  
**الجواب**۔ مہتمم یا اہل شوریٰ وکیل ہیں اہل چندہ کے پس اگر مہتمم یا اہل  
اس قانون پر اہل چندہ کو اطلاع اور ادائیگی رضانا ثابت ہو تو چندہ سے تنخواہ دینا  
جائز ہے ورنہ ناجائز اگر رضا نہ ہو اور شرط ہو تو جسے مدرس کو نوکر رکھا ہی  
وہ اپنے پاس سے دے ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ

**سوال**۔ مدرسہ کے وقت میں مدرس کو کوئی اپنا کام پیش الوراہنے  
اپنا کام کیا اور خارج از وقت مدرسہ اس نے اس کے عوض تعلیم دی تو اس  
صورۃ میں وہ مستحق کل تنخواہ کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** مدرسہ عقد اجارہ ہے اگر باہم معاہدہ اجارہ کے وقت  
وقت کی تخصیص ہی ہوئی ہے کہ فلاں وقت میں کام کرنا ہوگا تو دوسرے  
وقت کام کرنے سے مستحق اجر کا نہیں ہو اور اگر صرف مقدار میں ہوئی ہے  
اور تخصیص نہیں ہوئی تو مستحق اجر ہے۔ فقط ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ

**سوال**۔ مدرس مدرسین آیا طلبہ بیمار ہیں یا بوجہ قلت اسباق تمام

حقیقت استحقاق اجرة دماذ حفظ رعایتی مدرسین

حکم کا خود کردار در وقت ملازمت



وقت مقررہ مدرسہ تعلیم میں مشغول نہیں تو اس صورت میں کل تنخواہ کا مستحق ہو گا یا نہیں۔

**الجواب**۔ یہ اجیر خاص ہے تسلیم نفس سے استحقاق اجر کا ہو گا پس اگر یہ اس وقت میں حاضر رہا تو مستحق ہے ورنہ نہیں۔ ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

**سوال**۔ مدرسہ بیمار ہو گیا آیا مرض کی تنخواہ کا مستحق ہو گا یا نہیں اگر ہے اور اسے نہیں ملی تو ملے سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب**۔ اگر قالاً یا حالاً اہل چندہ کی رضا سمجھی جاوے تو یہ شرط ہشیرانا درست ہے کہ ایام مرض کی تنخواہ دیا جائے گی ورنہ درست نہیں پھر اگر شرط نہ ہشیری تھی تب تو استحقاق نہیں ہو اور اگر شرط ہشیر گئی تھی تو وہ مستحق ہے پھر اگر اہل چندہ کی رضا معلوم ہو تو چندہ سے دینا درست ہے ورنہ جسے مدرسہ کو رکھا ہے وہ اپنے گھر سے دے جیسا سوال کے جواب میں مذکور ہوا۔ ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

**سوال**۔ ہتم نے ایک سامی چندہ کے لئے مقرر کیا اور اسکی تنخواہ مقرر کی اسکی سی سے چندہ مقرر ہوا اب وہ سنی جیسا کہ پہلے کیا کرتا تھا کہ سفر یا شہر میں جدید چندے مقرر کرائے۔ نہیں کرتا بلکہ محروغہ کی نگرانی وغیرہ کرتے ہیں اور جو وقت نگرانی کرتے ہیں اس وقت کی تنخواہ تعلیم وغیرہ کی ہے وہ لیتے ہیں پس اس صورت میں وہ سنی چندہ کے تنخواہ کے مستحق ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

**الجواب**۔ جب عمل نہیں استحقاق اجرت نہیں جیسا ظاہر ہے ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

۱۔ مراد وہ سوال ہے جو اس وقت سوال دہرایا اور اس وقت شروع ہوا ان کے واسطے ۱۲

حقیقی استحقاق اجرت وقت میں

حقیقی استحقاق تنخواہ ایام مرض

حقیقی استحقاق تنخواہ سنی چندہ درجہات علمی

**سوال**

ادھر شعبان داواںل شوال و تمام ماہ رمضان و دیگر ایام  
عید الضحیٰ وغیرہ میں تعطیل ہوتی ہے ان ایام کی تہذیب کا مدرسہ مستحق ہے یا نہیں۔

**الجواب**

برضاء اہل چندہ چندہ سے دے سکتے ہیں ورنہ عدم اشتراط  
میں بذمہ موجود واجب ہے جیسا کہ علیٰ دمبرہ میں مذکور ہوا فقط ہا شعبان

**سوال**

طلبہ کو بوجہ سرزنش کسی روز سبق نہیں پڑھایا اس روز کی تہذیب کا  
مستحق ہو گا یا نہیں۔

**الجواب**

اس کا حکم بھی ہے ورنہ سے مفہوم ہو گیا و امتداد

**سوال**

اگر کسی محصل چندہ کو اہل مدرسہ تحصیل چندہ کے لئے اس شرط  
پر مقرر کریں کہ جو آمدنی ہوئے تو اس کا چارہم یا سوم یا پنجم یا نصف یا دو تہائی

**الجواب**

حصہ ہو اس زمانہ کی موجودہ حالت اور ضرورتوں کے لحاظ سے شرعاً  
مباح ہے یا نہیں۔

**الجواب**

حقیقہ کے اصول پر یہ اجارہ فاسدہ ہے اور دوسرے  
مذہب کی تحقیق نہیں۔ فقط ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

**سوال**

قاضی درین ملک لٹناری در کسے جا موجود دست یا نہ وقاضی  
چکو نہ ہی شود اگر مردم قصہ کلان اعلیٰ ادنیٰ جمع شدہ امام مجتہد جماعت

**الجواب**

وعیدین یکے عالم را سازند آن عالم کار قاضی کردنی تواند یا نہ مولانا  
رشید احمد صاحب در جواب نوشتہ بودند کہ نابالغہ نکاح کردہ برادرچون بالغہ

۱۔ جبکہ سوال اس عبارت سے شروع ہوا: الشریعہ میں اسلامیہ الخ ۱۲ منہ

۲۔ جبکہ سوال اس عبارت سے شروع ہوا: ہمارے مدرسے بیمار ہو گیا الخ ۱۲ منہ

۳۔ جبکہ سوال اس عبارت سے شروع ہوا: ہے او آخر شعبان الخ ۱۲ منہ



شد و بقدر علامت حیض انکار کرد و نکاح منع نمی شود پس یکم نابالغه خاندان  
ما که از بیو قوفی و تعصب قوم بکاح صغیر در آمده بود بالغ شده انکار کرد و در  
نابالغ را راضی کرده حکم ساخته از حکم منع کناییم بعد بگردد نیکویش نکاح کریم  
بعض اقوام ما معترض هستند درین حکم حیست - فقط

**الجواب** - قاضی آن که برائے فصل حضومات حاکم ساخته شود برای  
عموم نفاذ احکامش و وطریق است تولیت از سلطان گو کا فر باشد و تولیت  
از عامه مسلمین و اگر در واقع خاصه صرف متخاصمین بر نفس خود یا اورا و الی  
سازند آن حکم است و در حق نفس آنها مثل قاضی است نه در حق غیر آنان  
پس بناءً علیه درین ملک آن حکام که برائے این غرض از سرکار ماموری شوند  
اگر مسلمان باشند در حکم قضاة هستند مثل دینی و غیره فی الدرا المختار و بجز  
تقلد القضاة من السلطان العادل و الجائر و لو کافرا ذکره مسکین و غیره و ینہ  
و لو فقد وال بعلتبه الکفار و جب علی المسلمین تعیین دال و امام للجمعه فتح پس  
آنکس که مسلمانان اورا محض برائے اقامت اعیاد و جهای قائم کرده اند حکم  
قاضی نیست البته اورا متخاصمین حکمی توانند ساخت پس در صورت مسؤله  
اگر شوهر نابالغه بشرطیکه خود بالغ باشد و مشکوٰه مذکوره کسی را حکم ساختند  
قضایش بر ایشان نافذ گردید و پدر شوهر اگر کسی را حکم سازد و نامعتبر است  
چرا که حکم حکم بر غیر محکم نافذ نمی شود فی الدرا المختار هو - و ای التحکم تولیت  
انخصین حاکما یکم بینهما و ینہ لا یعتقدی حکم الی غیرهما پس چون از شوهر تحکیم  
صادر نشد لهذا قضاة حکم نافذ نگردیده و الله اعلم - ۲۱ رجب ۱۲۸۱ هـ  
**(سوال متعلق جواب بالا)** قاضی درین ملک چنانچه فرمودند مفقود است  
لاکن حاکم وقت علاقه با بعض وقت است و تحصیل درج کسی  
نه کسی مسلمان می باشد اما او شان چنین فصد یعنی نسخ نکاح هرگز هرگز  
منی کنند و اگر تقدیر کنند و نخواهند کرد مگر علمایان این طرف نیم علم خطر

ایمان بالکل بے علم و کم فہم و متعصب اندازین عالمان را حکم کفر دہرہ و عالمان را کفر ظاہر خواہند داد و علیٰ ہذا القیاس قاضی حنفی مقرر سرکار و عوام مردم کہ در ضلع دیگر باشند از خوف خلاف مذہب قطعاً حکم نسخ نکاح مفقودۃ الزوج نخواہد کرد آری در بنجا در شہر قاضی حنفی بود البتہ میث شدہ است لکن بر فیصلہ با اجرت بے اندازہ می گیرد اگر جائز باشد از فتویٰ گرفتہ مفقودۃ الزوج از حکم گیرد و دیگر عالم البتہ میث ہم است چیرہ خواہد گرفت و قریب است اگر جائز باشد از حکم گیرم اگر جائز است اینچنین قاضی لائق فتویٰ معلوم باشد اطلاع فرمائند تا از رجوع کردہ شود ؟

**الجواب** - اگر قاضی عرفیت شرعاً قاضی نیست و اگر قاضی علمیت کہ برائے فصل حضومات مقرر کردہ شد قضایش نافذ می شود اگرچہ اجرت گرفتہ اندرا جائز نباشد فی رد المحتار و اما اذا ارشی الی قوله فعلی ما فی الجمادیۃ فیہ ثلثۃ اقوال قیل ان قضاہ نافذ فیما ارشی فیہ و فی غیرہ والاول احوال الدینی واستحسنہ فی الفتح الی ان قال ینبغی اعتمادہ للضرورة فی ہذا الزمان اھ مختصراً لکن محض فتویٰ گرفتہ از کسی کافی نیست کما نقلہ المفتی سعادت اللہ مرحوم الرافعی فی فتاواہ و عبارتہ بکذا قال البرادی فی فتاواہ قال السبرحی ہذا شرط آخر و ہوان یصیر حادثۃ فیجری بین یدی القاضی من حضم علی حضم حتی لو فات ہذا الشرط لا ینفذ القضا لانہ فتویٰ اھ ۷ شعبان ۱۳۲۲ھ

**سوال** اگر حنفیہ مفقودۃ الزوج را از شافعی عالم فتویٰ گرفتہ عمل کردن جائز باشد مطلع فرمائید از نام و مقامش تا رجوع باو کند۔

**الجواب** - فتویٰ محض ہا کافی نیست لما مر فی الجواب عن السؤال الاول و ایضاً فی فتاویٰ المفتی المرحوم المصنوع و ایضاً فیہا کان بمنزلة الفتویٰ منہ فلا ینفع الخلاف قضاہ و جودہ کعدہ فاذا رفعت الحادۃ الی حنفی فانہ حکم بمقتضی مذہبہ ولا یمنعہ حکم الممالکی من ذلک فانہ فتویٰ ولیس حکم

عدم کفایت فتویٰ تکلیف مفقودۃ الزوج



بس ازین عبارت نیز معلوم شد کہ فتوی صرف در مخصوص کافی نیست۔  
واملاً علم۔ ۱۳۲۱ھ

**سوال**۔ اگر سرکار برضامندی فریقین عالی را برائے فیصلہ شرعی  
منصف سازد و اجرت از فریقین دہاندا مسلمان را کہ عالم باشد منصف  
فریقین برائے تصفیہ شان سازد و اجرت از فریقین این منصف را دہاند  
یا فریقین خودیکہ را حاکم سازد و چیز اجرت فیصلہ دہند گرفتن جائز است  
و علی ہذا شاہدان را از مدعی خرچہ و حرجہ می دہاند شاہدان را گرفتن جائز۔

**الجواب** فقہار رزق القاضی را جائز نوشتہ اند اگر این اجرت بقدر  
کفایت حوائج باشد داخل رزق القاضی است در جوازش شبہ نیست بچنین  
شاہدان را بقدر خرچہ راہ و خوراک سفر گرفتن جائز است و زیادہ ازین اجرت  
بر شہادت چون شہادت عبادت است مثل فقہا و بران اجرت گرفتن جائز  
نہا شد! ۱۳۲۱ھ۔

**سوال** ہندو نابالغہ کا نکاح ایسے ولی کی ولایت ہو کہ جسکے فسخ کا اختیار  
بعد بلوغ ہندہ کو حاصل ہے مگر نفاذ فسخ کے واسطے چونکہ تراضی الی القاضی  
شرط ہے اور آجکل ہندوستان میں سلطنت نفاذ کی ہو کوئی قاضی اسلام ایسا  
مقرر نہیں جو تمام مقاصد و حدود وغیرہ شرعیہ کا نفاذ کرے۔ کہیں پر تو کفکار  
خود نزاعات میں مسلمان کا فیصلہ کرتے ہیں اور کہیں کفار کی جانب سے ایک مسلمان  
حاکم ہے کہ نزاع باہمی کا فیصلہ کرے اور کسی جگہ انکی طرف سے عالم مقرر  
ہے کہ بعض نزاعات میں مسلمان کا موافق شرع کچھ فیصلہ کر دیا کرے۔ اور کہیں  
کوئی مقرر نہیں بلکہ وہاں مسلمان کسی عالم کو اپنے امور کا حکم بنا لیتے ہیں۔ آیا  
صورۃ اولی میں اگر فسخ نکاح ہوا تو وہ فسخ شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور صورۃ  
ثانیہ و ثالثہ و رابعہ کا کیا حکم ہے آیا ان لوگوں کا فیصلہ فسخ نکاح میں جو کہ موافق  
حکم شرعی ہو جو معتبر ہو گا یا نہیں اور ان سب صورتوں میں حکم واحد ہے یا کچھ

اجرت دہاندا عالم یا شاہدان را از فریقین

اختیار قاضی برائے فسخ نکاح

تفصیل ہے اور کوجہ محدود ہونے قاضی اسلام کے ہندہ کو خود نسخ کا اختیار ہے یا نہیں نیز اس وقت میں جملہ امور میں جو کہ مفوض بقضائے قاضی ہیں پیش آتے ہیں انہیں کیا تدبیر کی جائے۔

**الجواب** فی الذل المختار فی خیار النسخ بشروط القضاء للنسخ فی رد المختار ای ہذا الشرط انما هو للنسخ لا لثبوت الاختیار الخ جلد ۲ ص ۵۰۲ و فی الذل المختار کتاب القضاء يجوز نقل القضاء من السلطان العادل والحاكم ولو كان فراه و فی الهدایہ لا یصح ولایۃ القاضی حتی یتجسس فی المول شرطا للشہادۃ ۱ ھ ای من العقل والبلوغ والاسلام فی الہدایہ فاذا حکم رجلان رجلا فکما بینہما ورضیا بحکمہ جاز لان لہما ولایۃ علی انفسہما قصح حکیمہما ویفقد حکمہ علیہما قال اصبغی لا علی غیرہما حتی ظفر المشتري بعیب فحکم ہو والبايع رجلا فرد علی البايع بحکمہ لم یکن للبايع ان یرده علی بالعه آہ ان روایات سی یہ امور مستفاد ہوئے اول صورت اولیٰ میں نسخ معتبر ہوگا صورت ثانیہ میں معتبر ہوگا اور صورت ثانیہ میں اگر اس عالم کو حکمانہ اختیارات دیئے گئے ہیں تو مثل صورت ثانیہ کے نسخ معتبر ہوگا اور اگر صرف درجہ مفتی میں ہے تو معتبر ہوگا اور صورت رابعہ میں جن لوگوں نے حکم بنایا ہے انکے حق میں معتبر ہوگا دوسرے کے حق میں معتبر ہوگا پس مفتی لہ مقتضی علیہ دونوں کا حکم بنانا شرط ہے خود ہندہ کو کو اختیار نہیں ہے سب ملکہ حاکم وقت اسے درخواست کریں کہ ایسے امور کے لئے ایک مسلمان حاکم مقرر کر دے۔ والہ اعلم ۴ صفر ۱۳۲۵ ھ

**سوال** ہندو و امبا لہ دادم منکر شدتہا بودم منکر شد در شرع با و حلف اگر کہید چه حلف داده آید۔

**الجواب** فی الذل المختار والوشی بالله تعالیٰ لانه یقر بہ وان عبد غیرہ ۱ ھ ازین روایت مفہوم شد کہ ہندو را کہ بت پرست بود حلف بالله کافی است والہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔ ۷ شعبان ۱۳۲۱ ھ

حلف ہندو



**سوال** - جس زمین کو کوئی کاشتکار بارہ سال تک کاشت کرے تو قانون سرکاری سے اسکو ایک حق حاصل ہو جاتا ہے کہ اس آراضی سے بیدخل و غیر قابل قبض نہیں ہو سکتا پس کاشتکار کا اس زمین کو اپنے قبضہ میں رکھنا اور اس سے منتفع ہونا جائز ہے یا نہیں اور شد خیرات کرنا اور امید ثواب کی رکھنا یا کسیکو ہدیہ دینا اس آمدنی سے جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** فی کتاب الغصب من الہدایۃ دس غصب عبدافا فتقصت الغلۃ فغلیہ النقصان ویصدق بالغلۃ اھ اس سے معلوم ہوا کہ شے منصوص ہے جتنا نفع ہوتا ہے اس سے اتنا نفع اس غاصب کو درست نہیں اور جب یہ غاصب تو اس لئے جو قدر اسکا خرچ ہوا ہے اسقدر تو پیداوار میں سے رکھ سکتا ہے اور جو زائد نفع ہوا ہے اس کا نہ تو خود استعمال درست ہے نہ کسی کو ہدیہ وغیرہ دینا اس میں سے جائز ہے بلکہ مالک زمین کی طرف غریب محتاجوں کو دیدے اور خود امید ثواب کی نہ رکھے یہ تو پیداوار کا حکم ہوا اور زمین کے لئے یہ حکم ہے کہ آئندہ کے لئے اسکو چھوڑ دے ورنہ ظلم و غصب کے گناہ میں مبتلا رہے گا۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

**سوال** زید و بکر و عمر و خالد و ہندہ و زینب حقیقی بہائی بہن ہیں زید و بکر کی موجودگی میں عمر و خالد کا انتقال ہو گیا انہی اولاد ذکر و اثاثہ سے باقی رہی اسکے بعد بکر بھی ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اسکے نام جو وظیفہ سرکار سے مقرر ہے اسکی تقسیم میں جہگڑا ہوا زید کا یہ دعویٰ ہے کہ چونکہ میں حقیقی بہائی ہوں اسواسطے زوجہ کا حق چھوڑ کر باقی کل میرے نام مقرر فرمایا جاوے گا یہ ادعا ہے کہ شوہر کا کل ترکہ میرے نام مقرر ہونا چاہیے اولاد عمر و خالد اس بات کے دعویدار ہیں کہ وظیفہ مذکور سرکار سے بطور پرورش کل اولاد مقرر ہوا ہے اور ہنگام تقسیم وظیفہ مذکورہ سرکار نے جائداد مکسویہ قرار نہیں دیا ہے بلکہ ایسا وظیفہ جائداد غیر مکسویہ قرار دیا جاتا ہے ایسی

حکم زمین خوردنی و مباح

عادات بہائیات سرکات در وظیفہ سرکاری

حالت میں تنخواہ مذکورہ ہم کل اولاد کو بھی ملنا چاہئے کیونکہ جو بعد ہمارے والد اور والدہ کی زندگی کی وجہ سے بکر کے درمیان تھا وہ ہماری والدہ کے فوت ہونے کی وجہ سے جاتا رہا اور مثل زید ہم بھی قرب رکھتے ہیں کیا یہ وظیفہ زید کی خواہش کے موافق تقسیم ہو سکتا ہے یا اسکی زوجہ کی خواہش کے مطابق اور اولاد عمر و خالد دلیل مذکور کی وجہ سے حصہ پاسکتے ہیں یا نہیں

**الجواب** چونکہ میراث اموال مملوکہ میں جاری ہوتی ہے اور یہ وظیفہ محض تبرع اور احسان سرکار کا ہے بدون قبضہ کے مملوک نہیں ہوتا لہذا آئندہ جو وظیفہ ملے گا اس میں میراث جاری نہیں ہوگی سرکار کو اختیار ہے جس طرح چاہے تقسیم کر دے۔ البتہ اگر یہ وظیفہ کسی جائداد مملوکہ کا نفع جائز ہے تو اس میں میراث جاری ہوگی اور اس صورت میں بکر کے ترکہ میں اسکی زوجہ کو ربع بوجہ اولاد نہ ہونے کے ملے گا باقی زید اور اسکی دونوں بہنوں کا حق للذکر مثل خط الانثین اور بہنائی بہنوں کے ہوتے عمر و اور خالد کی اولاد کا کچھ حق نہیں ہے۔ ۹۔ محرم ۱۳۲۲ھ

**سوال** جس مسجد میں تادان و دند کے پیسے صرف کئے گئے ہوں یعنی اسکی تعمیر میں وہ تادان یہ ہے کہ کسی شخص کو عوض مجریت و دند کیا اور چرم قربانی کا پیسا اور دم کا و عقیقہ کے چرم کا اور نکاح کا مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں اور اس مسجد میں نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

**الجواب** جرمانہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں تو اسکی آمدنی جائز ہوگی فی الدر المختار لا با خذ مال فی المذہب الی قولہ فی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اھ اس لئے ایسا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں اور چرم قربانی کی قیمت کا صدق واجب ہے فی الدر المختار والصدقة کا بہتہ بجامع التبرع و فیہ ہذا ای الہبتہ تملیک العین مجانا اور مسجد میں لگانے سے تملیک نہیں ہوتی لہذا وہ بھی مسجد میں صرف

نہ جائز ہے



ہنہیں ہو سکتا اور لفظ دوم عام ہے اگر سوال میں یقین کیا جائے تو جواب ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت میں احکام قربانی کی رعایت مستحب ہے تو اس اعتبار سے اسکے جرم کی قیمت مسجد میں صرف کرنا خلاف اولیٰ ہوگا اور نکاح پر اجرت لینا جائز ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو طاعت محضوں بابت اسلام نہ ہو اس پر مثل مباحات اخذ جرت نہ ہوتی ہے اور نکاح ایسا ہی ہے اس لئے مالک اگر اپنی خواہش سے مسجد میں لگانا چاہے جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جرم مانہ اور قیمت جرم کا مسجد میں لگانا جائز نہیں اور جرم حقیقہ کی قیمت لگانا خلاف اولیٰ ہے اور اجرت نکاح کا لگانا جائز ہے۔ داماد

۱۳۔ زلیقہ ۱۲۳۰ھ

**سوال**۔ یہاں سی والے کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں۔

**الجواب** پڑھی جاوے گی اس لئے کہ اگر وہ مظلوم ہو تو ظالم ہے اور اگر ظالم تھا اور سزا کے جرم میں مارا گیا تب بھی مثل بناوٹ و قطع طریق کے ہوگا اور وہ جب غیر حرب میں قتل کئے جاویں اور اسے جنازہ پر نماز پڑھی جاتی ہے کذا فی الدر المختار۔ یکم جمادی الثانی ۱۲۳۰ھ

**سوال** میں نے ایک دوا فروش سے کچھ ادویات مرکب منگائیں تھیں اس پارس کی ادویات مجھ کو ٹوٹ کر وصول ہوئیں چونکہ بدریغہ دیو پارس بھی گئیں یقین یہ نقصان کس کا ہوا۔

**الجواب** آجھا ہوا اگر مرسل سے پارس بنانے میں معارف احتیاط کی تھی۔ ۲۴ جمادی الثانی ۱۲۳۰ھ

۱۴۔ یعنی فی نفسہ کو عوارض سے منع کیا جاوے تفصیل اسکی رسالہ الحق بضرع میں ہے ۱۲ منہ ۱۴ اس مقام پر امداد الفتاویٰ کے مسائل ختم ہو چکے ہیں کی اطلاع ختم کا وعدہ ایک ماضیہ میں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

صلوٰۃ جنازہ پڑھ کر بخیر ہو جائیگی

دکالت  
تحقیق اگر اس کی رسالہ میں مذکور ہو تو  
برکات عام واقع ہو

سوال چنان بین ملازم ہوں اور ریاست میں لین دین سود کا ہوتا ہے اور مجھ کو بھی حسابات سود کے مرتب کرنے ہوتے ہیں اور ب اوقات وصول بھی کرنا ہوتا ہے اسوجہ سے غالباً یہ ملازمت میرے واسطے جائز نہیں ہو سکتی سوال یہ ہے کہ اگر محض کاشتکاران و خیدکاران ہی سے زائد رقم بقدر گنجائش وصول کیجاوے تو جائز کی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ایک طرح درست ہے وہ یہ کہ اون دخیل کارون سے قبل تخم زری  
زبانی ہی یہ کہہ دیا جاوے کہ آج سے ہم اپنی زمین کا کرایہ اتنا لینگے اگر منظور  
نہ ہو چوڑ دو مثلاً وہ زمین اس وقت پچاس روپیہ لگان پر ہے ہم اس سے  
یون کہیں کہ اب سے سو روپیہ لگان لینگے۔ بس اس کے بعد اگر اس نے کاشت  
کیا تو شرعاً اس پر سو روپیہ واجب ہونگے اب یہ سو روپیہ جس نام سے بھی ہم وصول  
لیکن حلال ہے۔

سوال ۲۔ بوقت تبادلہ اراضیات یا وصول تحصیل کارندہ کی چند رائہ  
مخائب کا شکار ان بعلم آقا یعنی زمیندار مثل حقوق کے ملتا ہے یہ  
جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جائز ہے۔

۳۰ اپنی اراضی میں اگر کسی شخص کو سکونت کا حق دیا جاوے تو  
اوس کا معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جائز ہے جو چیز کہ شرعاً کراہیہ قرار پاسکے۔

سوال ۴۷۔ آقا کے ساتھ کارندہ کو بھی ملتا ہے یہ جائز ہی یا نہیں۔

الجواب برضا مندی مالک جائز ہے۔

سوال ۵۰ اپنی رعایا یا کاشتکاران سے بعلت کسی تصور کے تاوان لینا جائز ہے یا نہیں مثلاً کسی کاشتکار نے بلا استحقاق بغیر علم و رضا مندی مالک زمیندار کے کوئی درخت کاٹ لیا یا مکان بنا لیا تو اگر زمیندار تصور



پر کوئی جرمانہ یا تاوان برفضا مندی ملزم کے اوسپر عاید کر کے وصول کری  
تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** نہیں صرف درخت کی قیمت اور مکان کا کرایہ جمع کر کے  
لے سکتے ہیں۔

**سوال** اگر ایسی آمدنی سے کوئی رقم کارندہ کو بطور انعام گرفتار  
ملزم یا صلہ کارگزاری ملے تو کارندہ کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

**الجواب** نہیں وہ مالک اپنے پاس سے دے۔ ۲۶ ج ۲

**سوال** ایفون کا کہنتی کرنا اس طریقہ سے کہ اوس کا خریدنے والا  
انگریز ہے جو اسکی تخم ریزی کے زمانہ میں پیشگی کچھ خرچ دیتا ہے اور  
جب بھول طیار ہوتا ہے تو پہلو نکو توڑ کر مٹی کے ٹاؤہ پر جو مثل تندو کے  
گرم کر کے اوسپر پہلو نکو پچھا کر کپڑا کی گدی سے اوسکو دیتے ہیں۔ تو  
بہا پ سے وہ ہاتھ سمٹ جاتا ہی مثل روٹی کے تو اوسکو دھوپ میں کھلا  
ہیں اور جب ایفون طیار ہوتا ہے تو ایفون اور روٹی دونوں اوس کے  
طلب پر طول کے حساب سے فرو ت کر اتے ہیں اور وہ اپنا دیا ہوا پیشگی  
لے لیتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا عند الجلیل۔

**الجواب** یہ سلم ہے اگر سب شرائط جو از پائی جاوین تو جائز ہے  
۲۸۔ جاد فی الثانی

**سوال** زید نے عمر کو بینا روپیہ اس اقرار پر دے کہ عمر بینا روپیہ  
اپنے پاس سے لگا کر مبلغ چالیس روپیہ کو لپٹا سینے کی مٹین خرید کر کے  
اس مٹین کے ذریعہ سے سلاخی کا کام کرے اور جو کچھ کمائے اسکا نصف زید  
کو دیا کرے تو کیا یہ صورت شرکت جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے  
تو شرکت کے چار اقسام میں سے کس قسم میں داخل ہے۔

**الجواب** مٹین جب مشترک روپیہ سے خریدی گئی وہ مشترک ہوگی اب

خط وادارہ  
انعام کارندہ از جرمانہ

خط وادارہ  
مستحقین

خط وادارہ  
مستحقین از نصف زید

جیسا ایک شریک نے دوسرے شریک کو اجازت اُسکے استعمال کی اس شرط پر دی کہ نصف آمدنی محکوم دے تو اسکی حقیقت یہ ہوئی کہ یہ شریک دوسرے شریک کو اپنا نصف حصہ مشین کا کرایہ پر دیتا ہے اور کرایہ نصف آمدنی نہیں آتا ہی سو یہ صورت اجارہ کی شرعاً جائز نہیں بلکہ کرایہ معین کرنا چاہیے پھر خواہ آمدنی کم ہو یا زیادہ ہو اور جتنی مدت اس شرط مذکور پر کام کیا گیا ہے اُسکا کرایہ بقاعدہ اجر مثل دیا جاوے گا مگر یہ اجر مثل آمدنی واقعی کے نصف سے زائد نہ ہو فقط ۲۵ صفر ۱۳۳۱ھ۔

**سوال** سوار لوگ جو اپنی ذات سے گھوڑا خرید کر سرکار میں نوکر ہوتے ہیں وہ سلیدار کہلاتے ہیں بعد نوکر ہو جانے کے بعض تو خود نوکری کرتے ہیں اور بعض اپنی طرف سے سیکور کہتے ہیں جسکو بار گیر کہتے ہیں اکثر سلیدار وقت تقریر بار گیروں سے نذرانہ کے نام سے سوروپیہ یا اس سے کم زیادہ لیتے ہیں اور بار گیر کو سرکار میں پیش کر کے نوکر رکھواتے ہیں یہ نذرانہ سلیداروں کو لینا حلال ہے یا حرام۔

**الجواب** نذرانہ اگر بوجھ نوکر کرانے کے ہے تو حرام ہے اور اگر اپنے گھوڑے کا کرایہ ہے تو درست ہے مگر کرایہ میں بیان مدت شرط ہے اگر یہ شرط پائی جاوے تو جائز ہے ورنہ ناجائز فقط ۲۳ ر ج ۲ ۱۳۳۱ھ۔

**سوال** میرا ایک ہمیشہ زادہ میرے گھوڑے کا بار گیر ہے اور میں اُسکا سلیدار ہوں۔ یعنی گھوڑا میرا ذاتی ہے اور وہ نوکری کر نیوالا سلیداری کی ماہو آئیے مقرر ہے اس میں غلہ بوجھ خدمت سرکار سے بار گیر کو دیئے جاتے ہیں اور باقی مجھے سلیدار کو۔ اب عرض یہ ہے کہ میرا بار گیر تارک الصوم واصل زنا کار۔ نشہ باز ریش تراش رگرتار افعال ممنوعہ و رسوم شیعہ میں سے ہر سون اسکو جبر و توقیح و تنبیہ و نذر و مصل سازی و ترک ملاقات وغیرہ کی مشرا دی اور آخر ارنامے لئے کہ آئندہ نماز روزہ احکام شرع بجا برادار کر و نگاہ اور

لکھی  
بانیہ بعض نوکر لکھنؤ

درمیان سوار سلال



گھوڑے کو اچھی حالت میں رکھو نگا اور رقم سحری ماہ بڑھو نگا وغیرہ  
 الخ۔ لیکن اس نے جملہ اقداروں کے خلاف عمل آدری کی اور کر رہا ہے کوئی  
 تغیر و تبدل اس کے افعال میں نہیں ہوا بلکہ روز افزون حالت شنیعہ میں گرفتار  
 ہے گھوڑے کو لاغر کر دیا ہے اور میری مقدمہ رقم کہا گیا ہے میں اسکو بے طرفہ کر دینی  
 کے ارادے میں ہوں۔ لیکن میری والدہ صاحبہ جو میرے باریگیر کی نانی ہیں اس سے  
 سخت برنجیدہ و بددعا کنان رہتی ہیں۔ حضرت چونکہ میرے راہ نمائے دین و دنیا  
 ہیں ان حالات پر نظر فرما کر جو ارشاد فرمادیں گے حسب عمل کرونگا اور مزید شکریہ  
 ادا اور غرق بحر ذخرا حسان عظیم رہونگا۔

**الجواب۔** اس کے اوپر اسے سوال کا جواب لکھا گیا ہے اسکی بنا پر  
 اس تقسیم تنخواہ کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ تنخواہ تو کل کی کل باریگیر کا حق ہی  
 باقی ہے وہ آپ کے گھوڑے کا کرہہ ہے اگر یہ تاویل کیوجہ سے  
 نہ چل سکے تو خود یہ معاملہ ہی جائز نہیں اور اگر کوئی امر مانع تاویل نہ ہو تو اس  
 صورت میں ان افعال شنیعہ کا وبال خود اس باریگیر پر ہوگا آپ کیون پریشا  
 ہوں البتہ گھوڑے کی لاغری کے سبب اگر آپ اسکو موقوف کرانا چاہیں  
 تو دوسری بات ہی اور اس صورت میں مال کی اطاعت فرض نہیں کیونکہ دابہ  
 کا حق تلف کرنا معصیت اور لا طاعتہ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ ۲۳ جمادی الاخریٰ  
 ۱۳۳۲ھ

## عرض مؤلف

الحمد للہ کہ حوادث الفتاویٰ حصہ اول اختتام کو پہنچا انشاء اللہ تعالیٰ اس کے  
 بعد حصہ دوم کی اشاعت کا اہتمام ہوگا۔

اشرف علی ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

## حقوق المسلم

اس نادر الوجود رسالہ کے ذریعہ حضرت حکیم الامتہ مولانا حاجی شاہ محمد اشرف علیہ السلام  
تہا نوی دامت برکاتہم نے علم کے اوں حقوق کو بتلایا ہے جنکے عدم احساس  
وفقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود واجب الاحترام اہل علم بزرگوار دن  
بہی بہت سی فرد گزشتین عمل میں آجاتی ہیں اس رسالہ کو دہلیوں اور مختلف  
مضامین مولانا مدوح نے تقسیم فرمایا ہے پہلے باب کی متعدد مضامین اوں حقوق  
کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس پر ہیں

اور دوسرے باب میں مخصوص اوں حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلباء  
و علمائے متعلق ہیں۔ حقیقت میں یہ رسالہ اس لائق ہے کہ علاوہ عوام الناکل  
کے طبقہ اہل علم کا ہر فرد عام اس سے کدہ بندی ہو یا منتہی بنور تمام اس رسالہ  
کو مطالعہ کرے اور اپنی آئندہ زندگی کے واسطے اسکو اپنا خطر راہ قرار دے  
قیمت فی جلد ۴

## مواعظ حسنہ

جس میں حضرت حکیم الامتہ دامت برکاتہم کے تین تو وہ معرکتہ الآراء و عظیمین مواعظ الافاضا  
میرٹھ کے جلسہ منعقدہ ۱۹۱۲ء میں آنی فرمائی تھے پہلو و عطا کا عنوان دعاۃ الامتہ  
دعاۃ الملتہ ہی دوسرے و عطا کا نام تذکیر الاخیرۃ اور تیسرے و عطا دعا پر ہی چوتھی و عطا  
کا عنوان جو بتمام شاہی مسجد مراد آباد ہوا تھا شوق اللقا ہی عنوانوں کو ناظرین معلوم فرما  
سکتے ہیں کہ یہ چار دن کیسے زبردست عنوان ہیں اور پھر حضرت حکیم الامتہ جیسے بکا و عظم  
تبصر عالم جب ان عنوانوں پر کچھ ارشاد فرمائے کہ یہ ہوں تو بھلا کیسے کیسی روز و عطا  
باقی نہ ہو اچھا نہیں۔ غرض کہ اہل دل حضرات کیواسطے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیواسطے  
عموماً یہ چار دن و عطا نسخہ ہائے کیمیا ہیں جو زندگی قلوب دور کرنے میں کیمیا کا  
کام کرتے ہیں چار دن کی مجموعہ کا حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت صرف ۶

ملنے کا پتہ۔ نیچر اخبار المشیر مراد آباد



# تصانیف حکیم الامتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی

حقوق العلم۔ اس نادار اوجہ رسالہ کے ذریعہ حضرت مولانا مدد روح نے علم کے اُن حقوق کو بتلایا ہے جنکے عدم واحساس و فقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود اہل علم بزرگوں سے بھی بہت سی فروگزاشتیں عمل میں آجاتی ہیں۔ اس رسالہ کو دو بابوں اور مختلف فصلوں پر تقسیم فرما کر پہلے باب کی متعدد فصلوں میں اُن حقوق کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس میں ہر دوسرے باب میں مخصوص اُن حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلباء و علمائے متعلق ہیں۔ حقیقت میں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ علاوہ عوام الناس کے طبقہ اہل علم ہر فرد عام اس سے کہ وہ مبتدی ہو یا منتہی بغور تمام اس سالہ کو مطالعہ کرے اور اپنی آئندہ زندگی کے واسطے اسکو ہنا خضر راہ قرار دے قیمت فی جلد ۴ ر

مواعظ مستمعہ معرکہ الاراء و اعظا میں جو مقرر الانصار میرٹھ کے جلسہ منعقدہ ۱۲۹۱ھ میں آپ نے رکائے نئے پہلے وعظ کا عنوان دعاۃ الامتہ و ہدایۃ الملتہ ہے۔ دوسرے وعظ کا نام تذکرۃ الآخرة۔ اور تیسرے وعظ کا باب ہے جو تہو کا عنوان جو بقیہ تمام شاہی مسجد مراد آباد ہوا تھا۔ شوق اللقائم ہے۔ عنوانوں کا ظہور اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ چاروں کیسے زبردست عنوان ہیں۔ اور پھر حکیم الامتہ جیسی یگانہ بیگناہ تفسیر عالم جہان عنوانوں پر کچھ ارشاد فرماتے کھڑے ہوں تو بھلا کیسے کیسے رموز و نکات باری نہ ہو جائیں۔ مگر یہ کہ مسلمانوں کی واسطے یہ چاروں وعظ نسخہ ہائے کیمیا ہیں جو زندگ قلوب دور کرنے میں اکیسہ کام کرتے ہیں چاروں کی مجموعی قیمت ۶ ر

غلاط العوام۔ اس رسالہ میں ان غلط مسائل کا بیان ہے جو عامۃ مخلوق میں آجکل صحیح نہ جاتے ہیں اور جنکی اصل قرآن و احادیث سے کچھ بھی نہیں بلکہ محض توہمات و خود جابل مرد و عورتوں نے گڑھ لئے ہیں۔ اور ضرب المثل ہو گئے ہیں۔ قیمت ۱ ر

عزائم عبدیت حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب کو مواعظ حسنہ و ملفوظات علیہ کا ایک ضخیم مجموعہ۔ اول حصہ دس اور ایک حصہ ملفوظات علیہ۔ حصہ دوم پھر حصہ سوم پھر۔ حصہ چارم پھر۔ حصہ پنجم پھر۔

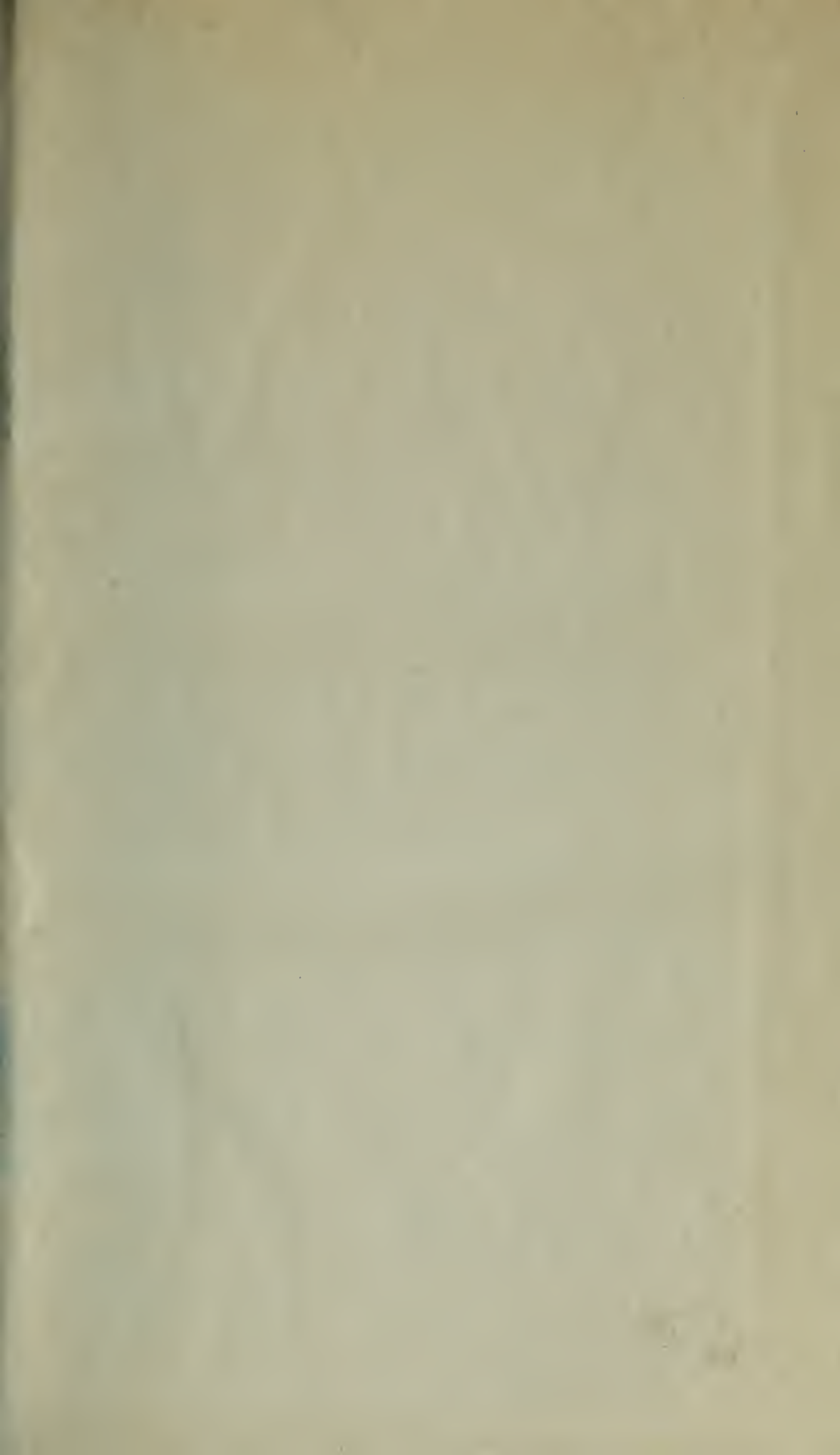
## عیسائی اسلامی مذاہبی جنگیں

وہ نادر تصنیف جس میں مستند واقعات تاریخ کی  
مدونہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کو زبردستی  
پھیلائے جانیکا الزام جو عیسائی لگاتے ہیں  
وہ بالکل غلط ہے بلکہ حقیقت میں عیسویت شمشیر  
کے زور سے پھیلائی گئی ہے قیمت بھی نہایت  
قلیل رکھی گئی ہے صرف چھ آنے ۶ ر  
اسلام و عیسائیت کا تمدن ملک مصر کے  
شہور فاضل مفتی محمد عبدہ مرحوم کا وہ زبردست  
مضمون جو مرحوم نے ایک عیسائی ڈاکٹر کے  
جواب میں لکھا تھا اور جس میں لاجنبی لائل کے  
ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ تمدن کا ساتھ صرف  
اسلام و عیسائیت ہے نہ کہ عیسائیت عجیب و غریب  
ونشین پیرایہ بیان ہے قیمت فی جلد ۸ ر  
حکم النبی محمدؐ روس کے نامور مسلمان سفر  
کونٹ ٹالسٹائی نے صداقت اسلام اور  
ظہور کے متعلق روسی زبان میں ایک مبسوط  
مضمون شائع کیا تھا جس کا ترجمہ مصر کے نامور  
ادیب سلیم عین نے شائع کیا تھا، ہمنواوسی  
عربی رسالہ اور دوین ترجمہ کر کے شائع کیا ہو  
تا کہ مسلمانان ہند معلوم کر سکیں کہ اس نامور  
روسی مسلمان سفر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم کے متعلق کیا رائے ظاہر کی ہے قیمت فی جلد ۵ ر

المنار فی الاسلام۔ اہل مغرب کا یہ ایک  
بیودہ اعتراض اسلام پر ہے کہ اسلام نے  
نسوان کو بہت کم حقوق دیئے ہیں اس ناقص  
اعتراض کا جواب خان بہادر مرزا سلطان احمد  
خان صاحب بی۔ اے نے نہایت فلسفہ  
انداز سے دیا ہے اور تقریباً تمام احادیث  
و قرآنی آیات اس عنوان کے متعلق ہیں جو  
کر کے مخالفین کو بتلایا ہے کہ جب قدر مبسوط ہے  
طبقہ انات کے متعلق اسلام میں ہے اور نہ  
کسی دوسرے مذہب میں نہیں قیمت ۸ ر  
بشارات احمدیہ توحیدیت۔ زبور۔ انجیل  
اور دیگر صحائف عند عتیق میں جب قدر شنیگل  
حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات  
بہ رسالت ہونے کی آدھن سبکو کمال عرفیہ  
جمع کیا گیا ہے قیمت فی جلد ۴ ر  
آئین جدیدی سرزمین مصر کی تاریخی و ملک  
واقعات ایک اسلامی فوجی ہیر و گزند  
مرفوع و مصلح کے دلچسپ نظارہ جو قوم  
کے حالات اسلامی حکومت کو واقعا  
قابل دیدین قیمت فی جلد ۴ ر  
منہج افضل المطابع۔ پریس  
مراد آباد

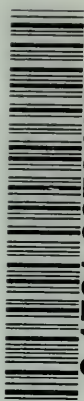












3 1761 06764261 1

K

T3678

H3

v.1